

# پارلیمنٹ بازارِ حسن

پاکستانی سیاست دانوں کی زندگی کی تصویریں



*copied from web*

## آئینہ

13	انتساب	*
15	آئینہ پاکستان کے آرٹیکل 62 اور 63 اور ترمیم اور ترمیم	*
21	فقیر شادی	*
23	کون ہے کتنا گنہگار کونسا گناہ؟	*
26	"پتھروں کی لہریں میں آئینے کو تو نہیں گھرے"	*
28	عسیر احمد بابر کی ایک تسکین بخش تلاش	*
35	پارلیمنٹ سے بازار حسن تک	*
38	ایوانوں سے بازاروں تک	*
41	پارلیمنٹ سے بازار حسن تک	*
45	ایم پی خان	<input type="checkbox"/>
48	گوہر ایوب	<input type="checkbox"/>
55	نئی جہاں	<input type="checkbox"/>
73	دعا کا دار علی بنی	<input type="checkbox"/>
86	بے نظیر خان	<input type="checkbox"/>
99	آصف علی زرداری	<input type="checkbox"/>
111	میاں نواز شریف	<input type="checkbox"/>

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

پیم کتاب	پارلیمنٹ سے بازار حسن تک
مصنف	عسیر احمد بابر
میراثہ قانونی	غلام مصطفیٰ چوہدری
	ایڈووکیٹ ہائی کورٹ آف
پرستار	منج شکر پرنٹرز لاہور
من اشاعت	اپریل 2000ء
قیمت	170 روپے

پیپو برادرز

123	مہاراجہ شریف
128	غیر ملکی برقی شریکیت کا فیصلہ
128	علاء کرام کا رد عمل
130	عروں خان
141	جہانگیر
149	غلام مصطفیٰ کمر
174	شیخ رشید احمد
208	الطاف حسین
214	ولی خان
216	اعظم خان ہونی سابق وفاقی وزیر
218	ہام مشوق علی
220	مفتی مرزا
223	ممتاز حسن
226	نواب ملک خان مہاسی
228	چیمپری نار علی
229	تمیز دہلوی
235	فتویٰ حسن
239	محمد علی بوگر
240	غلام محمد
241	حسین شہید سہروردی
242	سکندر مرزا
243	اس غلام میں

243	1947ء میں اسی مسیحی میں لگی تھی
244	چاہیوں سے کہیں تھک
245	فخر زمان
246	غلام احمد
246	مشتاق احمد
247	یہاں تھک رہا
247	سلمان تاثیر
250	سابقہ مکی الدین
250	سیدہ حسین
250	لیصل سراج چاٹ
251	آرام اللہ خان نیازی
251	انوار الحق
251	غلام مصطفیٰ جتوئی
251	یام صادق
251	ولی خان
251	میرزا محمد
251	سیدہ لہنا نیازی
251	محمد علی بوگر
253	چیمپری
253	غلام احمد
253	شہید خاں عباسی
253	اسلم خاں شیخ سید مسیحی تھک کر رہی

copied from web



- 253 ☐ لیٹن امارتیم صدیقی سابق وفاقی وزیر
- 253 ☐ سید شکیل حسین
- 253 ☐ عمران بیگل
- 254 ☐ ذوالقرنین ایم بی راب
- 255 ☐ احمد کل
- 255 ☐ خادم احمد محمود ایم این ایس
- 256 ☐ کبریاں پنجاب اسمبلی پشاور میں
- 257 ☐ قربان غازی اچھلی ڈاکٹر شیر افغانا
- 260 ☐ خادم احمد بلو
- 260 ☐ صبح جان مقیم ڈی پی ٹی کسٹمر سہولت
- 261 ☐ لیاقت اہلی کاوٹا
- 263 ☐ انجم علی ال احمد دہلی پی پی پی صوبہ ما
- 264 ☐ مخدوم صاحب
- 265 ☐ لگی کارکن اور بازار حسن
- 266 ☐ آزاد شمیر
- 267 ☐ وزیراعظم سلطان محمود چوہدری
- 272 ☐ سابق وزیراعظم آزاد کشمیر ممتاز راجھو
- 274 ☐ چوہدری شہد مہد سابق وزیر زراعت
- 276 ☐ سردار اصغر آفندی سابق وزیر صحت
- 277 ☐ چوہدری یاسین سابق وزیر تعمیرات
- 280 ☐ بھوٹے گدار پٹے کارٹے
- 280 ☐ محمد عظیم صدر مسلم لیگ پراثری پوسٹ

- 289 ☐ طاہرہ نسیم
- 291 ☐ شہین منظور ایم بی ایس
- 293 ☐ پنجاب اسمبلی میں
- 297 ☐ سہ ایم این ایس اسٹیل
- 298 ☐ طاہر سلطان ایم این ایس
- 299 ☐ بوسلیک
- 300 ☐ مسلم لیگ ایم بی ایس اور اس کے بھائی پر شرعاً کاتراعات
- 306 ☐ خواجہ نوح سلطان
- 307 ☐ امیر عبداللہ دہلوی
- 307 ☐ نذیر سلیم اقبال صوبائی وزیر
- 307 ☐ سپلاز
- 309 ☐ راجا اور پنجاب اسمبلی کے مسلم لیگ ٹوٹے
- 309 ☐ اداکارہ راجا اور مقامی
- 310 ☐ اداکارہ میراکی واندہ اور سیاست
- 310 ☐ حکیم شہید فضل مسلم لیگ راجا
- 311 ☐ میان یوسف ضلع الدین
- 311 ☐ پورٹل کارسائی کن صوبائی اسمبلی
- 312 ☐ اور شہید ساریں الیگڑ پی ایس ایس
- 313 ☐ ادب بشارت سابق صوبائی وزیر
- 313 ☐ یوسف رشاد گلالی
- 316 ☐ چوہدری شہیر علی ایم این ایس

- دہلی وزیر کا دینا ہوں
- شاہد خاٹن عہدی اور اداکارہ رشم
- بی بی امین رشیدی کے کارنامے
- عابدہ صبر بخت
- چہ درہی محمد اشفاق ایم۔ این۔ اے
- وزیر اعلیٰ میرا فضل خان
- بازار مسن اور سیاست
- نواز شریف اور غلام انصاری کے حوالے
- طوائفوں کا مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان
- شہباز شریف "اس بازار میں"
- پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی
- پڑھتا جاؤ شہباز جاوید
- ملک عطاء محمد ایم۔ این۔ اے
- غلام قادر ملکانی سابق صوبائی وزیر سیاحت و ثقافت
- ضیف سولجر سابق صوبائی وزیر ج و مذہبی امور
- رانا حیات ایم۔ این۔ اے
- مدیحہ شاہ اور وزراء کے بیٹے
- سیف الرحمن اور شرمیلا فاروقی
- حاکمی مقصود بٹ سابق ایم۔ پی۔ اے
- معروف صنعت کار عرفان پوری کے انکشافات
- انجیل بوسٹ صلاح الدین کے سسٹمی فیئر انکشافات
- اس بازار میں

- بڑے بڑے نامور لوگوں کی کتابیں
- محمود احمد المعروف ماموڑا کا انٹرویو
- رخصت ایک رات — دو لاکھ روپے
- مدیحہ شاہ
- "جن" اندر — "پریاں" باہر
- معروف اداکارہ میاں کے انٹرویو سے ایک اقتباس

\* آخر

*copied from web*

*copied from web*

## انتساب

آئین پاکستان

کے

آرٹیکل 62 اور 63

کے نام

یہ کتاب "آئین پاکستان" کے مضمون 62 اور 63 کے تحت  
تیار کی گئی ہے۔ اس میں شامل نہیں ہونے میں



## آئین پاکستان کے آرٹیکل 62 اور 63 کا اردو ترجمہ

### آرٹیکل 62- مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی رکنیت کے لئے اہلیت

کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن منتخب ہونے یا چنے جانے کا اہل نہیں ہو گا اگر

(الف) وہ پاکستان کا شریک نہ ہو، (ب) وہ قومی اسمبلی کی صورت میں پانچ سال سے کم عمر کا ہو اور اس اسمبلی میں کسی مسلم یا غیر مسلم نشست کے لئے جیسی بھی صورت ہو انتخاب کے لئے انتخابی فہرست میں وہ کسی نشست سے درج نہ ہو، (ج) وہ نشست کی صورت میں تمیز میں سے کم عمر کا ہو اور کسی صوبے میں کسی علاقے میں یا جیسی بھی صورت ہو وفاقی دار الحکومت یا وفاقی زیر انتظام قبائلی علاقہ صوبہ میں جہاں سے وہ رکنیت چاہتا ہو تسلیم نہ ہو، (د) وہ ایجنڈے کے تحت لاغالی نہ ہو اور عام طور پر انتظام اسلام سے انحراف میں مشہور نہ ہو، (و) وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر نہ ہو علم نہ رکھتا ہو اور اسلام سے بغور نہ واقف نہ ہو نہ تفسیر و کتابوں سے مجتنب نہ ہو، (ز) وہ کچھ اور پارسیانہ ہو، (ح) وہ قاضی ہو اور ایماہ ازادہ امین نہ ہو، (ط) کسی اخلاقی ہستی میں خلوت نہ ہو یا بھونی گواہی دینے کے جرم میں سزا یافتہ ہو، (ث) اس نے قیام پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو

انھیں پاکستان کی عظمت کی اور شہر شہر پر ہے کہ جہاں وہاں وہاں میں ملے  
 رہیں۔ ان کی ایسے مخلصانہ اطلاق میں وہ کلام میں مسلم اور ان کی ایسی ایسی  
 شہرت کا حامل ہو گا کہ وہ وہاں کی دیگر شہرتوں کا حامل نہ ہو۔ ان کی شہرتوں کی  
 اور شہرت کے اطلاق کے لیے شہر کی ہی ہوں۔

تشریح

قرآن ۲۸۵:۱ میں ملے ان میں قوی اور صوبائی اسمبلیوں کے ہر ممبران  
 انتخابات منعقد ہونے سے اس میں بھی ایسی ہی پیش کے جہاں وہاں ۱۹۵۵ء کے  
 ایسے اور ان کی ایسے کے لئے اطلاق قدامت و عوام کا اطلاق آیا تھا۔ اس بات پر وہ  
 آیا تھا کہ سب تک کو ایسے اور مقروء شرائط پر ہے۔ ایسی انہماکوں کے لئے کہ اس  
 قریب و صوبائی اسمبلی یا شہرت کے انتخاب میں مسدودیتے تھے۔ ان کے ہر قدامت  
 عوام کی بات کی کا عقد یہ تھا کہ انتخابات کے ایسے ایسے اقدامات آئیں جو ان  
 قوانین کے خلاف ہیں اور ان کی خلاف ورزی پر تاجی اور ان کے علی التعمیم کو بھی ملے  
 ہونے کی بات پر دفعہ دہائی ترمیم کے میں شہرت کی رکنیت کے لئے ایسے  
 مزید شرائط کو شامل کیا ہے۔ ان کے مطابق وہی ہی مخلص ان شرائط کے خلاف  
 مخلص شہرت کی ہے۔ ان میں منتخب ہونے والے ہونے والے ہیں اور ان کی ایسی ایسی  
 شہرت ہے۔ ان کے لئے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے  
 عبادت میں یہ ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے  
 حاصل کی ہو انتخاب میں مسدودیتے والے ہونے والے ہونے والے ہونے والے  
 لئے ممبران مصلی سے کم ہو وہاں اسمبلی میں کسی مسلم یا غیر مسلم شہرت کے لئے  
 کسی بھی صورت ہو انتخاب کے لئے اس قدامت و عوام کی شہرت میں اور ان کی شہرت سے  
 انہماک ہو۔ انہماک کے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے  
 ان کا ہم کسی صوبہ میں کسی علاقے میں ایسی ہی صورت ہو اطلاق اور حکومت  
 کا اطلاق کے زیر انتظام قومی علاقہ بات میں جہاں سے اور رکنیت چاہتا ہو عوام اور  
 انہماک ہو۔ انہماک کے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے

شہرت و عوام اور انتخابات اسلامی تعلیمات کا خاطرہ نہ ملے نہ وہ وہاں وہاں کے  
 کردار اور ان کی بات پر توجہ نہ ملے نہ وہاں وہاں کے انتخاب نہ ملے نہ وہاں وہاں کے  
 ہونے والے ہونے والے ہونے والے ہونے والے ہونے والے ہونے والے ہونے والے  
 اصولی کردار کی بات کے ہم میں سرایت ہو۔ ان کا قیام پاکستان کے بعد عملی بات  
 اور انتظام کی عظمت کرنا ہو یا عوام پاکستان کا کارہ ہو اور ان کی بات سے انہماک  
 کو نہ چاہتا ہو۔ ہونے والا اور وہاں اطلاق غیر مسلموں پر نہیں ہو تا کہ ان کے  
 ایسے کردار کا حامل ہو یا ضروری ہے۔ انہماک شہرت کے ایک کے لئے ایسے کی  
 نہ شرائط مقروء کی ہیں ان پر چاہتا ہو۔

ایک اسلامی ملک کے قسط سے مخلص شہرت کی رکنیت کے لئے نہ شرائط  
 شہرت کی گئی ہیں ان پر اگر چہ کسی طرح سے عمل ہو کہ وہ ہونے والے ہونے والے  
 پاکستان میں ایک مثیل حاشیہ قائم نہ ہو سکے۔

### آرٹیکل ۱۱۳۔ مجلس شہرتی یا رکنیت کی رکنیت کے لئے

#### اہلیت

- ۱۱) کوئی مخلص مجلس شہرتی یا رکنیت کے رکن کے طور پر منتخب ہونے کے لئے  
 ہونے والا رکن ہونے کے لئے مخلص ہو گا۔ اگر  
 (الف) وہ قدامت و عوام اور ان کی قدامت کی طرف سے ایسا قرار دیا گیا  
 ہو۔ یا ایسا کہ غیر رکنیت یافتہ ہو یا ایسا ہو یا ایسا ہو یا ایسا ہو یا ایسا ہو  
 ہونے والے ایسے کی شہرت حاصل نہ ہو۔
- (۱) وہ پاکستان کی قدامت میں کسی شخصیت حق خود سے ہونا ہو۔ یا ایسا  
 ایسے خود سے کے لئے حکام کے ہونے ایسے خود سے قرار دیا گیا ہو جس پر قدامت  
 حاصل نہیں ہو گا۔
- (۲) اگر وہ ایسی ایسی شہرت یا کسی ایسی شہرت کی قدامت میں ہو کہ حکومت



کی ملکیت یا اس کے ذریعہ گمانی ہو یا جس میں حکومت تبدیلی یا حصہ یا مفاد رکھتی ہو

(د) شہریت پاکستان ایکٹ 1951ء (نمبر 2 بابت 1951ء) کی دفعہ 14 سب کی وجہ سے پاکستان کا شہری ہوتے ہوئے اسے فی الوقت آزاد جموں و کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کے لئے باطل قرار دے دیا گیا ہو یا

ازا وہ کسی ایسی رائے کی تفسیر کر رہا ہو یا کسی ایسے طریقے پر عمل کر رہا ہو جو نظریہ پاکستان یا پاکستان کے اقتدار اعلیٰ سالمیت یا سلامتی یا انقلابیات یا امن عامہ کے قیام یا پاکستان کی عدلیہ کی وکالت داری یا آزادی کے لئے معزز ہو یا ہو پاکستان کی مسلح افواج یا عدلیہ کو بدنام کرے یا اس کی تشکیک کا باعث ہو یا

(ج) اسے کسی ایسے جرم کے لئے سزا دی ہو جس میں جیل یا ایکٹس کٹر کی رائے میں اخلاقی پستی ملوث ہو مگر کم از کم دو سال کے لئے قید کی سزا دی گئی ہو یا کو قتلہ اس کی رہائی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر چکی ہو یا

(ط) اسے پاکستان کی ملازمت سے ملحد روی کی بنا پر برطرف کر دیا گیا ہو یا کو قتلہ اس کی برطرفی کو پانچ سال کی مدت نہ گزر گئی ہو یا

(ی) اسے پاکستان کی ملازمت سے ملحد روی کی بنا پر ہٹا دیا گیا ہو یا جبری طور پر فارغ خدمت کر دیا گیا ہو یا کو قتلہ اس کے ہٹائے جانے پر یا جبری طور پر فارغ خدمت ہونے کو جس سال کی مدت نہ گزر گئی ہو یا

(ک) وہ پاکستان کی یا کسی آجینی وینٹ یا کسی وینٹ کی جو حکومت کی ملکیت یا اس کے ذریعہ گمانی ہو یا جس میں حکومت تبدیلی یا حصہ یا مفاد رکھتی ہو یا جس میں وہ چکا ہو یا کو قتلہ اس کی مذکورہ ملازمت کو ختم اسے دو سال کی مدت نہ گزر گئی ہو یا

(ل) اسے فی الوقت نافذ اعلیٰ کسی دیگر قانون کے تحت کسی بد عنوانی یا غیر قانونی حرکت کا مجرم قرار دیا جائے یا کو قتلہ اس تاریخ کو جس پر مذکورہ حکم سنوتہ ہو یا ہو پانچ سال کا عرصہ نہ گزر گیا ہو یا (م) وہ سیاسی جماعتوں کے ایکٹ 1962ء (نمبر 3 بابت 1962ء) کی دفعہ 7 کے تحت سزا یاب ہو چکا ہو یا کو قتلہ مذکورہ سزا دی ہو یا پانچ سال کی مدت نہ گزر گئی ہو یا (ن) وہ بذاتہ خود یا اس کے مفاد میں یا اس کے

قانون کے لئے یا اس کے حسب میں یا کسی بدنام غیر مستقیم خاندان کے رکن کے طور پر کسی شخص یا اشخاص کی جماعت کے ذریعے کسی معلومہ میں گولی حصہ یا مفاد رکھتا ہو یا جو انجمن امداد پاکستان اور حکومت کے درمیان کوئی معلومہ نہ ہو یا جو حکومت کو مالی فراہم کرنے کے لئے اس کے ساتھ کے ہونے کسی معلومہ کی تحویل یا خدمت کی انجام دہی کے لئے ہو

مگر شرط یہ ہے کہ اس جیسے کے تحت قابلیت کا اطلاق کسی شخص پر نہیں ہو گا۔ (اول) جبکہ معلومہ میں حصہ یا مفاد اس کو وراثت یا جائیداد کے ذریعے یا سوامی لہ و سنی یا مستقیم ترکہ کے طور پر منتقل ہوا ہو یا جب تک اس کو اس کے اس طور پر منتقل ہونے کے بعد چھ ماہ کا عرصہ نہ گزر جائے۔ (دوم) جبکہ معلومہ کیشیات آراء پیش 1984ء (نمبر 4 بابت 1984ء) میں تعریف کردہ کسی ایسی گہنی عامہ سے کیا ہو یا اس کی طرف سے کیا گیا ہو جس کا وہ حصہ دار ہو یا جس کی گہنی کے تحت کسی شخصیت بخش عرصہ یا فارغ مقام انتظامی نہ ہو یا (سوم) جبکہ وہ ایک غیر مستقیم بندو خاندان کا فرد ہو اور اس معلومہ میں وہ خاندان کے کسی افراد سے طیمور کا روادار کے دوران کیا ہو یا کوئی حصہ یا مفاد نہ رکھتا ہو۔





## کون ہے کتنا گنہگار کہوں یا نہ کہوں؟

ہاں عام طور پر جیسی آزادی وہاں وہی کو انتہائی برا خیال کیا جاتا ہے  
 اٹھارہ کے دوران مجھے میں ہم یورپ و امریکہ کو طعون و معویہ قرار دینے سے  
 بھی نہیں بچ سکتے کہ وہ "سیکس فیری" ممالک ہیں۔ یہ سب بجا اور درست مگر کیا ہم  
 نے بد بآئیاں ملاتے اور بے سرو پا انہوں سے ہٹ کر گرو ویش کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے  
 آئینہ میں بھی سجاوٹ کی کوشش کی ہے۔ شلیہ نہیں بلکہ بالکل بھی نہیں۔ شاید ہم  
 اس خود اعتمادی کا مدد ہی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکی و یورپی ممالک کی طرف  
 امریکا کی تسلط جہتی سے ذاتہ عرب تک مسلط رہے والے حکمران و سیاست  
 دان جیسی کہ ۱۹۷۱ء کی فتنہ کا رہے ہیں۔ ہاں سالہ تاریخ کے ابتدائی برسوں میں ان  
 نے گھبراہٹ کا سبب بنے۔ اس وقت سرگتے والے حکمرانوں کے اکاؤنٹ جیسی  
 انتہائی سستے آئے۔ ان کے لئے وہاں سے ان کو جیت کے سینکڑوں ٹریلین ڈالروں میں  
 قابل اہل مسافر بنائے۔ ان کے لئے مغربی ممالک میں ایسے  
 واقعات پیش آئے کہ ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 وزیر اعظم، جسٹس، سپریم کورٹ کے جج، ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 ایوانی وادہ جی۔ ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 پوری دنیا کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 عالمی تہذیب ہے۔ ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے  
 رواں شہول ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑی انتہائی اپنی جگہ دم توڑ جاتی ہیں۔ اسلامی  
 نظریاتی طبقہ کے ان لیڈران اور ان کے "پیپلوں" کے "روحانی کردار" کے بارے



میں اس کتاب میں روحانیت کا ہے۔ دوا کی طبیعت آزادی کے بارے میں ہے۔

قرارداد ہے کہ یہ کتاب نہ ہندی دعوہ کے کوئی شکر کا تسلیم ہے اور نہ ہی گنہگار نہیں کہ کوئی دعوہ۔ بلکہ یہ کتاب آئینہ طالع ہے۔ ان سیاست دہوں کا ان کا ہر عمل پہلے ہی کی گئی ہے۔ امرت میں آتا ہے۔ جن کے بارے میں عمومی تاثر یہ ہے کہ ان کا کردار ملی انتظام کی عمارت کے لئے احساس کی ضرورت دلتا ہے۔ ایک طرف وہ خود کو غفلتے دانشور کی روایات کا اشتیاق اور اپنے میں فخر محسوس کرتے ہیں مگر دوسری طرف ان کے دامن تاویک شب سے بھی زیادہ زیادہ ہیں اور وہ "ارسلہ لہ" کی مانند خود کو کسی قانون یا ضابطہ کا پابند تصور نہیں کرتے۔

اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے محترم آغا شاد کی لکھی ہوئی کتاب کا مطالعہ کیا گیا۔ اس کتاب میں سمجھا دیا گیا کہ "میرے پاس تمہارا ہوتی تو سیاسی جمالیوں کی فصل لکھتا کہ پہلے پہلی ہے" میرے پاس صرف نظم ہے اور میں نے ان عورت کے لاشعور میں سے جن کا روپ عوامی انسانوں کے عقول کی دستبرد میں ہے۔

اس کتاب کی تیاری کے دوران کئی بار ایسے مراعات آئے کہ ان کی اجازت نہ جاتا اور یہ احساس پانے لگا کہ جب پوری قوم سرپرست اجازت لے کر جاتا ہے تو پھر ہمیں صرف بغاوت بلند کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ دوسرے بہت یاد آ رہے ہیں جن کی یہ غلوں محبت نے مجھے ایسے مواقع پر مایوں و دلہاؤں سے بچا ہے۔ رکھا میں ان کی یہ بات محبت کا مشورہ ہوں یا جو اس کے کہ وہ اپنا نام ظاہر کرنے سے گریزاں ہیں۔

مجھے اس امر کا بخوبی اور اگ ہے کہ اس کتاب کی تیاری سے بھی دشوار ترین مراعات وہ ہوں گے جن کا سامنا کتاب کی اشاعت کے بعد ہی تھا کرنا پڑا ہے گا۔ لیکن ان تمام متوقع مشکلات و مصائب کے باوجود میں نے اشتیاق و امانت و ادبی سے تاریخ کو اس کی امانت ٹولنے کی کوشش کی ہے۔

تقدیر خون جگر سے کی تو جامع منطق کی

ملنے ممکن کے ہر تہا میرا رکھا

مجھے یقین ہے کہ جب عوام کے "پہلے وہ" کی دعوت اس آئینہ میں لپکا گیا جس میں اور ساری باتیں کے "تو پھر ان کے بہم ترحاب کا نشانہ وہ قمر و جامہ ہو گا جس نے ان کے عقول میں اس سے ایک نوپنے کی گستاخانہ ہمارت کی ہے۔ مگر پھر وہ تمام مصائب و مشکلات کے یہ امر میرے لئے سرمایہ افکار ہے کہ میرا تعلق اس آبدار انداز قلم سے ہے جس کا ہر فرد 100 دن کی زندگی کے بجائے ایک دن عزت سے گزارنے اور پھر روتے اور ساتھ ہی یہ بات بھی وہ اطمینان ہے کہ میرا رب میرے ساتھ ہے اور بیچنا تمام بھی۔ ہمیں خود سچ کے ان دھپ کر اوروں سے اپنا کھن آتے گئی ہے۔

آئیے اب نئی قانون بندی اور فرض شناسی کا درس دینے والے لیڈران قوم کے آئینہ سار ہلے کہ ان کی اقتدار کے اموالوں سے "حسن کے بلاخاتون" کے جھگڑا ہوئی، "حسن" اطمینان ملی گاہیں اور بیحد و بیجاں پڑھیں۔ تو کتاب کے پامت بہت گہری ہیں اور پامت شرمیلی بھی۔

میں کی غول سے خاموش نہیں رہ سکتا

میں کی غول سے خاموش نہیں رہ سکتا

خلیل احمد بابر

(میں نے سیکشن)

روزنامہ "دن" لاہور



## ”پتھروں کی بستی میں آئیے تو ٹوٹیں گے“

الحمد للہ! صرف چار ماہ کی مختصر مدت میں پوٹھاپہ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ عوام اپنے لیڈروں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا طوب ہو کہ وہ خود کو صدف جانتے ملک میں محدود رکھیں بلکہ ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے عملی طور پر اپنے حقوق کے لیے جاکھ اٹھاتے رہیں۔

پہلے ایڈیشن کے دیباچے میں ’میں نے اس عدسے کا اظہار کیا تھا کہ جس سیاستدانوں کے مقدس چیزوں سے میں نے نقاب اتارنے کی کوشش کی ہے ان کا رد عمل شدید ہو گا لیکن کتاب کی اشاعت کے بعد اس وقت مجھے حیرانگی ہوئی ’جب ان میں سے زیادہ تر نے فی الوقت مصلحتی خاموشی اختیار کئے رکھی۔ مگر عام لوگوں نے سخت ترین رد عمل کا اظہار کیا۔ وہ اپنی ”محبوب ہستیوں“ کو جانتے بوجھتے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو پوسٹا ان کی حالت میں شامل ہو چکا تھا۔

مجھے یہ خد ہے کہ ہر عام ذوق آزادی

غلام پنج رہے ہیں غلام پیدا کر

مگر آہستہ آہستہ یہ رد عمل توصیف میں بدلتا گیا۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے لوگ فوری رد عمل دینے کے تو عادی ہیں مگر بعد میں سوچ بچار بھی کرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو یہ پوٹھاپہ ایڈیشن نہیں بلکہ چھٹا ’ساتواں یا پھر دسواں ایڈیشن ہے۔ بہر حال اس صورت حال پر قلم پالیا گیا ہے اور آئندہ ایسا قدم اٹھانے والے ادارے اور پبلشر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔

کتاب کی دن بدن بڑھتی ہوئی الجھاؤ اور موضوع کو دیکھتے ہوئے بہت سے لوگوں نے اس خودکش کا اظہار کیا کہ اس میں واقعی فوجی اضلاع کا ذکر کیا جائے۔ کیا پھر اس کا دوسرا حصہ ضرور شائع کیا جائے۔ جبکہ میرا نقطہ نظر یہ تھا کہ جمہوریت اور سیاست میرے لیے میں رچی بسی ہے۔ لیکن میں جاگیردارانہ اور آمرانہ جمہوریت کی بجائے حقیقی جمہوریت کا خواہش مند ہوں۔ جس میں ’خوشی کو اپنے“ امیر“ سے“ دو چاروں“ کے پاس سے پوچھنے سے کوئی نہ روکے۔ اور یہ کتاب اسی تسلسل کا ایک حصہ ہے۔ جس کا مقصد سیاستدانوں کی کردار کشی نہیں بلکہ عوام کو آئینی پاکستان کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت ان کے لیڈروں کو پرکھنے کا شعور دینا ہے۔ تاکہ آئندہ وہ اپنے امیدوار منتخب کرتے ہوئے آئین پاکستان کی شکل کو ملحوظ رکھیں۔

میں ہادی تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم کو صحیح اور غلط کی تمیز کرنے کی توفیق دے اور ہمیں اپنے حقوق و فرائض کا شعور بھی۔ تاکہ ہم اپنے ٹوٹیوں کے پاکستان کی تکمیل کر سکیں۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو

ظہیر احمد بابر

(ایگزیکٹو سیکشن) روزنامہ دن لاہور







پیکر، ستاروں، موسیٰ، ربیعہ، بانو، شریف، فاطمہ، شریف، عروسہ، عالم، زما، احمد، عروج، صاحب، صاحبہ، انجمن اور نورجلی کی دونوں زمینیں منا اور طس، تار، ان کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت گھڑ کر سامنے آئی ہے کہ ملک، قوم اور جلی سے لیکر کھانک شہر کی دنیا کی یہ تمام چیزیں دولت و دنیا، است اور حکومت و ادارت کے بہت کم اپنے بہت کم اور ان کے شماروں پر رقص آرائی میں اور یہ بہت کم اپنے بہت کم

ہوس کی لگتا عاری مانتے تھے کہ مرزا غالب نے اپنے خطبہ میں اس  
فلوٹی کو ختم پیش وادوسی اور اپنی شاعری میں سے "مرزا" اور "غالب" قرار دیا تھا  
بعد دانشور کے تحلیل کی رجحانی اور ہوس کی "مائی اس فلوٹی" سے "سرا" کی  
خلقی اور موانعہ کو سمجھ کر اس کے جاتی سخن "فکادہ اور درجہ اعلیٰ اور اعلیٰ کے  
قطعات سے نواز رہی ہے۔

ملک کے طول و عرض میں غصہ اچھا بھلا کی کتاب کی دھواں میں بجلی چلی۔ اس کتاب کا موضوع جتنا زیادہ دلچسپ ہے اتنا ہی زیادہ خوفناک اور خطرناک بھی ہے۔ یہ خوفناکی و خطرناکی صرف موضوعاتی حد تک ہی نہیں بلکہ ذاتی حد تک بھی ہے۔ غصہ احمد باور کا نام تو وہ ان صحافتی مکتبوں کے لئے کوئی اجنبی اور نامعلوم نام نہیں۔ بارجسٹ اور ہزارہ حسن سے تھیں۔ کئے والا عریضہ وقت پر یہ ایک شخص اس کتاب کی حفاظت میں سرگرداں ہے۔ "پارہیزت سے مارا" حسن ملک "صرف ایک کتاب ہے جس میں ملک یہ ایک احمک اور قہقارہ ہے۔ کوئی یہ ملک لیا و حیثیت سے مرصع ہو سانسے آتی "چاکیر مارا" ہر ماہی وار "مار خالے وار اور برٹل سیاست دانوں کے اچھوں نے لڑزہ طاری ہو گیا "ارو شاہ بلا لفظ ہے ملک وہ سماج ہے کہ جہاں "قہقاریاں" چڑھتی ہیں۔ "امید الٹی ہے کہ یہ کتاب انگریزی مخلوط کے مطابق "گر بارگم ٹیکسٹ" کی طرح "مزداح" اور باتوں کے ساتھ ساتھ کی "یہ جی کوئی ایسا نہیں کہ مستقبل قریب میں "پارہیزت سے ہزار حسن تک" 2000ء میں "صفت ملک" کا اعزاز حاصل کرے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس موضوع پر ہر مضمین پاک و ہند میں آج تک کسی قلم کار صحافتی اور ادیب کو قلم اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس جرأت دلانے اور جسارت شیراز کا اعزاز شاید قدرت نے غصہ احمد باور

کے نام ہی لکھ دیا ہے اور یہ کہنے میں شکوک کوئی مضائقہ نہ ہو کہ اہل حق انہیں اور  
جنسارتوں کے جمل حقوق واجب تقدیر اس کے نام محفوظ رکھ گئے، علیٰ نرا اور خود  
گزیدہ نمبر سے ہوتے پانچوں کی تحصیل میں اس شرارتی کوہ میں نے پتلا ٹنگر چھینک دیا  
ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کھولوں کار و تعالیٰ کھلے سمجھ جاتا اور جنوروں کے واسطے  
تحویل کر اس میں کوئی پیٹ میں لیتے ہیں۔ علیٰ احمد پور کی اسی طرح کیا ہے اس  
ایک کمر میں شام نے ایک مکمل میں لایا ہے پھر لکھا اور اشعر علیا۔

دل کے پھیلنے میں اگلے سینے کے راز سے  
اس گھر کا آگ نکلتی گھر سے چراغ سے  
تم حائل میں سو دوہرے رازوں میں اگلیوں والے تصور سے تھے کیا۔  
جیسے سے شاعر کا وہ حال ہو کہ جان تو بدن میں لہو نہیں۔ شعر سننے کے بعد ایک  
سے پورے شاعر نے کہا تھا کہ "میں جو ان ہوتے دکھائی نہیں دیتے۔"  
اس قسم کی کوئی بد شکوئی میں عیسائیوں کے بارے میں نہیں کہہ سکتا۔  
مگر کے جس میں اس سال سے گزر رہا ہے اس کے بارے میں روشن مجید سے بدحوالی  
میں کہتا تھا۔

آتے جاتے چرے کھا رہتا ہوں  
 اور بھر گئی کتابیں پڑھتا ہوں  
 کچھ اور بھی لکھی گئی ہیں  
 کچھ اور بھی پڑھتا ہوں

میرزا غلام احمد کی "معاذ اللہ" اور "معاذ اللہ" کے لئے غلو کو پسند  
 اور اسے مقام اور تعلیم کے لئے آگے بڑھنے کے لئے ہر کام پائنتی  
 اور اسے مقام اور تعلیم کے لئے آگے بڑھنے کے لئے ہر کام پائنتی  
 اور اسے مقام اور تعلیم کے لئے آگے بڑھنے کے لئے ہر کام پائنتی

اگر کسی کھانے کا پر قرہ لائق اور ذہین ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس خاندان پر  
آفتاب است... اور اگر کوئی کتاب مطرطوط، صلی صلی اور ورق قاری کے دامن  
دل کو اپنی جانب کھینچ دے تو اس کے بارے میں رسوم اور رواج سے کہا جاسکتا ہے  
کہ "اس کتاب پر آفتاب است"۔ عیسٰی پاد بھی پولیس سیر کی طرف اشارہ کرتا ہے  
کہ "میں کیا میں نے دیکھا اور محسوس کیا"۔ یہ کتاب بھی بااثر ہادی قوامت سے  
شمس طبع کی ایک نئی ہے۔ اس کتاب میں عیسٰی پاد کا اپنا کتا ہوا چہ بھی  
ہیں! یہ خاک ساز استخوان کا مجموعہ اور تحقیقی کماؤں کی اہم ترین حقائق کا آئینہ  
خانہ اور شواہد کا ذخیرہ ہے۔ بااثر ہو کہہ سکتے ہیں کہ انھیں سیر کی جاتی ان کا  
چراغ میرا ہے رات ان کی۔ یہاں میری ہے رات ان کی۔ اس نے بھی اہل  
ایلو کے سنگ تراشوں اور مجسم سازوں کی طرح اپنے ان پتلون اور کھاروں  
میں سے لامائی شیشوں کو حقائق کے پیش سے اٹھا دیا ہے۔

آئیے اپنے بھلیاں ملاحظہ فرمائیں۔  
"اداکارہ غریب جس پر اس کے عائقی خلیفہ گھریں سے جیسا کہ لکھا گیا  
تھا کہ بارے میں مینڈ طور پر پتہ چلا ہے کہ وہ جی خان کی بیوی اور اس کے خسر  
کی والدہ سزا آغا کے بارے میں غلط سمجھا ہے کہ اس کی لائق بی بی خان کی بیوی  
جہاں دانی سے تھی۔ جہاں دانی سے وہ جی خان کا دام غلامی سے تھی اور وہ  
یورو کریس اور سیاست دان بھی سزا آغا اور اس کی بیوی خانہ کی بیوی تھی۔"

1961ء میں بھلو کی طاقت اٹھانے کے ایک ایسا میل سزا آغا کی بیوی سے  
سے ہوئی اور اس نے پہلی طاقت میں بی بی خان کو ہلاک کیا اور اس کے خسر  
تو اس نے شہر بھاڑیا رستم نے غصے میں آکر انھیں گھر سے نکال دیا اور اس طرح  
جی کے ہاں رہیں۔ جس نے نصرت کی شادی بھلو سے کر لی تھی انھوں نے جی کی بیوی  
نصرت کو ایوب خان کے پاس لے گئی۔ ایوب خان نے بھلو کو طلب کیا اور کہا  
"اپنی بیوی کو واپس لاؤ یا کلینڈ سے چھٹی کرو۔"

"عمران خان نے بتایا کہ جب میں کرکٹ ٹیم میں تھا بینظیر کے اکثر ماہر خان

سے ملے جن آئے "عمران خان جی لٹل ٹی کروٹ" اس سلسلے میں بی بی خان  
راستے کے طور استعمال کرتی تھیں جو سے ان کے بارے میں پوچھیں "ایسٹ وائیو  
ہو کہ ہم یہاں میں نہیں رہتے تھے بعد خان جی ٹیم میں تھے "میں نے یہ حال  
سے برطانیہ سے واپس پاکستان اور پھر ایک لڑائی کھیلتے کے لئے ہائیڈر جاتا تھا  
برطانیہ میں بیٹنگ بھلو بہت تھوڑے خان کے پیچھے جاتی رہی اور ٹیم کے پیچھے میں  
پاکستان چلی آئی اور اس کے پیچھے پیچھے ہائیڈر تھی۔ وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ ماہر  
خان کو ٹیم کے ساتھ ہی نہیں کو تو پاکستان میں رہ گئے ہیں "یہاں کھیل کر عمران خان  
لے گئے ہیں کہ میں جاتا نہیں سکتا کہ یہ صورت حال جاننے پر "میں نے" کی کیا حالت ہوئی  
تھی۔"

"میری کے غریب مقام پر چھوٹے ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی ہائیڈر  
سے گھوڑا طیارہ سیر کو چھڑا دینی کی حکومت نے محروم کر دیا "طیارہ سیر" کو یہ  
وقت اس کا شریف سے اپنے لئے "در حکومت میں عطا کی تھی۔ اس لٹل سے طیارہ  
سیر کو وہاں جہاں وہ اپنی لکھتی تھی اور وہاں شریف کی حکمران نظر ہوتے  
ہوئے اور اس کے لئے شریف اور اس کے ساتھ جی وکیل کرتی تھی اس سے  
اس سے کہ وہ جہاں جہاں جاتا تھا۔"

"اس لٹل سے پہلے اور سوات میں طیارہ سیر لاؤنڈراٹھم داس میں  
تھوڑی دیر کی لٹل سے پہلے شریف کی بیوی کے بعد ٹیم بھلو کے پاس  
رہی اور اس کے لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا  
جس کے لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا۔"

"میں نے اس کے لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا۔  
سرکاری لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا۔  
اس کی لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا۔  
قانون کی طرح اس کے لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا۔  
کو تھوڑی دیر کی لٹل سے پہلے وہاں اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ رہا۔  
وہاں کا سفر جاری رہا۔"









مجموع میں لکھا جاتا ہے۔ یہ کتابتیں صحافت میں آرٹسٹوں کے لیے ایک نیا عالم ہیں۔ صحافت کو اپنا آرام گاہ بنانے کے لیے صحافتی فنکاروں کو اپنی تخلیق کرنا ہوتی ہے۔ صحافتی فنکاروں کی تخلیق کو اپنا آرام گاہ بنانا ہے اور صحافتی فنکاروں کی تخلیق کو اپنا آرام گاہ بنانا ہے۔

میں خود کتابوں کے تالیف کاروں کے قبیل کا دینی مامبر ہوں۔ میں نے پہلی کتاب کسی تھی "عدلیہ کی رہنمائی"۔ اس کتاب کی تقریب رونمائی میں میرے بہنوئی صاحبی سعید آری نے عدلیہ کے روزنامہ کے حوالے دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ میں نے عدلیہ کی رہنمائی کا تصور کر کے ایک مصمونہ حرکت کی ہے۔ اس داستان امتحان کے بعد مجھے باوجود غصہ کے بعد "انصاف کا محاصرہ" لکھنا پڑی۔ مجھے ظہیر احمد یاد لی یہ کلاش بھی مصمونہ نظر آ رہی ہے۔ اسے کس "پاکریاں" سے ہمارا دشمن "تک" کے بعد "ہمارا دشمن سے باہر نہ نکالے گا" نہ لکھی رہ جائے۔

تعمیر بار صرف داخلی سہل نہیں پیش محافضت میں وارد ہوا اور 37 صفحت پر مشتمل اہم تاریخی کتاب "الحوالہ" اللہ تعالیٰ اس تعمیر سے بچائے اگر یہ دوست قراءتوں سے بچ گیا تو آگے چند سالوں میں یہ اپنے ساتھی اپنی کتابوں کے اخیر اگلے گا۔ "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" اس نوبہاں کا اچھا آغاز ہے۔ اس نے پارلیمنٹ اور بازار حسن کو جس طرح متعارف کرایا ہے "اس سے سب اچھے ہیں مگر تسلیم کوئی نہیں کرتا، اس میں نقصان ہے" فاضلہ اُمّی نقصان، بازار حسن میں افادگی کئی ہیں۔ پارلیمنٹ میں تعمیر فروست ہوتا ہے۔ تعمیر پیشہ علمین طعن کرتے ہیں کہ ان کی پچھلے "اولاد کی ملک" پلاٹ و پورٹ کا حصول و قبول اور سفارشی رقبوں کی پچھلے میں تعمیر کی آواز اب جاتی ہے۔ تعمیر بار نے تعمیر کو آواز دی ہے مگر مراد تعمیر آواز نہیں سنتا۔ تعمیر مراد کا ہے بلکہ شہید ہو چکا ہے۔

”پارلیمنٹ سے باہر احسن تھک“ ہمارے سیاست دانوں کا ستر نامہ بھی قرار دیا جاسکتی ہے۔ سیاست دان کبھی کبھی گھوڑے چمکتے ہیں یہ سب کچھ ان میں دھن سنہ۔

اس کتاب کا مباحثہ اول کا اعداد و اجزاء بھی لکھا گیا ہے۔ یہ ایسے دو نمبر سے  
 اس میں ظہیر نے غنیمت لکھوائی ہیں اور تفسیر لاؤند تھائی پر چھو لکھا ہے۔  
 اعلیٰ گزارشات کے آخر میں چھو لکھا چھو لکھا ہے کہ صرف سائنس اولیٰ لکھا  
 لکھا اور لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ اعتدالی ملک لکھا اور لکھا دوسرے اداروں  
 سے لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں  
 دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں  
 دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں  
 دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں  
 دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں کے ساتھ لکھا دوسرے اداروں

پدر رشتہ چھوڑ کر

احمدیہ اعلیٰ تعلیم کے لیے

454







مردوں کے سائل تھے "اگر انہی سے بازار سیاست آیا ہے۔  
 کچھ میں ہم آئی ہوا آ کے کہیں سے  
 لی کہ تو بھی میری خواہش نہیں تھا

"پارلیمنٹ سے بازار حسن ملک" میں بن لوگوں کا ذکر ہے "وہ کوئی طبعی  
 قول نہیں / نہیں چاہتے انہوں نے انہوں کے سامنے ہیں "اگر انہی کو ہم نے اپنا لیا  
 حیات وہ "امام سیاست اور رہنما ہوا ہے۔ ہم نے ہی ایسا بیان "میرزا آغا"  
 کیا "ہم نے ہی ملک کو "نجات دلا" قرار دیا "وہ ہم ہی ہیں انہوں سے ہم کو  
 "لگا ہوا ہم" لگا ہوا ہے خوں سے مصطفیٰ "میرزا" "میرزا" "میرزا" "میرزا" "میرزا"  
 "میرزا" سے ہمارے خطر ہے ہیں "ہم نے ہی" "میرزا" "میرزا" "میرزا" "میرزا"  
 ہم نے بازار شریف کو "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 ہے "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 ان کا میں "ہم ہی" "ہم ہی" "ہم ہی" "ہم ہی" "ہم ہی"

عظیم احمد دار عوان تو ہیں ہی "تو ہی" "تو ہی" "تو ہی" "تو ہی" "تو ہی"  
 پختہ میں "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"

## "پارلیمنٹ سے بازار حسن ملک" ہماری نظر میں

مجھے دہر ہے کہ یہ کتاب کھلتے ہ بازار حسن ملک عظیم احمد دار کے عنوان تک  
 عزت کا حامی نہ کر رہیں۔ کہ ہمارا نام کتاب میں کیوں شامل کیا۔ ایسے تو ہم  
 الامام سیاست ہیں۔ ان کو پارلیمنٹ تک پہنچانے کے وہ دار بھی ہم تو ہی  
 ہیں "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"

(عظیم احمد دار)

عظیم احمد دار کی کتاب "پارلیمنٹ سے بازار حسن ملک" فی۔ بہت خوب  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"

(ڈاکٹر انور سجاد)

عظیم احمد دار کے دور و شب میں ہم چاہے کسی کیسی باتیں سنتے آتے تھے مگر کبھی  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"

(حیات احمد خان "مستارۃ اقیانوس")

یہ کتاب "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"  
 "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم" "لگا ہوا ہم"

کے ساتھ پر کتاب لکھی ہے جس پر سب اختیار اچھے مبارکباد دیتے کوئی چاہتا ہے۔

(ڈاکٹر اجمل نیازی)

عظیم احمد پور میں چھوٹے عمر کردار میں بہت سے صحافی ہیں۔ اس نے چھوٹی سی عمر میں اتنی بڑی کتاب لکھ دی ہے جس کا کوئی اور جانی نہیں۔

(طارق ممتاز ملک)

"پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" ایسی کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر پاکستانی کے لئے قرابت ضروری ہے تاکہ وہ اپنے "راہنماؤں" کے "روشن کردار" سے واقفیت حاصل کر سکے اور آئندہ ایسے افراد کو منتخب کریں جو پارلیمنٹ میں واکا فدا کرنے کی بجائے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کریں اور وہاں سے بازار حسن جانے کی بجائے اپنے گھر جانے کے عادی ہوں۔

(مولانا امجد خاں)

تو وہ ان صحافی عظیم احمد پور جو اچھی نوجوانی کے گرم خون سے ہی آشنا ہوا ہے "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" کے نام سے کتاب لکھ کر عوام کو ان کے "محبوب راہنماؤں" کے چہرے دکھانے کی کوشش کی ہے، ملوثانہ کیا کرتی ہے؟ اپنی ادائیں دکھا کر تعلق دیکھنے والوں کی بیسیں خالی کراتی ہے اور انار سے پارلیمنٹ والے کیا کرتے رہے، عوام کو بچاتے رہے، جسوں کی فروخت سے بھی کمزور کام یعنی اپنے عقائد اور نظریات پالائوں اور پرمنوں کے عوض فروخت کرتے رہے۔

(فاروق فیصل خان)

اگر آپ کو اپنے سیاستدانوں کی اصلیت دیکھنا مطلوب ہو تو عظیم احمد پور کی کتاب "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" کا مطالعہ کریں جس میں آپ کو ان کا وہ باطن چہرہ نظر آئے گا جس کو چھپانے کے لیے انہیں کئی چہرے اودھنا پڑتے تھے۔

"پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" حقیقتوں پر مبنی ایک تلخ آئینہ ہے اور آپ میں کچھ کو جاننے کی ہمت ہے تو اپنے "محبوب کرداروں" کو اس آئینہ کے سامنے لائیے گا ورنہ نہیں۔

(پروفیسر جمیل احمد مدظل)

"پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" ہلے کیکنس کی مانند دھڑا دھڑا فروخت ہو رہی ہے جو اس کی کامیابی کا اندازہ دیتا ہے۔ یہ کتاب دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ہم ابھی جرات اٹھا رہے تھے ہیں۔ اور یہ جان کر حیرانگی بھی کہ یہ کام نوجوان عظیم احمد پور نے انجام دیا ہے۔ میں ان کو ہر قسم کی قانونی معاونت کی آفر کرتا ہوں۔

(اختر شاہ ایڈووکیٹ)

عظیم احمد پور سے کمال حق ریزی اور شب و روز محنت کے بعد اپنی کتاب "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" میں اقتدار کا حیل کھیلنے والوں کے کمزور چہروں سے جو پردہ ہر گز ہے وہ قابلِ حد ستائش ہے۔ انکی یہ کاوش پاکستان کی تاریخ میں ایک اہم متعلقہ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور یقیناً مستقبل میں پاکستانی سیاست پر اسکے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔

(محمد نوید شاہین پاکستان لاء کالج لاہور)

"پہلا بھوت تو یہ ہے کہ تمہارے اس صحافی نے ہماری اذکاراؤں کے جو ریت تلے ہیں وہ ان کے اصل رہن سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ سراسیمہ تو یہ لکھا گیا ہے کہ بازار حسن کی ملوثانہ نے میاں شہباز شریف پر اوپر سے ٹوٹ پھینکے علاقہ انہوں نے تو لوگوں کے ساتھ بھول بھی پھینکے تھے۔ تیسرا بھوت یہ ہے کہ عوام کو ان شریف میں امتیاز خاتون کی زلفوں کے اسیر تھے اس کا نام دشاؤں لکھا گیا ہے حالانکہ یہ ان خاتون کا نام حسین بلکہ اس سے حاصل ہونے والی کیفیت کا نام ہے۔"

(اشفاق احمد ورک۔۔ مزاح نگار)



1۔ غلیبر احمد ہارے ان کتاب میں سیاست دانوں کے لڑنے کے متعلق اس طرح سے لکھا ہے "ان سے کوئی بھی غلیبر احمد نہیں انکار نہیں کر سکتا" زیادہ تر سے لکھا ہے "ان کے ہونے کے بعد یہاں لیاں دل میں لگی آگ ہے کہ ایسے سیاست دانوں کو چاہیے کہ ان کو پالیسی کے مطابق لڑنے سے باز رکھتے رہتے والے سیاست دان قوم کی جان بچا سکیں گے۔"

اعرفان طارق 'روزنامہ' 'الاجار' پشاور

2۔ غلیبر احمد ہارے کی کتاب "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" "ہر ایک لیڈر کے روح پر سنا کارناموں کی داستان ہے۔ غلیبر احمد ہارے سے میرا تعلق قریباً گزشتہ چار برس سے ہے۔ طاقت کے دوران بھونپتی تھی میں جب وہ بڑی بڑی باتیں کر جاتے تو اکثر جوتے ہوتے۔ "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" تخلیق کر کے اس نے بڑی بڑی شخصیات کو وسط راستے میں ڈال دیا ہے۔ سماجی ایسا میں بڑی بڑی قدر اور شخصیات اور عام مہم جو ہیں۔ گھر جس جرات کے ساتھ اس موضوع کو غلیبر احمد ہارے نے پھوپھا ہے وہ صرف اپنی کا خاصہ ہے۔"

احمد مسعود ورنہ کالم نگار روزنامہ یلغار

3۔ "پارلیمنٹ سے بازار حسن تک" عام سے انداز سے لکھی ہوئی کوئی عام سی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک مشکل اور خفا ناک موضوع پر نوجوان سماجی غلیبر احمد ہارے کی تسلسلہ فنی تحقیقی کاوش ہے۔ جس کی تیاری و تحریر بھی ہاتھوں و کام تھا اور اشاعت بھی حوصلہ مند کے بغیر ممکن نہ تھی "ان دونوں مراحل سے کامیابی کے ساتھ گزار کر مصنف و پبلشر نے کار و فہم و رہنے والا کام کیا ہے جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اگر آپ اپنی سیاست پر قاضی لوگوں کے اصل چہرے دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھئے۔"

(انتخاب مجاز)

## ایوب خان

قیلندار شمل محمد ایوب خان کو سراہتے والوں کی تعداد آج بھی پاکستان میں کم نہیں۔ وہ بھرپور عرواں و جاہت کی حامل شخصیت تھے اور خود بھی وہ اپنی اس خصوصیت سے واقف تھے۔ ان کے دور میں امریکہ میں دنیا کے سب سے خوبصورت حکمران کے واسطے سے سروے ہوا تو ایوب خان کی شخصیت پہلے نمبر پر رہی۔ اقتصادی ترقی کے پانچواں "حیثیہ بازیوں" سے باز نہ آئے۔ قدرت اللہ شہاب کے مطابق انہیں زمینیں جمع کرنے کا سہ شوق تھا جلد "سیاست دانوں کی جبری غائبیوں" بڑی کتاب میں مصنف احمد سلیم کا کہنا ہے کہ ایوب خان اور ان کا خاندان بدعنوانیوں کے شرمناک واقعات میں بہت زیادہ ملوث تھا۔

ایوب خان علی بابا کا بیٹا تھا کہ ایوب خان حکومت سے الگ ہوئے تو وہ تقریباً ۱۰ ملین ڈالر دولت کے مالک تھے۔ ۱۹۶۶ء میں برطانیہ میں فوجی ٹیموں اور اسٹیٹ کی خریداری کے ایجنٹ حکومت کے دوران وہ سب سے زیادہ اس بات کے خواہش مند تھے کہ ان کو اس سے حساب دے کر ایوب کو کیا مل سکتا ہے۔ ایوب خان کے حساب کارائے ان وقت فوج میں ملازم تھے۔ وزیر خزانہ شعیب کے ہوا تو انہی بدعنوانوں کے واقعات میں ملوث تھے 'صدر ایوب کو اس بات پر مطمئن کیا کہ اپنے حساب کارائے ان کو ۱۰ ملین میں لے آئیں۔ ایوب خان نے خود امریکی سی۔ آئی۔ اے سے بھیجے 'دعاویوں کے تحت ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک ۹ لاکھ ۶۰ ہزار ڈالر کی رقم سیاسی رجحان کے طور پر وصول کی۔ گوہر ایوب خان ۱۹۶۸ء تک کئی ایک باروں کے چیمبرلین 'ایم ڈی اور ڈائریکٹر بن گئے 'جن میں اروسہ الم سٹنٹ

لیڈز اور سٹریٹس ہائی کمین کمیٹی کے حصار انڈسٹریل کوہر حبیب لیڈز کے حصار  
مٹل اینڈ ٹریڈنگ کمیٹی کے چارٹرڈ ڈی سٹوٹ لیڈنگ کی طر لیڈز وغیرہ شامل تھے۔ ان کے  
سرنامے کی مجموعی قیمت ۳ ملین ڈالر کے قریب تھی۔ ایوب خان کی ان نوادشات  
کا سلسلہ ان کے دامادوں تک بھی جاری رہا۔

۱۹۵۵ء کی دہائی میں برطانیہ میں کنزرو ویٹ پارٹی کی ایک طاقتور حکومت محض  
اس لئے حشر ہو کر رہ گئی کہ اس حکومت کے وزیر جنگ نے ۱۸ سالہ کال گرل  
کرشائن کیلر سے تعلقات استوار کر رکھے تھے۔ کرشائن کیلر کی کہانی کا آغاز ۱۹۴۳ء  
میں ہوا۔ جب ایک فوٹو گرافریوس مورس نے اس حید کی عریاں تصویریں بنائیں۔  
بعد ازاں برطانیہ کے وزیر جنگ پروڈیوس سے خاص حید کا معاشرہ بھی منظر عام پر آیا  
جبکہ یہ بھی انکشاف ہوا کہ کرشائن کیلر بہت سے ارکان پارلیمنٹ سے اسی قسم کے  
تعلقات رکھتی ہے۔ وہ کنزرو ویٹ پارٹی کی زبردست حامی تھی اور وہ تو تھی جبکہ اس نے  
یہ کہہ کر اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی کہ میں تو محض ایک ”آزادی پسند“ لڑکی  
ہوں جس سے شاپا کر اخبار نویسوں نے خواہ مخواہ کہانیاں گھڑ لی ہیں۔ لیکن اخبار نویس  
اس کے تعاقب میں اس کے سارے گروہ کو منظر عام پر لانے میں کامیاب رہے۔ یہ  
سیکنڈل دنیا بھر میں اشتعلی مشہور ہوا۔ اور اس ضمن میں کرشائن کیلر کے ساتھ صدر  
ایوب کا نام بھی آیا۔ ایک بیان میں کرشائن کیلر نے دعویٰ کیا کہ میں صدر ایوب کے  
ساتھ بڑی رشتہ داری رکھتی ہوں اور یہ کہ ایوب خان انگریزوں سے بڑھ کر انگریز ہیں۔  
جب اس کے دعویٰ کی تصدیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ صدر ایوب خان نے لارڈ آسٹن  
کے سونٹنگ پول پارٹی میں کرشائن کیلر کے ساتھ سونٹنگ کی تھی اور یہ کہ بہت سی  
دیگر حسنائیں لارڈ آسٹن کی اکثر ایسی بڑی بڑی دھڑوں میں ان کے اہم جہانوں کے  
ساتھ سونٹنگ کرتی تھیں اور ان کی یہی غرضتیں لارڈ آسٹن کی دھڑوں کو اتنا فکس  
بنائی تھیں کہ بڑے بڑے غیر ملکی سربراہ بھی اس دھڑت میں شریک ہونا ایک اعزاز  
سمجھتے تھے۔ ایوب خان ان دنوں برسرِ اقتدار تھے۔ اس لئے یہ کہانی پاکستانی اخبارات  
میں شائع نہ ہو سکی البتہ ایک صاحب نے کرشائن کیلر کی سوانح حیات کا آزاد ترجمہ  
کرتے ہوئے اس حید کے ایوب خان کے بارے میں خیالات بھی دے ڈالے جس

کے نتیجہ میں یہ کتاب فوری طور پر ضبط کر لی گئی اور مغلطہ دیا دیا گیا۔  
لیڈز مارشل ایوب خان کے اداکار کرشائن کیلر سے تعلقات کی کہانیاں  
اشارات میں بھی تھیں نہ پائیں لیکن مطالبہ کو چر کاچہ بہت سخت تھا۔ ایک مرتبہ  
اپنی نونہ کے صحافی حمیرا صدیقی نے کسی طرح خبر شائع کر دی کہ ایوب خان کو اس کے  
لئے جیلان ملک تکریم کے بارے میں تو زبردستی آگیا ایوب خان نے حکم دیا کہ  
چوبیس گھنٹے کے اندر صحافی ملک چھوڑ دے ورنہ اس کی خیریت ہمیں ہوگی اور چارٹر  
حمیرا صدیقی کو اپنی نونہ سے علیحدہ ہونا پڑا۔

شیخہ امی کے مارشل لاء کے دوران مرتضیٰ بھٹو بھارتی ایئر لائن کی حادثہ  
نمبر 227-۸۵ کے مارے لکھن سے واپس روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ ایک شہانہ بھی  
تھا توں بھی تھی جو بھارتی تھیں انجینیئر کی ایک اعلیٰ افسر تھی۔ واضح رہے کہ شہانہ وہی  
سیدہ ایوب خان کی گرل فرینڈ بن کر خاص شہرت رکھتی تھی۔



## گوہر ایوب

جماعت اسلامی کے حافظ محمد ادریس "صدر ایوب" کے نامور سپہ سالار ایک بار  
بحران کی یاد تازہ کر دی "کے عنوان سے لکھتے ہیں

"گوہر ایوب خان ہماری سابق قومی اسمبلی کے سپیکر اور ایک سابق بین الاقوامی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور صدر ملک کے بیٹے ہیں، ان کا بھائی بھی لوگوں کو آپ کے نہیں بھولا تھا مگر حال ہی میں انہوں نے ہوسٹے گھر کھلائے ہیں ان کی دین سے بڑھ کر سرگرمیاں ہے کہ اسے کیا سمجھیں۔

27 اکتوبر 1998ء بروز اتوار ملک کے مختلف روزناموں میں قومی اسمبلی سے ہٹ کر صائب کی ایک تصویر چھپی جس میں وہ ایک غیر ملکی طاقتوں کے ساتھ اسٹا رہے ہیں۔ اس پر لوگوں نے بہت ہی جگہ رد عمل کا اظہار کیا مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی کے سربراہ لایہ "کارنامہ" انسانی قتال دہشت گردانہ دوسرے روز کے اخبارات میں جناب سپیکر نے جو کچھ ارشاد فرمایا "تھراؤ اور تھراؤ" گناہ "کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا "انڈونیشیا کے بغاوت ختم ہونے والے ہیں" "جس کی بات تھی یہ ایک اسلامی ملک کا روایتی رقص تھا میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی برائی ہے" اس مسئلہ پر میرا نظریہ "مفسرین" ہے۔

خاتمہ ملک کی بد قسمتی ہے کہ اس میں ایسے طبقات کی اکثریت مسلمانوں جیسے ہم دیکھنے کے باوجود اسلام کے ہر شعار کا مذاق اڑاتے اور کافرانہ طریقہ عمل پر اصرار کرنے سے باز نہیں آتی۔ نہ ان میں اتنی جرأت ہے کہ کھلے عام اسلام کا مذاق

کر دیں اور نہ ان کی شرم و حیا ہے کہ اسلام کا مذاق اڑاتے کی جگہ تک نہ پہنچیں۔ قرآن مجید سے ایسے طبقات کو مٹھیں کہا ہے اور ہر معاشرے کے فساد اور اس کی تباہی کا ذمہ دار وہی لوگ ہیں (سورہ بقرہ 262)۔

گوہر ایوب نے یہ فعلیں کس نظیر کا ذکر کیا ہے۔ صحت نبوی ﷺ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ بعد از نبی اللہ کی عاقبتی کاراستہ اختیار کر لینا ہے تو اس کے ملنے سے قتل کے واسطے راہ سیاہ و صبر لگ جاتا ہے، اگر بندے کو توبہ کی توفیق مل جائے تو وہ بعد از قتل جاتا ہے ورنہ چرگندہ کے ساتھ دوسرے راستے چلے جاتے ہیں تاکہ ہر راہ میں سیاہ ہو جاتا ہے، ضمیر صبر ہو جاتا ہے اور برائی پر ٹوکنے کی بجائے چپ چاپ لیتا ہے۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں یکہ قلم بیان کیا گیا ہے، خصوصاً سورہ "مفسرین" آیت نمبر 33 قابل ملاحظہ ہے۔

گوہر ایوب خان اپنے دور میں عالمی پارلیمانی یونین کے انتخاب میں شکست سے روچار ہوئے، جس کی وجہ سے وطن عزیز کی شہرت اور ایک عالمی گورنمنٹ کا اس شکست میں تازہ قرب احتکاف ہے نظیر بھٹو کی ملٹی پروپگنڈہ مہم کے علاوہ گوہر ایوب کی اپنی شخصیت کا اچھی فائدہ اٹھانے کا عمل دیکھیں۔ گوہر ایوب نے ضمیر کے دشمنوں کا بڑا کام سنبھال لیا مگر یہی وہ خواہش ہے کہ انہیں ذرا لکھنے والے سے گورنمنٹ کا چاہئے تھا کہ انہیں دیکھ کر کہ ضمیر نے چارہ من لیا۔

گوہر ایوب خان نے قتل و سرزد اور موہنتی سب غیر اسلامی تشددوں اور خصوصاً آخری لحاف کے نیچے ہیں، مغرب کے طبقہ فاسی کی وقاعدہ تربیت حاصل کرتا ہے اور اس کے سربراہان اور اسے واقفیت برائے ان کی مجلسوں میں حاضر لا کر ہوتا ہے۔ سربراہ کی عقلیت نہ ہے بلکہ ہوسٹے پتے نہیں کیا گیا کہ گزارتے ہیں، ان کے نزدیک ملک کے کامیاب عمل و سیاست کی خلاف ورزی انسان کو غیر متحد اور بدستور قرار دیتی ہے، کیا سمجھیں۔

صدر ایوب "اپا سے بچتے ہیں۔ اللہ انہیں صاف فرمائے، ان کے "بابور" جیوت" کے اپنے اہل سے ایک بار پھر ان کی باری آئے کر دی ہیں۔ آپ گزشتہ صفحات میں پانچ جگہ ہیں کہ اگر بلائیے گا تو یہی جیسی سیکشنل جس میں ایک فاسطہ

حوت کرستان کیر اور کلین کے وزیر وفاق پر وٹو کے تعلقات منظر عام پر آئے تھے۔ ۱۹۴۰ء کے عشرے میں برطانیہ میں خاصا معروف ہوا تھا۔ کیر کے ایک وقت روسی سفیر اور برطانوی وزیر وفاق سے تعلقات کے انکشاف نے برطانیہ کی رائے عام کو بدل دیا۔



گوہر ایوب انڈونیشیا کے سفارت خانے میں تم، قص

کر رہا دیا تھا۔ وزیر اعظم منگلیا نے رائے عام کے اندر سے اس کی حمایت کی وزارت سے اشتغالی رہے دیا تھا۔ منگلیا کا یہ عمل ان کی جسموری سوج اور سیاسی حلقے کی دلیل ہے۔ وہ خود اس سیکشن میں ملوث تھے مگر اچھی کلین کے ایک وزیر کی بداخلاق کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے ۱۰ ڈاؤننگ سٹریٹ سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے اقتدار سے محرومی کو مارا کر لی مگر اپنی ٹیک ٹاک اور شہرت کی قویابی کو ادا کیا۔

آج گوہر ایوب کے بچپن دیکھ کر مجھے اس سیکشن کی افسوسناک تفصیل ہے نہایت یاد آ رہی ہے جن کو وقت گزرنے کے ساتھ میں فراموش کر چکا تھا۔ کرستان کیر مغربی معاشرے کی ماڈل گرل تھی۔ ایک وزارت کا بیڑہ غرق کرنے کے بل بوتہ پر جناب گوہر ایوب کی طرح اس کا "ضمیر مطمئن" ہی رہا۔ اس کے بہت سے انٹرویو تھے اور لوگوں نے اس پر کتابیں لکھ دی ہیں۔

کرستان کیر نے ایک انٹرویو میں دنیا کے بہت سے حکمرانوں اور سیاست دانوں کا تذکرہ کیا جو اس کی دلچیز حاضر ہوئے یا جنہیں محفوظ کرنے کے لئے اسے ان کے پس چاہنا پڑا۔ سلطان زلفا میں سے دو ممالک کے سربراہان کا نام سرفہرست تھا۔ کرستان کیر نے اگرچہ ان دونوں حضرات کی مردانہ وجاہت اور قوت کو دل کھول کر تحراج حسین پیش کیا تھا مگر اس انکشاف پر دونوں صدور از حد پریشان اور شرمین ہوئے۔ وہ دونوں دنیا سے بد چلے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے مگر شاہی ہے گوہر ایوب صاحبہ کو کہ اپنے کئے پریشان ہیں نہ چھین۔ سماج کاروں کا بہت بڑا بھی جلال السراں ہو تا ہے مگر انسانوں کا کم جانا تو اس سے بھی بڑا المیہ ہے۔

مجھے پچھلے دنوں بارہے اور برطانیہ جانے کا اشتیاق ہوا۔ میرا یہ دورہ بڑا مختصر اور اتالی صورت تھا۔ ادا تھا کہ سڑک کے پار است کمپوں کا مگر پاکستان واپس آ کر بھی فرصت بالکل مختار رہی۔ ان سکور میں ایک بات کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی زندگی سے اوستہ جاتے ہوئے سکھ سے لہجہ کے جہاز میں ایئر لائنز کا ملاح حمزہ شامہ "کیونہ رانا" نظری سے گزرا۔ سکھ سے نیوین ممالک اپنی عربی اور خوش نگاہی



سادہ و سادہ کہ بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ مذکورہ بالا خط کے ماسٹیل پر ہائی وے کے معروف ترین ایکٹر اینڈ ڈی گارڈیائی کی تصویر اور اندر کے صفحات میں اس کا تفصیلی تعارف ہے۔ اس ایکٹر نے واشنگٹن ڈی سی میں کہا ہے "میں کسی ایسی فلم میں کام کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں سکتا جس میں مجھے بے راہ روی اور غلطی تصاویر کا مقابلہ کرنا پڑے۔"

مضمون نگار گنار دھین (Gunnar Dhin) نے ایکٹر کے خیالات کی جو تحلیل پیش کی ہیں وہ انتہائی قلیل قدر ہیں، ہائی وے کے ایکٹر کی زبان سے اٹھنے والے یہ اظہار گوہر ایوب اینڈ کمپنی کے لئے کاربن فٹ پرست ہیں۔ "میرے لئے ماریوی (Mariyvi) میری بیوی ہی سب کچھ ہے۔ میں نے کسی دوسری عورت کو کبھی لپکا ہی نہیں تھا۔"

مذکورہ جملہ صفحہ ۱۹

گوہر ایوب صاحب نے اپنی سخی حرکت سے مجلس قانون سازی میں جگہ پوری قوم کا سر شرم سے بچا کر دیا ہے، ان کا سخت ترین جواب ہونا چاہیے مگر محاسبہ کرنے کا کون لاپرواہی سے حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں ایک ہی قدر مشترک ہے اور وہ ہے مغربی تہذیب کی عقل اور محبت! بے نظیر صاحب آئے ان ایسی گوہر افغانی کرتی رہتی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں وہ بھی بہت مغرب ہیں۔ ایسے عناصر نے گوہر ایوب کے اس "کارنامے" پر غمکے کا سانس لیا ہو گا۔

وزیراعظم نواز شریف بلاشبہ مشرقی روایات کی پاسداری اور رکھ رکھاؤ کا راز کی حیثیت میں کسی حد تک اہتمام کرتے ہیں مگر ان کے گرد و لوہے میں ان کے ساتھی گوہر ایوب ہی کی قماش کے لوگ ہیں۔ امریکہ میں بھیجی جانے والی سیاست دان سید نجم علیہ وسلم بھی ہر روز کوئی نہ کوئی کل ضرور لٹا رہے ہیں۔ یہاں پاکستان میں ان کی "پرفارمنس" دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دانشوروں میں وہ کیا کیا کارنامے نمایاں سرانجام دیتی ہو گی۔

مغرب میں اب فاشی و عراقی اور بے حیائی کے سیلاب بلاخیر کا زور ختم ہونے والا ہے۔ وہاں ایسے فورمز میں بھی اب اس طوفان بد قیامی کے خلاف اُٹھانے

احتجاج بلند کرنے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ جن فورمز کا مقصد ہی فاشی و بے حیائی تھا اور جن کی پہچان بھی تھی۔ ہائی وے کی ایک مثال اور آپ چاہے چکے ہیں۔

مسلمان ممالک کے عوام کی قسمت اس وقت تک نہیں بدل سکتی جب تک یہاں مغربی طاقت کے انداد اور قوتیں کے ذمہ داروں کا تسلط ختم نہیں کیا جاتا۔ یہ قسمتی سے سلطان ہمسر کے دور میں بھی ہمسور کے اپنے غلط فیصلوں کی وجہ سے پیش گاہ کی تباہی ماری ہو رہی ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ تہذیب بے خدا کے گندے اندازے اٹھا کر بیٹھنے والے بنائیں۔ اگر اس وقت بھی ایسا نہ ہو تو مجھے یقین ہے "ہماری داستان تک بھی نہ جاتی داستانیں ہیں۔"

ایک ایسے دور میں جبکہ ملک کے عوام کے سیاسی شعور میں قوم پرستی کے جتنے گوہر ایوب صاحب نے اظہار کئے ہیں ان کی ساری ہی پوری کردہ، انہیں کے مطابق تو ان کی تصویریں ایسے ہی بہت اچھی آتی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح حقیقت کو جیسے تاہم کہ آپ نے ان طرح جو جیسے عاقلانہ برتاؤ ہے کیجیے گوہر ایوب نے بھی جیسے ایسے ہی کہا جس تک کہ لوگ انہیں ME GUH HEI AYUD سمجھتے ہیں جو اب کے لئے ان کے بیٹے کی پوری دیا ہے کہ ان کو سلطان ایسا ہی تھا جیسے پوری دنیا کو شخصانہ۔ رقص کو اعلیٰ شامی بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے تصویر میں گوہر ایوب صاحب قدموں اٹھا رہے ہیں جیسے انہیں اچھا ہے۔ وہ بھی کرتے ہیں اپنے ملک کے لئے کرتے ہیں اور انہیں ان کے ہاتھوں میں وہ بھی کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے موت نہیں تھکتی۔ یہی علیٰ حق طعنہ ہے جس کی وجہ سے وہ بھی ایسے ہی کرتے ہیں کہ ان کو اور قریب لگتا ہے۔ یہ تصویریں ان کے ہاتھوں میں پتہ قدم کا اظہار ہی ہو گیا ہے۔

ایک ایسے دور میں جبکہ ملک کے عوام کے سیاسی شعور میں قوم پرستی کے جتنے گوہر ایوب صاحب نے اظہار کئے ہیں ان کی ساری ہی پوری کردہ، انہیں کے مطابق تو ان کی تصویریں ایسے ہی بہت اچھی آتی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح حقیقت کو جیسے تاہم کہ آپ نے ان طرح جو جیسے عاقلانہ برتاؤ ہے کیجیے گوہر ایوب نے بھی جیسے ایسے ہی کہا جس تک کہ لوگ انہیں ME GUH HEI AYUD سمجھتے ہیں جو اب کے لئے ان کے بیٹے کی پوری دیا ہے کہ ان کو سلطان ایسا ہی تھا جیسے پوری دنیا کو شخصانہ۔ رقص کو اعلیٰ شامی بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے تصویر میں گوہر ایوب صاحب قدموں اٹھا رہے ہیں جیسے انہیں اچھا ہے۔ وہ بھی کرتے ہیں اپنے ملک کے لئے کرتے ہیں اور انہیں ان کے ہاتھوں میں وہ بھی کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے موت نہیں تھکتی۔ یہی علیٰ حق طعنہ ہے جس کی وجہ سے وہ بھی ایسے ہی کرتے ہیں کہ ان کو اور قریب لگتا ہے۔ یہ تصویریں ان کے ہاتھوں میں پتہ قدم کا اظہار ہی ہو گیا ہے۔

ایک ایسے دور میں جبکہ ملک کے عوام کے سیاسی شعور میں قوم پرستی کے جتنے گوہر ایوب صاحب نے اظہار کئے ہیں ان کی ساری ہی پوری کردہ، انہیں کے مطابق تو ان کی تصویریں ایسے ہی بہت اچھی آتی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح حقیقت کو جیسے تاہم کہ آپ نے ان طرح جو جیسے عاقلانہ برتاؤ ہے کیجیے گوہر ایوب نے بھی جیسے ایسے ہی کہا جس تک کہ لوگ انہیں ME GUH HEI AYUD سمجھتے ہیں جو اب کے لئے ان کے بیٹے کی پوری دیا ہے کہ ان کو سلطان ایسا ہی تھا جیسے پوری دنیا کو شخصانہ۔ رقص کو اعلیٰ شامی بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے تصویر میں گوہر ایوب صاحب قدموں اٹھا رہے ہیں جیسے انہیں اچھا ہے۔ وہ بھی کرتے ہیں اپنے ملک کے لئے کرتے ہیں اور انہیں ان کے ہاتھوں میں وہ بھی کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے موت نہیں تھکتی۔ یہی علیٰ حق طعنہ ہے جس کی وجہ سے وہ بھی ایسے ہی کرتے ہیں کہ ان کو اور قریب لگتا ہے۔ یہ تصویریں ان کے ہاتھوں میں پتہ قدم کا اظہار ہی ہو گیا ہے۔

ایک ایسے دور میں جبکہ ملک کے عوام کے سیاسی شعور میں قوم پرستی کے جتنے گوہر ایوب صاحب نے اظہار کئے ہیں ان کی ساری ہی پوری کردہ، انہیں کے مطابق تو ان کی تصویریں ایسے ہی بہت اچھی آتی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح حقیقت کو جیسے تاہم کہ آپ نے ان طرح جو جیسے عاقلانہ برتاؤ ہے کیجیے گوہر ایوب نے بھی جیسے ایسے ہی کہا جس تک کہ لوگ انہیں ME GUH HEI AYUD سمجھتے ہیں جو اب کے لئے ان کے بیٹے کی پوری دیا ہے کہ ان کو سلطان ایسا ہی تھا جیسے پوری دنیا کو شخصانہ۔ رقص کو اعلیٰ شامی بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے تصویر میں گوہر ایوب صاحب قدموں اٹھا رہے ہیں جیسے انہیں اچھا ہے۔ وہ بھی کرتے ہیں اپنے ملک کے لئے کرتے ہیں اور انہیں ان کے ہاتھوں میں وہ بھی کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے موت نہیں تھکتی۔ یہی علیٰ حق طعنہ ہے جس کی وجہ سے وہ بھی ایسے ہی کرتے ہیں کہ ان کو اور قریب لگتا ہے۔ یہ تصویریں ان کے ہاتھوں میں پتہ قدم کا اظہار ہی ہو گیا ہے۔

ایک ایسے دور میں جبکہ ملک کے عوام کے سیاسی شعور میں قوم پرستی کے جتنے گوہر ایوب صاحب نے اظہار کئے ہیں ان کی ساری ہی پوری کردہ، انہیں کے مطابق تو ان کی تصویریں ایسے ہی بہت اچھی آتی ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح حقیقت کو جیسے تاہم کہ آپ نے ان طرح جو جیسے عاقلانہ برتاؤ ہے کیجیے گوہر ایوب نے بھی جیسے ایسے ہی کہا جس تک کہ لوگ انہیں ME GUH HEI AYUD سمجھتے ہیں جو اب کے لئے ان کے بیٹے کی پوری دیا ہے کہ ان کو سلطان ایسا ہی تھا جیسے پوری دنیا کو شخصانہ۔ رقص کو اعلیٰ شامی بھی سمجھتے ہیں۔ ان کے تصویر میں گوہر ایوب صاحب قدموں اٹھا رہے ہیں جیسے انہیں اچھا ہے۔ وہ بھی کرتے ہیں اپنے ملک کے لئے کرتے ہیں اور انہیں ان کے ہاتھوں میں وہ بھی کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے موت نہیں تھکتی۔ یہی علیٰ حق طعنہ ہے جس کی وجہ سے وہ بھی ایسے ہی کرتے ہیں کہ ان کو اور قریب لگتا ہے۔ یہ تصویریں ان کے ہاتھوں میں پتہ قدم کا اظہار ہی ہو گیا ہے۔

لا ایک سیکڑل ستر عالم پر آیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ گوجر ایوب دامن کو ۱۹۷۱ء میں ایک اہم ادارے کے سیکڑل فسر کی ایب سے یوں ونگار میں مصروف تھے کہ وہ جہلوم ڈاکوؤں نے انہیں روکا اور وزیر کی شاہی شدہ محبوبہ کا ہار انگوٹھی اور نقد رقم لوٹ لی اور قرار ہو گئے جس کے بعد اس عورت نے اپنے دوست وزیر سے کہا کہ مجھے زیور خرید کر اسے دو میں تاکہ وہ اسے باز پرس کریں گے اور معاملہ خراب نہ ہو جائے۔ گج مدھی اختیار لاٹھی کے مطابق وزیر صاحب نے زیورات خرید کر دینے سے انکار کر دیا جس پر وزیر کے ایک بھین کے دوست جو وزیر اور ان کی محبوبہ کو اچھی طرح پہچانتا ہے نے اپنے پاس سے زیورات خرید کر اپنے دوست کی محبوبہ کو دیتے۔ گوجر ایوب نے اس واقعہ کو خلاف حقیقت قرار دیا۔ مگر دامن کوہ میں چوبیس تھکے ڈیوٹی پر موجود اہلکاروں نے اس کی تصدیق کی۔ جس پر گوجر ایوب کا قعدان وزارت تبدیل کر دیا گیا۔

"ہے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں بھان اہ"۔



## بیچی خان

پاکستانی سیاست والوں میں بیچی خان سب سے زیادہ دھن پرست واقع ہوئے ہیں۔ وہ شایب اور محمد ایوب دونوں کے رسیا تھے۔ قدرت اللہ شایب اپنی مشہور ناول "سوانح قمری" شایب نامہ" میں رقم طراز ہیں "جن دنوں شعیب کا جہاد نودوں پر تھا میں آزاد کشمیر حکومت کا سیکڑل جیل تھا۔ چاندنی اور تراز محل کے درمیان ایک بھارتی نو نیکل مل میں ۱۱۰۰ سیکڑل وقت واقع تھا۔ میں پر چند کپے مٹاں تھے۔ جن میں آٹھ شعیب کے صدر اور ۱۱۰۰ اور دوسرے ملازمین کی رہائش گاہیں اور دفاتر تھے۔ ان کے وقت سیکڑلے کا کام تھا۔ انہوں نے ساتے میں ہوتا تھا۔ کسی کے پاس کتہ کی لڑی تھی۔ کسی کے پاس بے بی اسٹول۔ کوئی چھروں کا چوڑا چکر کر سکتا تھا۔ کوئی گھاس پر غم واد ہوا کر لائیں جاتا تھا۔ دن میں کئی بار بندہ سنان کے ہمارے حوالے سے سب سے اچھے گاہک تھے۔ کسی کئی ان کی یہ بات اس قدر سچی ہوتی تھی کہ پالٹے کا پیادہ مگر آتے کہنا تھا۔ اللہ اللہ! ہم سب تک کہ سب تھے کہ ایک گول جوتے نہ لکھ کر ایوب سے ۱۰۰ روپے لیا۔ پھر سے پر سونجن اور آنکھوں میں کھڑکے لگا کر ان کی سولی پر لٹا دی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں بیوی کی چھتری اور دوسرے میں لڑکے کا گول تھیا تھا۔ آتے ہی اس نے اپنی چھتری میری ٹانگ کے مین ملتے تھیلے اور تھوڑے وقت پر پوچھا "بیٹا کیا تماشا ہو رہا ہے؟"

"میں نے عرض کیا کہ یہ آزاد ہوں و کشمیر کا سیکڑل ہے۔"

یہ سن کر اس کی لڑکے کے گلے میں پڑی ہوئی لاہجری کی طرح گدگدائی۔ اور گلے سے ٹوٹوٹا عاکی کچھ رنگھی ہوئی آوازیں برآمد ہوئیں۔ یہ اس بات کی دلیل



جی کہ آٹھ بجی خان صاحب ازراہ تہنہ قلعہ فرما رہے ہیں۔ ہمارے سیکرٹریٹ کی دست لگائی پر پندرہ تقریری اور صحیحی پتیلیں کتنے کے بعد آٹھ صاحب پر ہونے اور کچھ دور سے جا کر وہ سٹن کی اسٹ میں ایک پتلی پر بیٹھ گئے۔ اپنا قبیلہ کھول کر انہوں نے کچھ میٹھاق نوش فرماتے۔ اور پھر پلاس بھانے کے لئے غالباً پیر کی بھلی لکھی۔ ماہ رمضان کے دن تھے۔ یہ دیکھ کر میرا ادولی جلال میں آیا اور اس نے دور ہی دور سے انہیں لٹکارا۔ "خیرا صاحب۔ یہ حرام بند کرو۔ ابھی ابھی میٹھاق کی داوی ہمارے ہاتھ سے نکل کر ہندوستان کے قبضے میں چلی گئی ہے۔ اب خدا کے غضب کو لاوت بلاؤ۔ بولی توڑو۔ اور خون خرابہ ہو جائے گا۔"

بجی خان نے بولی توڑ کر مڑی۔ لیکن جلدی جلدی سہان سمیٹ کر زراپ پڑوانا ہوا تو وہ گیارہ ہو گیا۔

قدرت اللہ شاہی بجی خان کا شخص تعارف کروانے کے بعد آگے ایک جگہ لیتے ہیں۔

"مکی برس بعد مجھے بجی خان کی زیادت ایک اور رنگ میں قسیب ہوئی۔ جب پاکستان کا دار الخلافہ واپس لٹھی اور اسلام آباد منتقل ہو رہا تھا۔ تو ارباب ہندی کلب نے کراچی سے تازہ واردان بسلا ہوائے دل کی خیر سگلی کے لئے ایک زبردست محفل ٹائو نوش منعقد کی۔ مارشل لاہ کا بول بالا تھا کئی سول سروسٹ چند کلیدی فوجی حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ کچھ بیکات بھی اس مہم پر اپنے خاندانوں کا ہاتھ بٹانے کے لئے جوج کر شریک محفل تھیں۔ اس انجمن میں بجی خان چمک چمک کر پچھدک پچھدک کر بھی ایک حکم اور بھی دوسری شکم سے نکراتا تھا۔ بڑی تخت و مشقت کے بعد اس نے ایک طرہدار خاتون کو چھاندا۔ اور اسے گھیر گھاڑ کر باہر لان میں لے گیا۔ کچھ دیر آنکھ پھولی کا ٹھیل ہو تا رہا۔ بد قسمتی کے عالم میں بجی خان کی بہیمان ہنسناہٹ اور طرہدار خاتون کے نرم و نازک قبضے اندر بیٹھے ہوئے دوسرے اسید وادوں کی چھائی پر مونگ دینے رہے۔ پھر زور کا دھماکا ہوا۔ اور سب لوگ بھاگ کر باہر آگئے۔ خاتون تو ایک میوہ کاغیس لٹکے پر سے آرام سے سمجھن پڑی رہی تھی۔ لیکن غریب بجی خان کسی گری

سے نکلا کر ادھ مونگے دینے کی طرح انجمن پر چاروں شانے چت کر اچھا بھرا پار لوگوں نے دھکیل دھکال کر اسے اٹھایا۔ وہ جھٹ شدہ آکڑی ہوئی لاش کی طرح بے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔ اور کسی نے اس کی پتلون اوپر کھینچ کر تھک کے شیش بڑا سر نوٹ کی۔"

ایک حرکات کی بدولت بجی خان کے دور کو اگر رٹیکٹ پادشاہ کا دور کہا جائے تو سبہ جاٹ ہو گا کہ نگہ ان کے دور میں دبی شہرت کی حامل کئی خواتین کی آمد و رفت ایوان صدر میں عام تھی۔ اور ان کے دور اقتدار میں ان سے بھی کیا وہ طاقتور جنرل رانی جن کا اصل نام اعلیم اختر المعروف جنرل رانی تھا عایت وہ تھیں۔ جنرل رانی نے کئی بار دعوئی کیا کہ (والفقدار علی بھٹو) غلام مصطفیٰ کھر اور دیگر سیاست دان ان کے گھر میں اکٹرا حاضر ہوتے رہتے تھے۔

اعلیٰ اختر عرف رانی گجرات کے ایک تھانیدار کی بیوی تھی جس کی دہائی 1964ء میں جنرل بجی خان تک ہوئی۔ پھر بات یہیں تک پہنچی کہ مظلوم میں ان کے



نور علی اور سابق صدر پاکستان بجی خان۔ صدر پاکستان کے آخری ایام

ساتھ بچہ اور لڑکیاں بھی آئے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بچی خان کے دوسرے  
ماترین کا دل بدلانے کا وہ دست بھی کرتی رہیں۔

بچی خان کی ان عادات اور مشاغل کے تذکروں سے 72-1971ء کے قلم  
المبارات بھرے پائے ہیں۔ جنزل رانی کا دعویٰ تھا کہ وہ بچی خان سے ہر وہ کلام کروا  
لتی ہیں اور دنیا کا کوئی اور شخص نہیں کروا سکتا۔ وہ اکثر اپنے مختلف محفلوں میں کہتی کہ  
بچی خان میں خود غرضی اور منافقت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ اس کی دکان میں خون  
میں شراب اور دہی ہے۔ مجھے وہ قلم گر آتے ہیں تو اس کی خواہشات کی تکمیل  
کرتے ہیں۔

بچی خان اور جنزل رانی کا ایک قصہ بہت مقبول ہوا۔ جب 1985ء کی جنگ  
کے بعد ایک تقریب میں جنزل رانی نے بہت بڑا ایک کٹا اور اس موقع پر نیم عریاں  
ہاں بہن کر دھن کیا۔ ساتھ وہ بچی لگتا اور بچی آواز میں سناتا تو جنزل بچی خان نے کہا کہ  
آہستہ آہستہ ابھی مجھے ایوب خان سے اقتدار بھی لینا ہے۔ جنزل بچی کے اور میں جنزل  
رانی اور اس کے گھر والے سرکاری ٹرانسپورٹ استعمال کرنے کے علاوہ ہر قسم کے



جنزل رانی کن سے رہا ہے

سرکاری پروٹوکول سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

امریکی جریدے سے نچوڑ دیکھنے والے بچی خان کے حلقے انکشاف کرتے ہوئے لکھا  
کہ بچی خان کے عہد میں بری شہرت کی حامل خواتین کا دست اثر و رسوخ تھا۔ اپنی  
رہنمائی میں رسالے نے بچی خان کی جنزل رانی اور دوسری خواتین کے ساتھ چند  
غیر منسلب تصاویر بھی شائع کیں۔ اس پر جنزل بچی نے اس رسالے کی پاکستان میں  
فروخت روکوانے کی دھمکی دی تو اس نے ایک دوسرا نچوڑ شائع کر دیا۔ جس میں لکھا گیا  
کہ اس دور میں پاکستان کی اصل حکمران (۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء) تھیں اور پھر اس میں ان تمام  
خواتین کی گرفتوں کے بارے میں تفصیلاً رپورٹ دی گئی جو اپنی جگہ ریکارڈ ہیں۔ ان  
(۱۹۷۱ء) خواتین میں جنزل رانی، بلیس خاتم، جنزل رانی کی دو بیٹیاں، سز کے حسین،  
گلوکارہ پورجی، پشاور کی ایک مشہور رقصہ اور فلمی اداکارائیں شامل تھیں۔ نچوڑ میں  
یہ بھی دعویٰ کیا گیا کہ وہ حقیقت یہ خواتین تعلقات کی آڑ میں چوس رہی ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر آیا کہ سز کے حسین بھی جنزل بچی خان کی منظور نظر  
خواتین میں شامل تھیں تو جنزل رانی سے لیا وہ حسین تھی۔ دونوں میں رقابت کا جذبہ  
تھا۔ بچی خان دونوں کی مہربانی میں ان کی ٹوک جھونک سے خوب لطف اندوز  
ہوتے تھے۔ بچی خان کے حلقے کہا جاتا ہے کہ اس نے جنزل رانی کو خوش کرنے کے  
لئے اس کی سمارش یا کئی ٹیپکے دینے کے علاوہ کئی بڑے افسروں کی تقریریں اور  
برطانیہ میں اور اسے ایک فلم بنانے کے لئے لاکھوں روپے دیئے۔ بچی خان اب  
سب سے سچی سے چاہتے ہیں کہ جنزل رانی کو سب سے پہلے مکان میں چار دیواری پر لٹتی گئے  
دونوں کو بڑا اہل رہی۔

۱۹۸۸ء کے بعد اس کے عاشق سیف حسن نے سب اب انڈیل دیا تھا  
کے بارے میں سب سے پہلے یہ چلا ہے کہ وہ بچی خان کی تاباں اولاد ہے۔ خدیجہ کی  
والدہ سز آغا کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کی دوستی بچی خان کی محبوبہ جنزل  
رانی سے تھی۔ جنزل رانی سے دوستی کا دم بھرنے والے جنزل بچی اور دیگر کئی  
یورورگیشن اور سیاست دان بھی سز آغا اور اس کی رشتہ دار مومن کی "موجودہ"  
کرتے تھے۔ سز آغا نے بھی لومین کی گھریہ شادی پائیدار نہ رہی۔ شادی سے عمل





پاکستان کی سیاسی تاریخ کے سب سے بڑے تنازعہ کردار ملوث صدر بریجن لکھی خان کی وفات کے 19 برس بعد ان کی ذاتی ڈائری "امریکی سی۔ آئی۔ اے اور ملکر غائب کی دستاویزات کے علاوہ پاکستان کے مختلف اداروں کے پاس محفوظ خطی رپورٹس پر مشتمل کتاب "جی جی خان شخصیت اور سیاسی کردار" میں اس سازش کو بے لوث کیا گیا ہے جو ملک توڑنے کے لئے قیام کی گئی تھی اور جس کے کردار پابند سلاسل ہونے کے بجائے اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہیں جیسے ملک کو چاہ کر کے میں مصروف ہیں۔" کتاب کے مصنف میراج احمد کا تعلق ایک امریکی خبر رسالہ ادارے سے ہے اور انھوں نے ثابت کیا ہے کہ پاکستان توڑنے کی سازش امریکی سی۔ آئی۔ اے اور اہل راجگڑھی نے کی تھی جس پر عملدرآمد کے لئے سیاست دانوں اور جرنیلوں کو استعمال کیا گیا۔ کتاب میں ان کرداروں کی ایک ایسی فہرست موجود ہے۔ جی جی خان کی ذاتی ڈائری ان کے صاحبزادے علی جی خان کے پاس محفوظ تھی جسے انھوں نے اپنے والد کی وصیت کے مطابق اوپن کر دیا ہے۔

معروف صحافی منیر احمد "جنرل یحییٰ خان" شہزادہ "عورت" اور "لوہا جوتا" پاکستان کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

”بھائی بھئی خان شراب پیتے تھے مگر وہ دھنوں اور شیخ نجیب الرحمن دھنوں کو کبھی کبھار ساتھ بٹھا کر بھی لیا کرتے تھے۔ چونکہ وہ انصاف علی دھنوں کو مظلوم تھا کہ بھائی کے شوق کس قسم کے ہیں اس لئے وہ لاؤنگ میں بھائی دھنوں کو شکار بھلوانے کے ساتھ ساتھ دوسرے لوازمات سے بھی ان کی سہا کیا کرتے تھے۔ یہ ذکر اس دور کا ہے جب شراب کھلے عام فروخت ہوتی تھی البتہ خانے کھلے عام چلتے تھے، ہوٹلوں میں کھانے بھانے اور جسم فروشی کا کاروبار کھلے عام ہوتا تھا اور یہ درست ہے کہ اسامی ان تمام برائیوں کی ممانعت کرتا ہے مگر شراب فروخت کرنے اور خریدنے والوں کو ممکن ہے رشوت لینے کے لئے تو پکڑ لیا جاتا ہو مگر انھیں اس لئے بہت سی سزا چلا جاتا تھا کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اس طرح عیاشی ۱۹۶۰ء کی پہلی سالانہ ہمارے کلچر کا حصہ بن چکی تھی اور ایسا عیسویں ہوتا تھا کہ حکمرانان البتہ غیر عیسویں

انڈیا میں پاکستان کو Sex Free Society کی طرف سے کرنا ہوا ہے۔

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اسلامی قوانین اس لئے غلط نہیں کئے تھے کہ  
انہی باتوں و اسات اسلام کی و تحسین ناہلی ہو گئی تھیں بلکہ ایسا انہوں نے محض اقتدار  
پہنچانے اور مولوی حضرات کو خوش کرنے کے لئے کیا تھا۔ بھٹو مرحوم نے شراب پر تو  
باندی لگا دی لیکن شراب کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رہا۔ ذوالفقار علی بھٹو اور  
ان کی کلینے کے اکثر ارکان شراب پیتے تھے اور صرف سیاست دانوں پر ہی کیا  
موقوفہ بڑی تعداد میں سول اور ملٹری بیورو کسی سے تعلق رکھنے والے افراد بھی  
یہاں مشغول فرماتے تھے لیکن ان تمام افراد کی سے نوشی کے قصے اس لئے زبانِ دو عالم  
نہ ہوتے کہ انہیں پینے کا سلیقہ آتا تھا۔ سوائے چند ایک ڈوبوان حضرات کے جن میں  
غلام مصطفیٰ کھر بھی شامل تھے "غیبِ غلام" مصطفیٰ کھر گورنر بنے تو وہ شراب پیا کرتا اور  
میں گورنر ہاؤس کے کمروں اور وسیع و عریض میز و دار میں غل غپاڑہ مچا دیا کرتے تھے  
اور وہ حسین و جمیل خواتین کے ساتھ کس طرح تقریبی محلات گزارتے تھے وہ اپنی  
جگہ ایک حقیقت اور تاریخ کا حصہ ہے۔ اسی طرح سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ جام  
حالی شراب نوشی کے حوالے سے بدنام اس لئے ہو گئے کہ وہ سب کے سامنے بیٹے  
تھے اور کہتے تھے کہ "میں شرابی ہوں عسقلانی نہیں۔۔۔ ہاں میں پیتا ہوں اور پوتہ کر  
پیتا ہوں۔" لیکن وہ حال حال کی حکایت لا بھی تھا تو پیتے تھے اور پوتہ کر پیتے تھے وہ  
شراب پیتے لیکن تھے بلکہ شراب میں لہاتے تھے اور ان کی یہی حرکت نہ صرف ان  
سے اپنے کے لئے بلکہ ان سے تمام اس کے لئے بھی رسوائی کا سبب بنی۔ ایک مرتبہ  
اصول۔۔۔ ایک غیر ملکی ادارے سے وہ ان اس قدر شراب پی لے کہ ایوانِ صدر  
کے محلے کو لہا لہا رہنے لگے۔ لیکن ان سے انصاف نہ کیا گیا کہ صدر مجسمہ کا فرش آ

ایک عرصہ تک اس طرح کی تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے نتیجے میں ملک بھر میں ایک عظیم الشان تحریک برپا ہو گئی۔ اس تحریک کے تحت ملک بھر میں ایک عظیم الشان تحریک برپا ہو گئی۔ اس تحریک کے تحت ملک بھر میں ایک عظیم الشان تحریک برپا ہو گئی۔



میں قوی تر نہ ہو سکا کرتے تھے اور فی الحقیقت اس دور میں وہ خیر کا ایوان صدرا میں  
 "ترانہ بخت" یعنی وہ اس قدر اثر و رسوخ کی مالک تھی کہ اہم عہدہ دار، قاضی حیات  
 ہی ان کی نافرمانی کرتے تھے اور ان سے تھے کہ کہیں اس کی شین میں ان سے کوئی  
 بے اہلی نہ ہو جائے۔ آزاد صاحب نے بعد وہی میں تو اپنی مثال میں ہی تھیں ان کے  
 بچے کے ایک قہر کی طور پر چھوڑا گیا تھا اور بچی خانہ میں شہر آب انڈیا  
 کرنا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک اور خاتون سسر کے ایم سین بھی تھیں جن کا تعلق  
 بنگال سے تھا اور وہ ایک بچی کے نام سے مشہور تھی۔ چونکہ سسر کے دم حسن کو  
 ایوان صدرا میں رکھی گھاڑ آئے کے لئے اپنے طور سے "بھنگ" کر دیتا تھا اس لئے  
 عہدہ محترم نے ان کے محل صاحب کو سو سٹر لینڈ میں سیر بنا کر بھیج دیا۔ ایک مرتبہ  
 سسر کے ایم سین کا ایک بایاکی ادارہ RICE کے سربراہ سعید احمد کے ساتھ بنگال  
 ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ایک بچی نے کسی کی سلاش کی ہوگی اور سعید احمد نے اس پر  
 فور نہیں کیا ہو گا۔ نتیجہ ایک بچی نے بچی خانہ کے سامنے اس کی شکایت کروائی۔ اس  
 پر کیا تھا وہاں رات سعید احمد کو پھانسی دیا گیا کہ چوڑی سیر اور استغنی سے وہ  
 آخر کار سعید احمد نے تحریری طور پر معذرت کی اور اس معذرت نامہ پر بچی خانہ نے  
 اپنے ہاتھ سے لکھا "نو سوچو ہے تھا کر لی ج کو چلی۔"

سسر کے ایم سین کے بھارتی سفارت کاروں کے ساتھ تعلقات تھے اور  
 انہی جنس کو بہت بعد میں پتہ چلا کہ وہ ہمارے لئے کام کرنے کے علاوہ سی۔ آئی۔ اے  
 کے لئے بھی خدمات انجام دے رہی تھی۔ جہاں تک اداکارہ ترانہ کا تعلق ہے وہ فوراً  
 کی ایک انہی جنس ایجنسی کے لئے ہم کر لی تھی۔ بچی خانہ کا قرب حاصل کرنے والی  
 خواتین میں سب سے زیادہ بدنام جہیز رانی ہوئیں جو کجرات سے تعلق رکھتی تھی  
 اور ان کا اصل نام القیم اختر تھا۔ القیم اختر عرقہ رانی کو جہیز رانی کا مطلب خواہی  
 خان نے دیا تھا کیونکہ وہ بہت سیر اور ہاتھ پست خاتون تھیں۔ جسے جہیز کی بے  
 عورتی کر دیتا ان کے لئے معمول کا نام تھا۔

بچی خانہ کے فرزند علی بچی خان نے ماضی کے بھروسوں میں جھانک شروع کیا  
 تو تدریج ایک نئی فصل لے کر میرٹ سامنے آئی۔ علی بچی خان نے اپنے والد کی

زندگی کے اوراق سے جہیز کو اٹھانے سے قبل پہلے ہی میرٹ کے بھٹ کو گلیاں دیں اور پھر  
 بولے "جسٹس یاد ہے کہ اس شخص (یعنی میرٹ کے والد کو سزا سے پانچ سال گھر  
 اور پھر عمارتوں میں نظم بند رکھا۔ اگر بھٹ نے خود ارست نہیں رہا تو شائع  
 نہیں کرنا تھی تو پھر اس نے یہ کیٹین بٹھانے کا ارادہ کیا۔ یہ وہاں تھا؟" یہ وہاں  
 میرٹ والد کو قاتل اعظم مافی کہتا تھا کہ یہ عری سب کچھ بھول گیا۔ خود مجھے بھٹ کا  
 لانا تھا کہ علی تم میرٹ دوست ہو، علی تم میرٹ بھائی ہو لیکن میں نے اس پر  
 بھی اعتبار نہ کیا کیونکہ میں اس کے پورے خاندان کو اگلی طرح بھٹا تھا۔ شلیو آپ  
 کو ظلم ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ بھٹ کی والدہ کے شہ لواز سے پہلے شہ کے والد  
 کے ساتھ خصوصاً رہا تھا اور یہ وہ تھوکتی ہیں جن کو بھٹا نہیں جاسکتا شہ لواز  
 بھٹ کو بھی نہ تو خاندان کے بعض افراد کے ساتھ خصوصی مراسم رکھنے والی  
 خوبصورت تھیں بلی پندہ آگئی اور انہوں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر شہ لواز نے  
 تھکن بلی سے شادی بھی کر لی لیکن بھی ہو سکے تو دیکھا کہ بھٹ کا چہرہ کسی طور پر شہ  
 کے ساتھ ملتا ہے۔ خود بھٹ ان کی والدہ سے نام "گامی رام" رکھا تھا جبکہ والد فقار  
 علی بھٹ لاہور اس وقت لاہور میں ان کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا۔ مجھے بھٹ  
 سے بھی بھی وہ جی کا شوق نہ تھا کیونکہ وہ اس قدر بھٹ ہوتا تھا کہ خدا کی پناہ!

بھٹ نے اقتدار حاصل کرتے ہی اپنی اصلیت ظاہر کر دی۔ اس نے ہمارے  
 خاندان کو انھیں کا شہ عطا اور سیر م رانی کو میرٹ والد کے ساتھ تھکی کر دیا حالانکہ  
 میرٹم رانی کا تعلق بھٹ سے تھا میرٹ والد سے یہ کہہ کر کر لیا تھا کہ "یہ خاتون  
 میرٹم رانی کا تعلق ہے۔" وہ 1971ء میں میرٹ شادی ہوئی ایم نے بھٹ کو دعوت  
 نہیں دی تھی۔ لیکن ان کے ہاتھ وہ شادی سے چند دن پہلے گھر آ گیا اور بولا "سر!  
 میرٹ مجھے ہی شادی ہے اور مجھے ہم نہیں کیا گیا۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔" جس پر والد  
 صاحب نے کہا کہ ملک سے حالات خراب ہیں اس لئے شادی دھوم دھام سے نہیں  
 دلائی جاوے گی۔ حال غم آجیاد۔ لیکن شادی کی تقریب میں بھٹ شہر آب لی کر غل غبار  
 کرتے رہے اور ایک بڑا بنگلہ لایا۔ انہوں نے کہا کہ "اے جہیز! استو" تم نے  
 مجھے سلام کیوں نہیں کیا؟" وہ جہیز بھٹ کا ایک از شرم نامہ تھا اور



















وہ میرے ساتھ تھے کہتے رہے۔  
 مانی کی شادی کے دو دن بعد رات ہی نے اپنے ایک دوست کو دوست کی ایلی کی مدد  
 سے پریم نصرت کو کراچی کے ایک شاندار ہوٹل میں رات کے جلسے پر بلوایا  
 وقت ضرور یہاں پریم نصرت ہوٹل پہنچیں تو رات ہی کو اس خاتون کے ساتھ وہاں پہنچے  
 کرتے ہوئے پلازہ رات ہی کے مطابق ان کے لئے کسی ایسی خاتون کو لاگو نہ کیا گیا کہ  
 مشکل خارجی کے تعلقات انوں کے ساتھ دوستوں ہوں۔ لیکن نصرت نے اپنی زندگی  
 اس دولت میں رات ہی نے صرف سائے شادی کی تجویز بھی دیکھی تھی کہ نصرت کے لئے  
 بچپن سے نہیں لیاہل میں اتنا ضرور جانتی تھی کہ ایک وہ بہن تھیں انی علیہ میں  
 کرنے کی غرض سے وہ لڑکھے جیسے بامیں گئے۔

کراچی سے واپس گئے بعد وہ انتظار علی بھڑے اپنی جہانگیرہ سے رات ہی  
 بنگلے کیمپس کی سیاست میں بھی دلچسپی لیتی شریعت کے لئے کراچی کے ایک  
 ہوا تو بھڑے نے ایشیائی امیدوار کی شریعت سے اپنے لئے ایک ایسی ہی لڑائی  
 ہوئے۔ بیٹو موہنی کے انتقال میں "راٹھی بھڑے یا علیہ علی کی شادی کے لئے لڑنے لگے۔

ایشیائی ممبر تھے۔ "تعلیمی اور سیاسی مشغولیات کے باوجود یہ لڑنے لگے۔  
 سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ بھڑے کے ان ملکی اختیار اب بھی لڑنے لگے۔  
 آئی تو دونوں کی ملاقات ضرور ہوتی۔ بنگلے کے سیاسی سہارا میں بھڑے  
 خوبصورت دو شیراز کھولنے سے رات ہی کی ملاقات تقریباً دو روزہ لڑائی کے  
 بعد رات ہی اور کیمپس کے درمیان ایک دوست کا جلسہ ہوا۔ نصرت نے  
 کے علاوہ بنگلے میں سوزی فلم کی ایلی اور رات ہی بنگلے بھی لڑنے لگے۔  
 سوانح میں بھی لیا ہے۔

1951ء کے موسم بار کے اختتام کے بعد رات ہی کو اسمتھ رات ہی لڑنے لگے۔  
 کراچی صحیح کراچی نے سب سے پہلے نصرت اسمتھ سے ملاقات کی۔ رات ہی  
 لیکن دلایا کہ وہ سال تک میں صرف قہار بھڑے کے لئے ہی سوزی لڑنے لگے  
 پریم نصرت سے یہ شکایت کی کہ ایک سال قبل انہوں نے وہ القاد کے لئے لڑنے لگے۔



پریم نصرت کے ساتھ اپنے بچوں کے ساتھ









اوقات گرمی کی جنت کہیں میں آگئے دیکھے جانے لگے۔ شراب پیچے اور مختلف  
مخصوصات پر سب لگان لٹکاتے۔ یہ زمانہ وہ تھا جب بھنو دوست کا فکاہ ہو چکے تھے  
انہوں نے دست زیادہ شراب پینا شروع کر دی۔ اکثر اوقات وہ دست زیادہ شراب پی  
جاتے۔ انہوں نے کراچی کے ہائٹ کلوز 'اے کلسیر' سچ لکھواری اور کچھ میں باہر  
پینا شروع کر دیا۔ جیسے وہ ٹل کالی گودے ان کا پسینہ نائٹ گلاب تھا جس سے وہ اعلیٰ  
لوگڑاتے ہوئے صبح کے وقت باہر نکلتے۔ ان کے ساتھی عالم علوی پر سچہ ملی دار  
ہوتے تھے۔ پیے جانے کا یہ سلسلہ جاری رات جاری رہتا حتیٰ کہ اگلے دن بھی  
بھنو کے ہوسے بھلی شراب کی زیادتی کے باعث القفل کر چکے تھے۔ اس لئے یہ عمل  
پیدا ہو گیا تھا کہ وہ خود بھی اس طرح نہ گزر جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی نصیحتیں  
کا سلسلہ بھی دراز ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے برہ وروشت کی انتہائیں تو ان کے  
کو تھیں۔

شب بھنو ایوب کاوند کا لہجہ ان دنوں کرنا شروع کیا تھا۔ وہ کہتے تھے  
ہائٹ کلوز کی عادت انہوں نے کرنا کا بعد ان بھی تھی، وہ ان کے کہنے سے  
انہیں ایک عیاشی قماش میں شخص کے طور پر شامت کر لیا۔ ان دنوں ان کے  
آپارٹمنٹ کے آڈیو فیشن گھرانوں میں رونق افروز ہوئے تھے۔ "دعا" قادیان کی حالت میں وہ  
اور ڈیو پارٹنوں میں وہ سب سے پسندیدہ مہمان کی حیثیت حاصل کرتے۔ ان دنوں  
میں بہت سے اعلیٰ افسروں کی بیویوں کے ساتھ رنگ و لیاں ملنے کے قیاسے اور ان  
کی عشق بازی کی داستانیں زبان در عام ہو کر رہ گئی تھیں۔ وہ ہائٹ کلوز اور کلسیر  
میں ڈانس کرنے میں زیادہ رغبت کا اظہار کرتے۔ بعض اوقات تو انتہائی عیاشی کے  
عالم میں وہ اپنے ہوتے آدھے ریتے تاکہ ان کے ساتھ ڈانس کرنے والی خاتون سے وہ ان  
کی نازک انگلیاں نہ پکلی جائیں۔

یہ سب وہ القادر علی بھنو کی وہ لفظی تصویر ہو ان کے ایک قریبی اور سیرت  
ساتھی سلطان تاثیر نے لکھی ہے اس ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سلطان تاثیر  
نے اپنی اس کتاب کا اردو ترجمہ "عہ القادر علی بھنو" چوچن سے نکلتا دار تک "بھی  
منتج کیا ہے مگر اس میں وہ قلم جسے حذف کر دیتے گئے جن کو انگریزی کتاب میں

خیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس تبدیلی کا مقصد یا انتہائی مہم کو ان کے متعلق مبالغہ  
میں چمکا رکھ کر ان کا استعمال کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ بھنو کو جانے  
والے دست پیلے سے یہ قلم ہاتھیں جانتے ہیں لیکن انہیں خالصتاً کا جسم نامور و پرستار و گمراہ  
کر سستہ کر دیا ہے تاکہ ان کے ساتھی بھنو کو وہی بے ہوشے کا خطاب دیتے کے باوجود  
ان کی شخصیت کے سوا کچھ نہیں۔ کی مصلحت کسی نے۔

پادشاه کا سر پہنچا کر بولے







طوقا اٹھ کر کیا تھے کہ بے نظیر بھٹو اب وزیر اعظم پاکستان بن چکی تھیں۔ حکومت نے

قومی طور پر اس اخبار کی پاکستان میں داخلے پر پابندی لگا دی۔  
 ڈاکٹر ایکسپریس پاکستان کا نام رکھ کر جس نے بے نظیر بھٹو کی زمانہ طالب علمی کی ایک تصویر  
 شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بے نظیر بھٹو نے اپنے والد کی چھائی کے بعد  
 سے "اسلام کی راہ" اور "ادب کی راہ" پر قدم رکھا۔ وہ صرف علمی سرگرمیوں اور  
 ادب کی راہ پر گئے۔ پتہ اور غراقت لکھنے کے بعد اس شخص کا کہنا ہے کہ اسے بہت  
 بکھر پل پٹکا ہے۔ بھائی کے "بے نظیر بھٹو" ان بدلے چکے ہیں اور اب بے نظیر ایک  
 بہیمانہ ملک کی سربراہ ہیں۔

(برطانوی روزنامہ "میو بی ایکسپریس" 15 مارچ 1988ء)

اسلام کے مقدس نام پر اپنی پراگندہ شخصیت کو ایک نگرہ بنانے والے بھائی

مجازی بے نظیر بھٹو اپنی طور پر آزاد سوانح نگار بن گئے اور اپنے بھائی

تعلقات کی حافی اور دانی ہیں۔ اس خیال سے کہ سماجی میں انسان کو اپنے

پابندی قبول نہیں کرنی چاہیے۔ اسے اپنے سخی جذبات کی تسخیر اور اس کے

کو پار کرنے کے لئے ہر وقت ہر حربہ استعمال کرنے لگتی ہے۔ اگر بے نظیر بھٹو

نے ان خیالات اور نظریات کا اجماع آستورڈی ایکسپریس میں لکھا ہے کہ

مبارک کا عنوان تھا "اس بھائی کی رائے میں آزاد سوانح نگار اور اپنی حقیقت

ہیں۔" میں نے بے نظیر بھٹو کی حقیقت میں قنیت گہرے شے اور بے نظیر بھٹو

دلکش ویسے تھے۔ بے نظیر بھٹو کی سوانحی کی حقیقت بھٹو بھٹو

اور زمانہ سیاست 1977ء

عمران خان ہوئے بھٹو کی شہرت رکھتے ہیں۔ اور آسمان پر چڑھ کر

نی تعلیم یافتہ ہیں۔ عام طور پر بے نظیر کے زمانہ طالب علمی کے بارے میں

لکھے سوالات پر کئی کتراہتے ہیں مگر یہ قصہ وہ بھی کچھ اپنی محضات میں لکھتے ہیں

گئے ہیں۔ اور بے نظیر بھٹو نے خود بھی اعتراف کیا ہے کہ وہ گراؤٹ مار مار کر

چھین سے بہت پتہ لگتی ہیں۔ عمران خان نے بتایا کہ جب میں گراؤٹ لیم میں تھ

بے نظیر کے اکثر ماہر خان کے لئے فون آتے۔ عمر ماہر خان انکی خدمت کر دیتے۔  
 اس سلسلے میں بے نظیر بھٹو رابطے کے طور پر استعمال کرتی یعنی بھٹو سے ان کے  
 بارے میں پوچھتی۔ ایک بار یوں ہوا کہ عمر ماہر خان میں تھیں۔ بے نظیر ماہر خان میں  
 لیم میں تھے۔ شینڈول یہ تھا کہ ہم نے بھٹو سے والٹر پاکستان اور پھر ایک لائسنس شیج  
 کھینچنے کے لئے لینڈ مارک قرار دیا۔ بھٹو نے بے نظیر بھٹو سے بھٹو ماہر خان کے پیچھے ہٹا دی  
 دی۔ اور لیم کے پیچھے ہی پاکستان میں قریب اور ان کے پیچھے پیچھے لینڈ مارک کی۔ وہاں  
 یا / اسے پتہ چلا کہ ماہر خان تو لیم کے ساتھ آتے ہی نہیں 'وہ تو پاکستان میں رک  
 گئے ہیں۔ بھٹو اپنی / عمران خان لکھتے ہیں کہ میں جانتا نہیں سکتا کہ یہ صورت حال  
 ہونے لگی تھی یا نہ ہونے لگی تھی۔

1988ء کے انتخابات میں اسے نواز شریف بھٹو کے وزیر اعلیٰ تھے اور

نیشنل تحریک ان کے پیچھے رہے۔ اس وقت حسین محسینی نے انتخابات کے

اور ان کے پیچھے رہے اور ان کی وجہ سے نواز شریف بھٹو کی لیم جویاں تھیں۔ بھٹو نے انتخابات

شروع سے تھے۔ اور اس کے بعد اسے بھٹو نے بھٹو کے قریبی صاحب ان کے جسم میں

بھٹو تھے۔ اور اس کے بعد لیم بھٹو نے اور بے نظیر بھٹو کے بارے

میں بھٹو نے بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

کہ بھٹو نے بھٹو کے بارے میں بھٹو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں اخبارات میں یہ خبر لکھی تھی

ریفرنڈم میں تیار کیا گیا کہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کے لوگوں نے اپنے عرصہ جلاوطنی سے دور رہنے کو ہائی۔ اور پھر سب نے دیکھا کہ جب وہ پاکستان کو نہیں تو بھی انڈیا کی جگہ کی بجائے خلیج فارس میں جگہ تیار۔ جس کا ایک عالم مداح تھا۔



لگتے رہے ہیں کہ باہول کی محل لعل صالح حیات بہر حقہ کی ہے۔ اس سے ملتی ہے۔ اس انتہائی اشتعال انگیز بیان پر بی بی خدیجہ کے باہول سے اس کی والدہ راجہ لعل کی محفلوں اور نیابت باہول پر اس میں شیخ رشید کے خلاف اس کی علامتوں

میں مستقل خدمت دانی کی۔ انہی دنوں پارلیمنٹ کے اجلاس میں امتیاز احسن اور شیخ رشید کے درمیان جھلے ہوتے اور ٹھکرا بھی ہوتی۔ دونوں کے ایک دوسرے پر الزامات لگاتے اور دھمکیاں بھی دیتے۔

آج بھی شہر میں اسے بن چکی ہے تو ہم بھی کہیں گے کہ صبح لاہور لاہور کو گولہات آئے تو اسے لاہور کہیں کہتے۔ یا پھر لاہور کی فکر سے دیکھیں تو یہی لاہور ان میں آتا ہے کہ "تو سوچ رہے تھاکر کی جی تو چلتا"

جانشین ہے اقلیہ شیراز سے

وہ بھی بولی ہے نغمہ بھلو مار مینات کو شیرپاؤ کی پہلی ملاقات بولی تو اس  
 مکی ملاقات ہی میں سے نغمہ بھلو نے انڈیا کی بولی سیکھ لی اور پھر بولی لیا جاتا ہے کہ گو  
 مینات کو شیرپاؤ بھی بے تجربہ کو پسند کرنے لگا تھا لیکن یہ سچ کر بے نغمہ کی فاصلہ  
 بولی اس نے سے قاصر رہا تھا کہ اس کی بولی کے جسے مینات کی بی بی ہے بے نغمہ نے  
 شیرپاؤ کی طرف سے ان کی بولی سے زیادہ اپنی چاہت کی گہرائی میں کوئی کی واقعہ نہ  
 دیکھا تھا۔ یہ بولی وہ تو بھلو سے نہ دیکھنے لگا تھا جس کے تحت وہ شیرپاؤ سے گفتگو  
 کرتی تھی اور اس کی مینات کو بولی کے حوالے سے بھی کوئی سمجھتی تھی۔

مینات کی شیرپاؤ کی طرف سے بولی کے حوالے سے سمجھتے ہوئے ان کی بولی بے نغمہ بھلو نے  
 اس کی طرف سے اس کی بولی کے حوالے سے سمجھتے ہوئے ان کی بولی بے نغمہ بھلو نے  
 شیرپاؤ کی طرف سے اس کی بولی کے حوالے سے سمجھتے ہوئے ان کی بولی بے نغمہ بھلو نے  
 شیرپاؤ کی طرف سے اس کی بولی کے حوالے سے سمجھتے ہوئے ان کی بولی بے نغمہ بھلو نے  
 شیرپاؤ کی طرف سے اس کی بولی کے حوالے سے سمجھتے ہوئے ان کی بولی بے نغمہ بھلو نے

یہ سچ ہے کہ جب حیات گھر شیراز کو اپنا ہوا سے فریضہ بنانے میں ناکام ہوئی تو اس سے ایسا کیا کہ شیرازہ علاقہ میں حدود میں مقیم ہے۔ اس لئے شیرازہ علاقہ حرمت کا ماحول نہیں ہو سکتا اسے رام کر کے لئے ضروری ہے کہ علاقہ حیات سدا ساجد ہے۔ اس خیال کے تحت آئندہ ہے تعمیر بنوئے شیرازہ کے ساتھ علاقہ

\_\_\_\_\_























کما کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے زیادتی ہوئی ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ وہ ان کی اس  
سلسلہ میں دیکھا کہ ان کے شریف سے ہاتھ کڑوا کر  
دارہ اکبر نے کہا کہ پھر صریح شہادت کے میرے جوابات کی تہمت کی ہے  
مجھے ان کے بیان سے خوشی ہوئی ہے کہ نہ شراب کون نہیں پیتا، پکڑنے والے  
اپنے گریبان میں جھانکیں وہیں سے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں، ان کے معذرت کی  
ہے۔ اور میں ان حکومت کے ایسے سچ کہتا ہوں کہ ان کو ہتھیاری طریقہ اپنے پاس رکھنا  
وہ ہتھیاری فراہم ہوا تھا وہیں گئے  
اس طرح برطانیہ میں پاکستان کے بنی تھے یہاں سچ سے کہتا ہوں  
قرآن پاک میں کس جگہ لکھا ہے کہ "شراب حرام ہے۔"

**علامہ کرام کار و عمل**

ان کو سر قزاق نعیمی نے کہا اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے آداب و  
قوانین ہے اور تین مقامات پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد کہ تھمت کی  
تھمت کے خلاف پوری کارروائی کرے، معروفہ نام اس کے خلاف کیا گیا ہے  
کہا یہاں سچ لایا ان کے اسلام سے ناواقفیت کے یہ ان کے ہاتھ سے  
چاہیے ایسے شخص کا فوجدی طور پر یہ طوفان کے چاروں طرف سے چلا کر  
رہنماؤں کو لانا اچھا تھا، رشید بہ حیوانی اور سودا گری میں الزام لگایا ہے اس  
مشکل بیان میں کہا جاتی ہے کہ فوجدی طور پر ان کے خلاف یہ واقعہ  
کہ وہ اپنے مقام نگار طلبہ اور احباب کے لئے دعائیہ کلمات پڑھتے ہیں اور  
کچھ ساری کے تحت کیا جا رہا ہے۔ اگر حکومت کے فوجدی طور پر ان کے خلاف  
کھینچے کے یہ زبان ان کے میں حکومت کی سرحدیں نہیں ہے۔ یہ وہ وہ وہ وہ  
کے مرکزی رہنما حافظ عبد السلام نے کہا ان اور مسلمانوں کو یہ نام لگاتے ہیں  
بعض شریعتی عناصر نے اسلام کا پادھ اور ڈھونڈا ہے۔ حکومت کو اپنے ان کے  
ایکشن لینا چاہیے۔ شباب ملی پاکستان کے صدور، جماعت اسلامی کے صدر، ان کے  
امیر شیخ احمد علی، سیکرٹری جنرل شباب ملی اور جماعت اسلامی پاکستان کے صدر  
حافظ سلمان بٹ نے مشکل بیان میں بنی تھمت میاں لیا ان سچ کی فوجدی طور پر

مطالعہ کیا ہے۔ قلمی جواب ملی کے کہ تاہم قومی اسمبلی کی غیر اسلامی حرکات اور فتوے  
اخبارات میں آچکے ہیں اور خصوصاً بڑی ملی وفاق و دین سیدہ طیبہ حسین نے  
غیر اسلامی اور غیر شرعی باتیں کہنے کو معمول بنالیا ہے ان کے ہم وطن اور  
شریف کے صحابہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے وزراء، مشیروں اور سفیروں کو قرآن و سنت  
کی تعلیم سے روکنا شروع کر دیں اور غیر اسلامی اور غیر شرعی کام کرنے لارہے ہوں ملی  
کے اچھے فوجدی طریقہ ان کے وہ قوم کو لالچ و تفریب سے لے لے

اور حکیم اسلامی کا کہنا ہے کہ ان کے ہاتھ میں شراب، مہمانوں  
سے دلچسپی سے پوچھنا ہے کہ شراب زور طاقت کے لوگوں کے اہلیں میں  
شک و شبہات سے دور کرنا ہے۔ دینی قادیان میں سے جیہ کہ انتہائی وہاں  
نات ہے۔ قادیان سے ان کے ان کے لوگوں سے لڑنے سے ان کے پاکستان اور اسلام کی  
دینی قادیان میں ملی ہیں۔ ان کے شہر میں ملی شہر میں پورے شریف نے کہا کہ  
یہ انتہائی ملی انتہائی سچ کہتا ہے کہ انتہائی انتہائی اور ان کی یہ حرکت ناقص  
سب سے ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
اور ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے

ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے

ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے

ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے  
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے





25 لاکھ روپے جمع کرائے تھے۔ ایک ہزار لاکھ ہزار روپے کا کار بھی خریدا کر دی تھی۔  
 عادی کے مطابق بھارت کی مشہور بیوروں دیکھا سے بھی اس کی دوستی تھی اور  
 گزشتہ سال اسی کے ایک قانع سٹار ہوٹل میں دیکھا کے ساتھ کئی شاہیں گزرا رہیں۔  
 تمام اثرائتوں کے علاوہ 55 لاکھ روپے بھی دیئے۔ انعاموں نے لکھنؤ کی آمد پر کم  
 کما کر میں نے اپنی تمام جمع پونجی رقم امریشری کے ان نامعلوم دوست پر امانت بطحاور کر  
 دی لیکن آج سب مجھ سے دور ہیں۔

انہوں نے کہا کہ گزشتہ 15 سال کے دوران میں نے 80 کروڑ روپے سے  
 قائمہ کار فراہم کیا ہے جس سے میں نے صرف منظر آوار میں اپنے لئے ادا کیا ہے تو قلمی  
 بنائی ہے اور باقی رقم اپنی سرزمین پر دی کر کے یہ اڑاوی۔ وہاں عادیوں کے کہا کہ اس  
 ملک میں ہر مال بگاڑ ہے 'یوں سے بڑے سیاسی رہنما اور شرافت کے لوگوں میں جو اس  
 شخصیت کے اندرون خانہ کیا گھس گھسے تھیں ان کے ان سے بڑا اور انہوں نے آواز  
 سے زیادہ سیاست دان کو ام کو مت دیکھانے کے قابل نہیں ہیں۔

### میاں نواز شریف



میاں نواز شریف ایک ایسے شخص ہیں جنہوں نے جس انداز سے  
 ریاست میں اپنے لیے یہ ملک جسیت کے گدھوں پر چڑھ کر اپنی سیاست کو  
 بڑھا دیا ہے۔ ایک سرکاری سپر پائسٹ میں ان کے فالکین اور صحافی دونوں کی  
 تعداد کڑاؤں ہیں کی وجہ سے عام دھڑکی میں ایسی مسموم اور بید عالمی دھڑکیاں  
 تیرا لگتا ہے، مگر واقعی نامتوں میں ان لاکھ لاکھ اور سر سے سیاست دانوں سے کہو  
 ملک نہیں۔ مشہور گمراہ عالمی بید سے اس کے مخالفین کے قیے ایک عرصہ تک



لوگوں کی زبان پر رہے۔ اور جب طاہرہ سید اور ان کے شوہر جمیل طاہری کے درمیان یہ تنازعہ طلاق کی صورت اختیار کر گیا۔ تو سید بھی سب لوگ اس کا اسرار تو ان شریف کو گرا دیتے تھے۔ علیحدگی کے بعد جمیل بخاری نے جسے دیکھی دل کے ساتھ کیا کہ میں ہی گاڑی کو نکسیت رہا تھا۔ گاڑی کے طاہرہ سید والے پیسے نے تو ابتدا ہی میں زندگی کی گاڑی چلانے سے انکار کر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ تو ان شریف کو طاہرہ سید کی دانتوں کے جال سے ان کی بیگم کلثوم کو ان شریف نے نکالا۔ اور صورت حال کو سنبھالتے ہوئے اپنے شوہر اور ان کے سیاسی کیریئر کو سنبھالادیا۔ جبکہ ان شریف کے پہلے دور حکومت میں طاہرہ سید کو وزیراعظم بلاس میں "خاتون اول" کی طرف ترقی پائی حاصل تھی۔

31 اکتوبر 1993ء کو کراچی کے ایک اخبار نے راپورٹ شائع کی کہ سید نے کیا کہ مری کے دلفریبہ مقام پر پنجاب اور زم ڈیپارٹمنٹ لارڈ پارکیشن کی جبرائیل سے گھوکاڑہ طاہرہ سید کو ہینڈل پارٹی کی سمیت نے محروم کر دیا ہے۔ طاہرہ سید کو یہ خبر



پاکستان کے پہلے وزیراعظم

لغت نواز شریف نے اپنے پہلے دور حکومت میں عطا کی تھی۔ اس وقت سے طاہرہ سید کو روڈان جہازوں روپے کی آمدن ہوتی تھی۔ اور نواز شریف کی حکمرانہ دور سے کی بدولت وہ حکومت کے مقبرہ لارڈ پارک سے زائد بھی وصول کرتی تھی جس سے ادارت کو شیعہ انسان اختیار کیا تھا۔ اخبار نے اسے اپنی راپورٹ کے اختتام پر لکھا کہ گھوکاڑہ طاہرہ سید جمیل بخاری کی اہلیہ تھیں۔ مگر 1990ء میں نواز شریف کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد مدلوں میں شیعہ اختلاط رونما ہو گئے تھے جو بعد ازاں طلاق پر منتج ہوئے۔

حال ان میں روزمرہ خبریں سے اپنے سلسلے میں میگزین میں معروف صحافی نجم بخاری سے اشعار کہتے ہیں۔ انکشاف کیا کہ معروف گھوکاڑہ طاہرہ سید کو نواز شریف سے قریبی ساتھی سابق سینیٹر سیف الرحمن کی بیٹی "ولیدہ" کی طرف سے پرانا 50 لاکھ روپے ملے تھے۔

انکشافات جن سے سید نے سبک دیا 9 جنوری 2000ء

نواز سید کے بعد سید نواز شریف اور سید سید علی جو محکمہ عام پر آیا۔ وہ سید سید علی کی عہدہ علی کا قبو تھا۔ جو "سید سید" عمران خان کی سیاسی مقبولیت کو کاٹنے کے لئے بنایا گیا۔ کہ سید سید علی۔ تو وہ سید سید نواز شریف کا

نواز سید کی 1997ء میں سید سید علی علیہ "سید سید" نے انکشاف کیا کہ نواز سید سید سید علی کی عہدہ علی کا قبو تھا۔ جو "سید سید" عمران خان کی سیاسی مقبولیت کو کاٹنے کے لئے بنایا گیا۔ کہ سید سید علی۔ تو وہ سید سید نواز شریف کا

نواز سید کی 1997ء میں سید سید علی علیہ "سید سید" نے انکشاف کیا کہ نواز سید سید سید علی کی عہدہ علی کا قبو تھا۔ جو "سید سید" عمران خان کی سیاسی مقبولیت کو کاٹنے کے لئے بنایا گیا۔ کہ سید سید علی۔ تو وہ سید سید نواز شریف کا

مگر سب انتہا کے دور ان کی واقعت مزید تکیاات کے ساتھ لاہور ہی کے ایک  
بھٹ دولہ "سیا سی لوگ" نے شائع کئے۔ تو اس کے ایلم نظام حسین پر قاتلانہ حملہ  
کر دیا گیا۔ دراصل کے مطابق اس حملے میں آئی۔ بی کے اہلکار ملوث تھے۔  
والٹر ریکم نے لندن سے شائع ہونے والے جریڈے "لیاس انٹرنیشنل" میں  
ایک انٹرویو میں بتایا کہ اس کے شوہر میاں جاوید گلزی کا کاروبار کرتے تھے۔ ان سے  
نئے ٹیلیفون پیدا ہوئی بعد ازاں وہ انتقال کر گئے۔ جس کے بعد اس نے آرا زندگی  
گزار دیا شروع کی۔ اس کی خوبصورتی "سارا می پانڈے" کے "الش الہاتہ اور الفربہ  
اداس سے ایک علقہ اس کا اسیر تھا پاکستان میں اس کی آمد سبکی پہلی کے ایک



ایک انٹرویو

صنعت کار کی بیگم کے درمیان ہوئی اور اس نے ہی بھارت میں مستند ایکہ تکیبہ  
تیں اس کی ملاقات میاں نوادہ شریف سے کروائی۔  
میاں نوادہ شریف ایشیا بیگم کی اداں چ اپنے حیلے کے اسے پاکستان میں  
سرکاری مہلوں کی ایشیا حاصل ہو گئی۔ حتیٰ کہ قومی اسمبلی میں اس معاملے پر واقعہ  
سوال اٹھایا گیا کہ ایک غیر ملکی خاتون اس طرح پاکستان میں سرکاری پروگراموں کی  
مستحق قرار دی جا رہی تھی جبکہ اس کا تعلق دشمن ملک سے ہے۔ مگر "مستحق نہ چھے  
داتہ کوئی" سے حوالہ دیا گیا کہ سرکاری رہا۔

تہہ کہ وہ آ کر کیا کیا کہ وہ توں کی جاتی ملاقات بھارت میں ہوئی تھی، اس  
کے بعد آج سے سات سالہ سچی واقعات کو بھی انہیں یاد۔ ایک دن جبکہ نوادہ شریف لاہور  
میں تھے، بھارت میں کے غورنگ اور سوہم کو دیکھتے ہوئے ایشیا بیگم نے اسیں فون کر کے  
امداد کیا کہ وہ فون کی طور پر بھارت میں آئیں۔ تاہم میاں نوادہ شریف نے سرکاری  
اہموں میں اس سے ملنا دیا کرتے ہوئے اسے فون ایک گاڑا ملا۔ جسے اس وقت  
تھی "ایک سالہ لپ" اچانک یہ طلعٹ نمودار ہوئی تھی جس کے دل تھے۔

تہہ کہ وہ آ کر کیا کیا کہ وہ توں کی جاتی ملاقات بھارت میں ہوئی تھی، اس  
کے بعد آج سے سات سالہ سچی واقعات کو بھی انہیں یاد۔ ایک دن جبکہ نوادہ شریف لاہور  
میں تھے، بھارت میں کے غورنگ اور سوہم کو دیکھتے ہوئے ایشیا بیگم نے اسیں فون کر کے  
امداد کیا کہ وہ فون کی طور پر بھارت میں آئیں۔ تاہم میاں نوادہ شریف نے سرکاری  
اہموں میں اس سے ملنا دیا کرتے ہوئے اسے فون ایک گاڑا ملا۔ جسے اس وقت  
تھی "ایک سالہ لپ" اچانک یہ طلعٹ نمودار ہوئی تھی جس کے دل تھے۔

تہہ کہ وہ آ کر کیا کیا کہ وہ توں کی جاتی ملاقات بھارت میں ہوئی تھی، اس  
کے بعد آج سے سات سالہ سچی واقعات کو بھی انہیں یاد۔ ایک دن جبکہ نوادہ شریف لاہور  
میں تھے، بھارت میں کے غورنگ اور سوہم کو دیکھتے ہوئے ایشیا بیگم نے اسیں فون کر کے  
امداد کیا کہ وہ فون کی طور پر بھارت میں آئیں۔ تاہم میاں نوادہ شریف نے سرکاری  
اہموں میں اس سے ملنا دیا کرتے ہوئے اسے فون ایک گاڑا ملا۔ جسے اس وقت  
تھی "ایک سالہ لپ" اچانک یہ طلعٹ نمودار ہوئی تھی جس کے دل تھے۔

تہہ کہ وہ آ کر کیا کیا کہ وہ توں کی جاتی ملاقات بھارت میں ہوئی تھی، اس  
کے بعد آج سے سات سالہ سچی واقعات کو بھی انہیں یاد۔ ایک دن جبکہ نوادہ شریف لاہور  
میں تھے، بھارت میں کے غورنگ اور سوہم کو دیکھتے ہوئے ایشیا بیگم نے اسیں فون کر کے  
امداد کیا کہ وہ فون کی طور پر بھارت میں آئیں۔ تاہم میاں نوادہ شریف نے سرکاری  
اہموں میں اس سے ملنا دیا کرتے ہوئے اسے فون ایک گاڑا ملا۔ جسے اس وقت  
تھی "ایک سالہ لپ" اچانک یہ طلعٹ نمودار ہوئی تھی جس کے دل تھے۔











میں یہ سب کچھ اُسکے کی موت پر کہہ رہی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ نواز شریف اور شہباز شریف کو لاگت وار کریں گے کیونکہ انہوں نے پیشہ ملک کی بھلائی کے لئے ہی سہا اور اس کا صلہ انہیں یہ ملا کہ انہیں ناکروہ گناہوں کی سزا دی جا رہی ہے۔

رقم پانچواں نواز شریف ہم شمار سے ساتھ ہیں۔

جنت اب یہ ہیں میاں نواز شریف بنیں خاص علقوں میں ہی۔ ان اور بی بی کے ہم سے نکالا جاتا ہے۔ جبکہ نواز شریف کے لقی بٹ سے "تعلقات" بھی اب پائیدار نہیں رہے۔ حال ہی میں ایک اخبار نے ان "تعلقات" پر خصوصی اشاعت کو اجرام کیا۔ جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جنت اب نواز شریف "بھلاؤسے" کے ساتھ ساتھ "جی۔ ٹی۔ دو" کے سکرکر کے بھی جاری ہیں۔



## میاں شہباز شریف

میاں شہباز شریف کو ایسے ایلے مشہور کے طور پر یاد جاتا ہے۔ ذاتی زندگی میں بھی وہ ایسے منظم ہیں۔ مصطفیٰ کھر کی طرح وہ سب کے ہم منظم نام پر لائے ہیں۔ بجائے کچھ سے شادی کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن بلاشبہ اس کے وہ کھر کی طرح اپنی شادیاں منظم نام پر نہیں لائے۔ عوام یہ جانتے ہیں کہ ان کی صرف ایک شادی ہوئی ہے مگر تعلق اس سے بیکر مختلف ہیں۔ کیونکہ وہ تین شادیاں کرچکے ہیں۔ اس



ایک بار جب کہ شہباز شریف اور نواز شریف کے ساتھ ایک تصویر  
نواز شریف کے ساتھ 10 سال پہلے کی تصویر ہے۔











عمل طور پر ملتی ہے۔  
بعض جگہوں صاحب پر یہ اہرام بھی لگتے ہیں کہ کیوری گروڈ پر فیصلہ  
و رقم سے خیر کے جانے والے ہیں اور سزا کی بغیر دوسری حکم عالیہ حق کی خواہش  
پہنچتی ہے۔ لیکن ہم اس کو صرف اہرام ہی تصور کرتے ہیں کیونکہ اگر اہرام الناس کو  
اس سے فائدہ پہنچا ہے تو حکم صاحب کی یہ خواہش ادا کرنے کے باعث درست ہے۔  
نہ کہ باعث رحمت۔

### خفیہ شادی پر وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس میاں محبوب احمد جسٹس قاضی محمد اور  
جسٹس امجد علی صاحب پر مشتمل تین رکنی قاضی نے وفاقی تین رکنی عدالت کے خلاف 'اردو سنی  
شادی اور وراثت سے حلقہ وائز کی جانے والی 37 شکایات اور درخواستوں پر جج کے  
دور اپنا مفکر فیصلہ جاری کیا۔ ایک سو سے زائد شکایات پر مشتمل تیسری فیصلہ بعد میں  
جاری کیا جائے گا وفاقی شرعی عدالت نے قرار دیا ہے کہ خفیہ نکاح غیر اسلامی ہے اور  
نکاح کی رجسٹریشن نہ کرانے والوں کی پیسے سے موجود سوا میں دو گنا سزا ہوگی۔ اس سے  
اب یہ سزا تین ماہ سے جلا کر چھ ماہ کر دینے کے لئے عدالت میں آئے ہیں۔ اس کے حکم  
جاری کیا ہے۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ اسلام میں خفیہ شادی کی  
کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نکاح کی رجسٹریشن لازمی کرنا قرار دی گئی ہے۔ اس فیصلے میں  
وفاقی شرعی عدالت نے لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ کو بھی ٹال دیا۔ اس کے لئے خفیہ  
شادی کو خلاف اسلام قرار دیا گیا ہے۔ شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں شادی کی  
جانب سے بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرنے پر قرار دیا ہے۔ بیوی کے  
والدین اور خود بیوی بھی اس شوہر سے بیان لکھنے کے لئے موعی کرتے ہیں۔  
علماء کرام کا رد عمل

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی کونسل کے اراکین مولانا عبدالمالک 'علی  
احسان الحق 'علی محمد ایوب مند 'مولانا محمد امین اور صوبائی جنرل کوہٹل کے رہنما  
مولانا عبدالمطیف اور مولانا عبدالسلام نے وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلے پر تبصرہ

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خفیہ نکاح حرام ہے تو پھر اہرام ہوتی 'جمع رشید' چودھری ثار  
بی صاحب شاد اور شبانہ شریف کی خفیہ شادیوں کو خطہ عام پر لایا جائے اور نکاح تبدیل  
کر لیا جائے۔ جمعیت کے رہنماوں نے یہ بھی لکھا کہ متاثرہ خواتین کو اسلامی حقوق  
کے مطابق ان کا جان و مال دیا جائے اور مذکورہ بالا افراد کو وفاقی شرعی عدالت کے  
فیصلے کے مطابق حسب جرم سزا دی جائے۔

تھری رجسٹر کی ۱۶ ہے کہ نہیں ہے













ایمان کی مختلف تصویریں

ہے۔ ان کا نام بھی ایمان تھا۔ ان کے نام لیاؤں میں ایک عربی نکل لیا جاتا تھا۔  
ایک اور بھارتی کی نامور فلمی اداکارہ "ریکھا" ہیں۔ دیکھا کے ساتھ  
ایمان کے وہ ستارہ جواہر کے قہرے والوں نامور ہستیوں کے کیڑے کا حصہ ہیں۔ ساقی  
دعوت اور جیسے خوش والی بھارتی کی سدا بہار تصویریں دیکھا لے اس ضمن میں کسی

ایک جو سن دو تیرہ کرناٹک بکر کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں غور کر رہے  
ہیں۔ ایک مقامی بھارتی روئے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے لکھا کہ عمران خان  
مگر وہ سب اس کے دوستوں کی چپا سوس سالگرہ کی تقریب میں شرکت  
کے لئے جرحی گئے تو وہاں پر ان کی ملاقات کرناٹک بکر سے ہوئی۔ کرناٹک بکر نے  
پاکستان کے کئی دوستوں کے وہاں کے وہاں کے وہاں میں عمران خان بھی اس سے ملاقات  
کرنے کے لئے جرحی گئے۔ اسی سال بھارتی افریقہ کے دارالحکومت جوہانسبرگ میں  
متعلقہ مقابلہ حسن میں بھارتی بڑا حسینہ الشوبہ اپنے اپنے خاں ایشی کا انکشاف کیا کہ  
میں عمران خان کی بھارتیوں اور کیکس بھارتی کے لئے چند اچھے کرنے کے لئے تیار  
ہوں۔

کرناٹک کی دنیا سے کئی لکھاؤں ان بات کے گورہ ہیں کہ کئی بھارتی  
اداکاروں میں بھارتی میں عمران خان کے ساتھ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں  
عالم لکھا۔ بارہا سے وہ بھارت کی ملک میں لکھاؤں کے ساتھ بھارتیوں کے ساتھ  
بھی جرحی گئے۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔

ایمان خان بھارت کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔  
ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔ ان کی جرحی گئے ہیں۔

ان کی طرح پاکستان فلم انڈسٹری کی معروف اداکارہ انجم اور بلوہ شریف ج  
عمران خان کے ساتھ تعلقی کے وہاں ملاقات میں رہتی ہیں۔ ان کی گوتی پوری فلم  
انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم  
انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم  
انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم  
انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم  
انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم انڈسٹری سے ملتی ہے۔ ان کی گوتی پوری فلم







جس نے میں اچھلتے کے دوران ہر حالت میں عمران خان کو محسوس کیا تھا کہ وہ اپنی  
ماہر بیٹی میری کو اپنی بیٹی تسلیم کرے۔

برطانوی اخبار ڈیلی ایکسپریس نے برطانوی لارڈ وائٹ کی بیٹی جیتا کے حوالے  
سے ایک تشنگانہ رپورٹ شائع کی جس میں بتایا گیا کہ جیتا نے ایک لڑکی کو ٹائم اپ  
جے برطانوی صحافی ماسٹین نے اس بچے کو عمران خان سے منسوب کر دیا۔ اس

واحد نے عمران خان کی پیش ورانہ زندگی پر نہایت ہی بدترین اثر ڈالے  
اس ریجنس سے شائع ہونے والے اخبار "پاکستان لٹ" میں شائع ہونے  
والے خصوصی انٹرویو میں جیتا وائٹ نے کہا کہ میری ان سیر سے اور عمران خان کے  
دائیں اور بائیں جسمانی تعلق کا خوبصورت "نتیجہ" ہے اور میں عمران خان کی  
اجازت سے اس کی بیٹی کی ماں بنی تھی۔ میدان سیاست میں کودنے سے پہلے عمران  
خان نے میری ان کے اپنی بیٹی ہونے کی بھی تردید نہیں کی تھی "اگرچہ اس نے پاکستان



جیتا وائٹ نے عمران

میرم کو عمران خان لا اصل چہرہ دکھانے کے ساتھ ساتھ اس کی بیٹی عمران کی ماں بھی  
کرتا چاہتی ہوں جس نے کبھی اپنے والد کو نہیں دیکھا لیکن جیتا اس کے بارے میں  
باتیں کرتی رہتی ہے۔ جیتا وائٹ نے کہا کہ عمران خان نے کبھی بھی برطانوی اور  
امریکی لڑکیوں سے اپنے تعلقات کو نہیں چھپایا۔ کیا لوگوں کو علم نہیں ہے عمران خان  
شادی کے بغیر ایک بیٹی کا باپ بنا چکا ہے؟ جیتا وائٹ نے انکشاف کیا کہ میں کبھی  
عمران خان سے شادی نہیں کرتا چاہتی تھی لیکن میں اس کا ایک بچہ پیدا کرنا چاہتی تھی  
جو کہ اس سے میری بیٹی کے مطابق کوئی نہی چیز نہیں ہے۔ اس نے عمران خان سے  
اپنے تعلقات کے آثار کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ پہلی بار لندن میں اپنی سکیٹی ٹھہری  
والہ کے ساتھ اس کے فلیٹ پر گئی پھر طرزی دوستی ہو گئی اور عمران خان نے مجھے  
پاکستان چلنے کی دعوت دی۔ اس نے انکشاف کیا کہ میں عمران خان کے زمانہ پارک  
والے گھر میں چار ماہ تک رہی۔ ہم وہاں سے بری گئے جہاں ریٹس ہاؤس میں ٹھہرے

اور پھر لیبار پاکستان کی ان شخصیتوں کے ساتھ ملا کر لندن بھی جا رہے تھے۔  
اس کے بعد مجھ سے ایک سہ ماہی باتوں کی سیر ہو گئی تو میں عمران خان کی "ساقی" تھی  
اس وقت عمران خان نے لندن میں ایک طوائف "گڈی" کو جیتا سے کر  
لیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد جیتا نے اخبار نویسوں کو عمران خان کے ساتھ اپنی اہلیہ  
طوائف "گڈی" کو اپنی ساقی طوائف "گڈی" کی تصویر بھی دکھائی۔

جیتا وائٹ نے بتایا کہ کیا عمران خان کے خاندان کو قصارت  
لاگتی ہے؟ جیتا وائٹ نے کہا کہ میں نے انکشاف کیا کہ میں چار ماہ اس کے گھر  
پر رہی تھی۔ اس نے اپنی سہ ماہی باتوں کو ہر چیز کا علم تھا عمران  
خان کے خاندان پر جس کے بارے میں اس کی سہ ماہی باتوں میں یہ بھی لکھی گئی تھی  
جی جیتا وائٹ نے کہا کہ عمران خان نے ۱۹۹۰ چہرے ہیں، پاکستان چھپنے کی بدولت وہ  
جیتا وائٹ نے کہا کہ عمران خان نے جیتا وائٹ سے کہا کہ مجھے بار بار کہتا ہوں کہ  
طوائف سے نہ رہو۔ جیتا وائٹ نے کہا کہ میں نے عمران خان کے ساتھ فریٹ  
نہیں رہی تھی۔ جیتا وائٹ نے کہا کہ جیتا وائٹ میں بھی مجھے عمران خان نے کبھی لک



بھلا۔ لیکن لندن پہنچنے ہی دو سہرا عمران نمودار ہو جاتا، جہاں میں اس کی باتوں میں باتیں اُٹھ کر کھیلنے بند ہو گئیں۔ پھر کتنی جتن اور اس سے طویل جنگجو کرتی تھی۔ اس طرح پاکستان میں وہ مجھے لیے بازوؤں والا لباس پہنتے پر مجبور کر رہا تھا۔ ایک بار میں نے وہل "شارٹ سکرٹ" پہنی تو اس نے مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ "تسار اولیٰ تو خراب نہیں ہو گیا" یہ تم کیا کر رہی ہو۔ انہی دنوں عمران خان نے بتایا کہ میں نے کرکٹ سے ریٹائر ہو کر پاکستان میں زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس لئے اب ہمیں اپنی روپیں چھوڑ کر اپنی چائیں۔ میں نے اس کی تنبیہ کی اور اس کے ساتھ دیکھ بھلے ہوئے کے بعد پاکستان کو انوراج کہہ کر لندن پہنچ گئی۔ جیتانے کہا کہ عمران نے اسے بتایا تھا کہ اسلام نے عروہ کو ایک سے زیادہ خواتین کے ساتھ جنسی تعلقات قائم رکھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس کے علاوہ عمران خان نے مجھے پاکستان میں اپنی زندگی کے بارے میں مختصر بیٹنگ بھی دی تھی اور کہا تھا کہ میں اب سیاست دان ہوں گا۔ پاکستان پہنچنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ یہ ایک غریب ملک ہے جہاں عمران خان کا ایک بادشاہ کی طرح ہر جگہ استقبال کیا جاتا ہے۔ میں یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ عمران کے گرد ہر مقام پر جھوم اٹھا ہو جاتا تھا۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ وہ دنوں میں کرکٹ کھیل کر پاکستان میں شہرت حاصل کر رہا ہے اور وہ بیٹ پاکستان کی نظروں میں رہتا چاہتا ہے۔ جیتا داشت نے کہا کہ عمران پاکستانی لڑکچہ کے بجائے پیر علی خواتین میں زیادہ مقبول رہا ہے اور مجھے علم تھا کہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ ساتھ تین بچوں کے ساتھ گزرا کر رہتی ہیں یا نہیں۔ اکتوبر 1991ء میں جب عمران لاہور آئے تو اس وقت میری ایک سکیلی بھی آئی ہوئی تھی۔ میں نے عمران خان سے ملاقات ان کے بچے کی ماں بنتا جانتی ہوں اس نے کہا "بعد شوق مجھے کوئی اعتراض نہیں" عمران نے کہا میں لڑکا چاہتا ہوں جو کرکٹ کھیل سکے، میں نے جواب دیا "مست پیدا کئے ہیں" کہ کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد عمران واپس چلا گیا اور چند ماہ بعد اس کا ہون آیا تو اسے بتایا "میں امید سے ہوں" تو عمران نے سبے تاب ہو کر بار بار دریافت کیا مجھے بتا دیا

ہے۔ کیا ہے۔ کیا ہے۔ چار ماہ بعد ضروری ٹیسٹ کرانے کے بعد میں نے فون پر بتایا کہ لڑکی ہو گئی جس پر عمران بے حد مس ہوا اور مجھے کہا کہ تمہیں ملے متاع لدا کے اس سے جان چھڑا لینی چاہیے۔ اس پر میں نے عمران سے کہا کہ ان لڑکیوں کو تو کیا ہے، ہماری بیٹی نہیں کھیل سکے گی، وہ اور وہی جانتے گی، وہ ہر کام کرے گی۔ ٹھیک دو سال کی ہوئی تو میں نے اس کی تصویر عمران خان کو بھجوائی، ان دنوں وہ اس بات پر شدید پریشان تھا کہ میں بھارت کی تربیت محبت اور علم و ضبط سے کر رہا۔ اس وقت تک وہ اسے تعلقات میں سرور میں پیدا ہو چکی تھی اور سالانہ 1994ء میں اس نے بھارت سے محبت کا کھیل شروع کر دیا تھا اور پھر اس کی بیٹی فون لگاؤں میں طویل وقت سے بڑھتے گئے اور جب بھی میں نے اس کے دفتر فون پر عمران سے بات کرنا چاہی تو میری اس سے بات نہیں کرانی جاتی تھی اور پھر اس نے بھارت سے شادی کر لی۔ لیکن ان کے پیدا کی سر تقیٹ میں والد کے جلسے میں عمران کا نام نہ ہونے کے باوجود سال کا جواب دیتے ہوئے جیتانے کہا کہ اس وقت میں نے ہم نہیں لکھا تھا لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ میں اب بھی ایسا ہی کر رہا ہوں گی۔ کیونکہ میں چاہتی ہوں کہ "فریڈم ان مسلمان" نامی کتاب کا مصنف اور تحریک انصاف کا سربراہ لیڈر بننے کے ساتھ ہی انصاف کے لئے لڑا اسے واپس کا بنادے۔

وہ دنوں کا واقعات خوب یاد عمران خان کے ذاتی کردار کے عکاس ہیں۔ ان دنوں ان کی زندگی کا اسی قسم کا ہے۔ ان دنوں ان کی زندگی کا ایسا ہی ہوتا چاہیے۔ جیسا کہ وہ بڑا بڑا تعلقات سے قیام رکھتے ہیں۔ بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ کرکٹ سے علاوہ ان کی زندگی میں ان کی زندگی کے وہ دنوں خود لڑکیوں اور دو سرے لوگ اپنے اپنے بارے میں عمران خان کے ہاتھوں دیکھنے کے بعد اپنا راستہ بدل سکے۔ ایک روز ان کے حروف اصرار کی روشنی میں عمران کے ساتھ تھی۔

وہ اسے سب سے پہلے ان دنوں کے دنوں سے گیا اور ان سے جتنی ہوا کہ وہ اس کی ان دوست لڑکی کو دیکھیں اور اپنی حرم شادی کی اولیت کو کام میں لا کر رہنمائی کریں کہ ان دنوں میں ان دنوں سے شادی کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب ہماری امید تھی اور عمران خان کے ارمیاں ایک راہ ہے۔



بھلا۔ لیکن لندن پہنچنے ہی دو سہرا عمران نمودار ہو جاتا، جہاں میں اس کی باتوں میں  
 باتیں اہل کرکٹ کے بڑے بڑے نمبر پر لگتی تھیں اور اس سے طویل گفتگو کرتی تھیں۔ اس  
 طرح پاکستان میں وہ مجھے لیے بازوؤں والا لباس پہنتے پر مجبور کر رہا تھا۔ ایک بار میں نے  
 وہاں "شارٹ سکرٹ" پہنی تو اس نے مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ شمارا دماغ تو خراب  
 نہیں ہو گیا، یہ تم کیا کر رہی ہو۔ انہی دنوں عمران خان نے بتایا کہ میں نے کرکٹ سے  
 ریٹائر ہو کر پاکستان میں زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس لئے اب ہمیں اپنی  
 روہیں چھوڑ کر اپنی چائیس۔ میں نے اس کی تنبیہ کی اور اس کے ساتھ دیکھ بھلے ہوئے  
 کے بعد پاکستان کو انوراج کہہ کر لندن پہنچ گئی۔ جیتانے کہا کہ عمران نے اسے بتایا تھا  
 کہ اسلام نے عروہ کو ایک سے زیادہ خواتین کے ساتھ جنسی تعلقات قائم رکھنے کی  
 اجازت دے رکھی ہے۔ اس کے علاوہ عمران خان نے مجھے پاکستان میں اپنی زندگی کے  
 بارے میں مختصر بیٹنگ بھی دی تھی اور کہا تھا کہ میں اب سیاست دان ہوں گا  
 پاکستان پہنچنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ یہ ایک غریب ملک ہے جہاں عمران خان کا ایک  
 بادشاہ کی طرح ہر جگہ استقبال کیا جاتا ہے۔ میں یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ عمران کے  
 گرد ہر مقام پر جھوم اٹھا ہو جاتا تھا۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ وہاں کی  
 کرکٹ کھیل کر پاکستان میں شہرت حاصل کر رہا ہے اور وہ بیٹ پاکستان کی نظروں  
 میں رہنا چاہتا ہے۔ جیتا داشت نے کہا کہ عمران پاکستانی کرکٹ کے سب سے بڑے  
 خواتین میں زیادہ مقبول رہا ہے اور مجھے علم تھا کہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ ہیں۔  
 کیونکہ وہ اپنی کئی دوستوں کو پاکستان لے کر گیا کہ وہ پاکستان میں ان سے ملنے  
 ساتھ گزارا کر سکتی ہیں یا نہیں۔ اکتوبر 1991ء میں جب عمران خان پاکستان آیا اس  
 وقت میری ایک سہیلی بھی آئی ہوئی تھی۔ میں نے عمران خان سے کہا کہ اس کے  
 بچے کی ماں بننا چاہتی ہوں اس نے کہا "بعد شوق مجھے کوئی اعتراض نہیں" عمران  
 نے کہا میں لڑکا چاہتا ہوں جو کرکٹ کھیل سکے، میں نے جواب دیا "مستعد پیدا کئے ہیں  
 کہ کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد عمران واپس چلا گیا اور چند ماہ بعد اس کا بچہ آیا تو اسے  
 بتایا "میں امید سے ہوں" تو عمران نے سبے تاب ہو کر بار بار دریافت کیا مجھے بتا دیا

ہے۔ کیا ہے۔ کیا ہے۔ چار ماہ بعد ضروری ٹیسٹ کرانے کے بعد میں نے  
 فون پر بتایا کہ لڑکا ہو گیا جس پر عمران بے حد مس ہوا اور مجھے کہا کہ تمہیں ملے متاع  
 کہا کہ اس سے جان چھڑاؤ چاہیے۔ اس پر میں نے عمران سے کہا کہ ان لڑکیوں  
 ہوا تو کیا ہے، ہماری بیٹی نہیں کھیل سکے گی، وہ اور وہ بن جائے گی، وہ ہر کام کرے  
 گی۔ ٹھیک دو سال کی ہوئی تو میں نے اس کی تصویر عمران خان کو بھجوائی، ان دنوں  
 وہ اس بات پر شدید پریشان تھا کہ میں بھارت کی تربیت محبت اور علم و ضبط سے  
 کر رہا۔ اس وقت تک وہ اسے تعلقات میں سرور میں پیدا ہو چکی تھی اور سال 1994ء  
 میں اس نے بھارت سے محبت کا کھیل شروع کر دیا تھا اور پھر اس کی بیٹی فون لکھوں میں  
 طویل وقت سے بڑھتے گئے اور جب بھی میں نے اس کے دفتر فون پر عمران سے بات کرنا  
 چاہی تو میری اس سے بات نہیں کر لی جاتی تھی اور پھر اس نے بھارت سے شادی  
 کر لی۔ لیکن ان کے پیدا کی سر تقیٹ میں والد کے خاندان میں عمران کا نام نہ ہونے  
 کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے جیتانے کہا کہ اس وقت میں نے ہم نہیں  
 لکھا تھا لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ میں اب بھی ایسا ہی کر رہا ہوں گی۔ کیونکہ میں  
 چاہتی ہوں کہ "فریڈ ان مسلمان" نامی کتاب کا مصنف اور تحریک انصاف کا سربراہ  
 ایم این کے ساتھ ہی انصاف کے لئے لڑا اسے واپس کا پیار ہے۔

وہ دنوں کا واقعات خوب یاد عمران خان کے ذاتی کردار کے عکاس ہیں۔  
 ان کی زندگی کا اس کی سب سے بڑا گناہ یہ کہ وہ ایک لڑکوں کو ایسا ہی کرتا چاہیے۔ جیسا کہ  
 وہ بچہ ہوا، تعلقات سے قیام رکھتا ہے، بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ کرکٹ  
 سے علاوہ وہ سیاست میں بھی لگ چکی کہ وہ اس کے خیر و خیر اور دوسرے لوگ  
 اپنے سے بڑے عمران خان کے ہاتھوں آجائے کے بعد اپنا راستہ بدل سکے۔ ایک روز  
 شراف احمدی صحافی کرشنر صاحب عمران کے ساتھ تھی۔

وہ اسے سب سے زیادہ رانا کے پاس لے گیا اور ان سے کہتی ہوا کہ وہ اس  
 کی ان دوست لڑکی کو ان کے اور اپنی حرم شادی کی اہلیت کو کام میں لا کر رہنمائی  
 کریں کہ ان کی اس صحافی خاتون سے شادی کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب  
 محمد حیدر گل اور عمران خان کے درمیان ایک راہ ہے۔

















پایس والے بھی ہیں۔ آہستہ آہستہ ٹائیڈ کی شہرت اتنی بڑھ گئی کہ اس کے علاوہ کسی اور شادی کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی کہ کمر سمہ کی آگ میں پلٹے گئے۔ اور انہوں نے ٹائیڈ کو اپنی ذات تک محدود رکھنے کی غرض سے اس سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد ٹائیڈ نے اپنا مقصد بھرا دیا اور شادی مسجد کے قریب فوٹ روڈ پر اپنا نئی تعمیر شدہ محلہ گھر میں رہنے لگی۔ جہاں مصطفیٰ گھر میں آج بھی رہتے تھے۔ اسی دوران لکھنؤ ٹائیڈ کے گورنر اور اپنی ماہر شل ۱۰۰ لاکھ سٹریٹن مقرر ہوئے۔ اس کی اقتدار پر فخر ہونے کے بعد وہ بھی ایسے گھر ٹائیڈ کے پاس بیٹے رہے جس پر چند دوستوں نے کھیلنا تو انہوں نے اپنی بیوی پر ڈھکائی ہو بہ داغ طبیعت کرنے کے لئے ٹائیڈ کو ایک 20 ہزار روپے ۱۰ لاکھ سٹریٹن ہارنر آر۔ آئی۔ ڈی 480 سے کرچہ دار حاصل کر لیا۔

ٹائیڈ کے پاس سے مصطفیٰ گھر کی ایک بیٹی بھی پیدا ہوئی۔ جس کی کو اپنی بیٹی حیم نہیں کہتے۔ لیکن پھر ہر محفل میں اسے گھر کی بیٹی کی حیثیت سے مناد کیا جاتا ہے۔ گھر نے ٹائیڈ سے علیحدگی کرتے وقت سختی سے ٹائیڈ کو سچا لے جانے کا حکم دیا کہ وہ اپنی سے نہیں کہے گی۔ لیکن ٹائیڈ نے اس کی پرواہ نہ کی اور ہر گز وہ اس سے عرصے اپنی شادی کا ذکر کرنے لگی۔ تو مصطفیٰ گھر نے خیال میں آوارہ ایک شخص کے ساتھ والے باغ کا مقدمہ خواہاں اور ایک آئی آر میں لکھوا لیا کہ

”ہماری نے اس کے ساتھ کسی پرکاشم میں جیسے سب سے بڑی رقم واپس لی۔ لیکن بعد ازاں جانتے سے انکار کر دیا اور سب اس کے بے وقوفی اور حماقت پر توجہ دلا دی۔ اس کے گھر والوں نے اسے زور کو بھرا دیا اور قتل کی کوشش کی۔ اسے لکھنؤ کے جیل میں لے گئے۔“

چنانچہ ٹائیڈ کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے شہر کو پہنچایا گیا۔ یہاں پر عدالت پر پہنچنے کے بعد وہ جان بچا کر کراچی پہنچی۔ کچھ عرصہ کراچی سے باہر گئے۔ یہاں پر قیام کیا۔ پھر کراچی کی ایک مشہور عوامی طرف کے پرائیویٹ اسے یہ قتل ہو گیا۔ قریب علی وہاں میں ہے اور اس کی بیٹی بھی اس کے ہمراہ ہے جسے وہ مصطفیٰ گھر کی بیٹی قرار دیتی ہے۔ گورنری کے زمانے میں لکھنؤ راجہ اندوہن نے تھے کہ وہ اس کی بیٹی پر غور

ایکے پاپس واپس لے آیا کہ مصطفیٰ گھر کے ایک دوست ایک عرصہ تک ان کے گھر میں رہے۔ ان کی گاڑی آگے تھی اور ایک سو کی گاڑی پیچھے تھی۔ میں نے ایک سو کی گاڑی کو روکا تو انہوں نے عمارت سے کہا ”پچھے ہٹ جاؤ“ ہمیں گھبراتے ہوئے دیکھا۔ جس پر انہیں بلا جوں کے توڑ دھمکائی دیا۔ اور پھر سب تک وہیں ملازم رہا۔ کبھی کسی عمارت کو آگ نہ جلتے سے نہیں روکا۔

اسی زمانے میں گھر نے فلم ساز محمودی بن اور رفاقت ”۱۱“ سے مراد میرا کر لیا۔ ”۱۱“ اس وقت تک ایک فلم میں فلم کر چکی تھی اور بطور رفاقت خاصی تھیں تھیں۔ گھر نے جب اس سے شادی کا مطالبہ کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا کہ وہ شادی کر کے اپنی ماریٹ دلیو خراب نہیں کرنا چاہتی۔ ”۱۱“ فلموں میں زیادہ کامیاب نہ ہو سکی اور اشتہاروں تک محدود رہ گئی۔ اس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ ”تڑپ“ کے ساتھ شہر خانی کی شہینہ محفلوں کی نشست پر تھیں۔

جن دنوں گھر کے ۱۱ کے ساتھ گھر سے مراد تھے اسی زمانے میں بازار حسن کی ایک اور رفاقت شاہد بھی گورنر واپس کی خصوصی محفلوں میں آکر نظر آئی تھی۔ گھر کے احباب جب ان دنوں یہ خیال عام تھا کہ وہ شاہد سے شادی کر لے والے ہیں مگر یہی سچا نہیں تھا۔ ان سے بات نہ کر سکتے۔

اسی زمانے میں مصطفیٰ گھر نے ایک مشہور لکھنؤیہ سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا۔ لکھنؤیہ جو کہ وہاں سے گئے تھے ان کی بیوی نے شادی وہاں کے ہونے کو گھر کی بہت مانتے تھے۔ اس کی بیوی نے شادی کے لئے بہت سی رانی سے بھی رونا دھونا کیا تھا۔ لیکن وہاں سے ان کے ہاتھ نہ اٹھائے گئے۔ وہ اپنی بیٹی کے ہمراہ گورنر ہاؤس آئے۔ یہاں سے ان کا کہنا کہ گورنر ہاؤس میں موقع کی تلاش میں رہے۔ اُنہی سے عدالت میں جمع ہوتے تھے۔ یہاں رانی مصطفیٰ گھر کی سابق محبوبہ رفاقت نہیں کہوں گے۔ اور وہاں کی سب سے بڑی عظیم تھی۔ رانی کو اس نے ”محفل“ کہی۔ پولیس کا چھاپہ لگا۔ بہت دنوں انہیں قتل وغیرہ کا قتل ہو گیا۔ گورنری کے اگلے دن ہی بہت دنوں کے بعد کہ ”مصطفیٰ گھر“ نے اسے بھی اس لئے گرفتار کر لیا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ گھر





کو نہیں لے کر نہیں گزرتا اس کی تردید کے بعد غلیظ کی گھٹاؤں نہ رہی، میں  
چوڑی طرح کا سی قوی لیا جوتی الٹ کر لیں ہے اس کے عالم میں اپنا سامنے لے کر وہ  
گدا۔

اگلی صبح الی نے یہ جہاں ہو کر مجھے فون کیا۔ عدید گم سے جاکر کئی غمی  
کسی کو سمجھ نہ تھا کہ وہ کئی چلی گئی ہے۔ مصطفیٰ اس روز اور چل رہا تھا اس کے والا  
تھا اس کے عود کے لئے اس سے رونا لیا، اس کے سوا وہ کسی نہ لکھو نہ لکھو  
تھی۔ وہ کسی دہلی جس کے ہاتھ پاتے پاتے تیسری سیکشن کی ٹرک اٹھاتی تھی اس کے  
اور انہوں نے معصوم ارادہ کر لیا تھا کہ اپنی بیٹی کی بیاہ کر دے۔ ۱۹۷۱ء میں  
کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں مصطفیٰ سے کہوں کہ وہ عدید کو دھوکے سے لے کر ہاتھ  
باندھ لے۔

مصطفیٰ نے سہ پہر کے وقت فون کیا الی کا مقصد فون تھا یہی "ایسا ہے  
تیرا انہوں نے مصطفیٰ سے گزرا کہ کھا کر کھا کر چلی۔ اس کے بعد ان کی  
وقت کا سماں ہے۔ خانہ کمان صوفی شاہی کا صوفی لکھنؤ۔ اگلی صبح اس کے ساتھ  
کی آفت فون ہوئی۔ مصطفیٰ نے ان کی بہت دعا اس سے کہی کہ اس کے ساتھ  
مہربان نہیں۔ وہ گدا آ رہا ہے، الی کے ان کے بھی ایسے ہوتے ہیں۔

الی نے وہیں آکر اپنے منسوب سے دعا لکھ کر لے کر اپنے گداؤں  
اور گداؤں فون پر پپ لگا دے گا اسے پورا پتہ تھا کہ الی نے ان کے ساتھ  
ان کے ساتھ کسے۔ اس کے فون آتے ہی کہیں اس کا فون کاٹنے سے شرم سے  
تھکتا انھیں سے بات کر لی ہے۔ وہ عدید کی کمالی شرم اٹھاتا ہے۔ اس کے  
ہیں۔ جیسے وقت وہ گدا سے گم کر لیا کہ میں گم کر جاؤں گا اس کے ساتھ  
لڑائی ہوتے ہیں۔ ہم گم کر رہے تھے تو وہاں میں رہے کہ اس کے ساتھ گدا کے ساتھ

"اسٹریڈ اور ساتھ لے جاؤ" ان کے سے وہ ان کے کی طرف تھے۔ ان کے ساتھ  
حرکت پڑی ہے کئی معلوم ہوئی۔ میں نے کہا "اس وقت تمہیں وہاں ایک کے  
آگیا ہے اس کے ساتھ تو چھوٹے ہوا ہے۔ تمہیں وہاں کی پٹیلیاں کہنے کی اہمیت  
کہہ لے گی؟" اس سے پہلے ہوتے ہوئے کہہ اس طرح کی ہٹ کی کہ اس کے ساتھ

وہ اس کا خاکہ لکھ کر لیا ہے اور اس کا فون ایک گم نہیں کہ اس کے ساتھ  
وہ اس کے ساتھ لکھ کر لیا ہے۔ اس کا فون ایک گم نہیں کہ اس کے ساتھ  
پکڑا ہی جائے گا۔ اس کے فون کاٹنے پر وہ رہی نہیں۔ مجھے کہہ کر اس کے ساتھ  
چلا گیا۔

وہ اس کے فون کے ساتھ۔ عدید کا فون نہ آیا تھا۔ اس کے فون کے ساتھ  
ارہتے تھے کہیں اس کے ساتھ۔ اگلی شام وہ اس کے ساتھ چلا گیا۔ وہ اس کے ساتھ  
ہیں باقی تھا۔

اس کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ

مرزا ان وقت پر ہندوؤں سے تھے، مالی طائر اور لکھنؤ کے ساتھ  
میں اپنے ساتھ۔ اس کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ

الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ

الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ  
الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ۔ الی کے ساتھ الی کے ساتھ



























اسے بھاری جاکھ اس کی بالائی پر اسے چلتی رہتی، وہ ایسا ہوا تھا کہ بالائی  
شعر سے محروم تھا۔ اس کی یادداشت تھوڑی سی تھی اور میری معافی کی گئی تھی  
پوچھیں۔ میں نے مسئلے پر واضح کر دیا کہ میں تو نہیں ہوں کہ اس کی یہ اسے  
معاف کر کے اس کے زیادتیوں کو بخلائی کی تو میرے ساتھ رہا دیکھ لی نہیں۔ خود  
بچہ ہو چکے۔

اس واقعے میں عدلیہ نے شعر و مطالب کو اپنی روئے اور مسئلے سے دور رکھا  
فحش ثبوت ہی کیا۔ جب شہادت کے مطالب کو زیادہ دیا تو ان کے لئے کوئی  
سید کرنا شروع کر دیا۔ مسئلے اور عدلیہ کی گفتگو میں کچھ عداوتیں پیدا ہو گئیں۔  
میں نے مطالبہ کر دیا کہ اگر آپ شہادت کا لڑا ہے اس کی کار سے یہ سید ہیں (الاجازہ)  
عدلیہ میں جب مقدمہ کی روئے آئے ہیں تو اس کے لئے اس طرح لڑا ہے اور اس کی  
شہادت کو چھوڑ دیا ہے اس کے لئے مقدمہ کا سید ہے۔ عدلیہ میں اس کے لئے اس کے  
اس کے رخصت کر دیا ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
یادگار آئندہ کی خاطر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
کی خاطر اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے عدالت میں ایسا نہیں آتا۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
عدالتی کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

مطالبہ کے ترقی پسند اور ملوث اتحاد پر کیا تھا۔ اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اجوان اور سلطان کاٹھہ میں کے بلو میں تھے۔ مسئلے کی ان کے لئے شہادت  
ہوئی تھی۔ یا ان میں میں عریب اور خرافات سے محروم طبقے کے افراد اور اس طرح سے  
مقدمہ میں قوراء اور اس کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہ کہیں سے مطالبہ کے لئے لڑا تو اس کے لئے  
مسئلے اس وقت کی، لیکن یہ وہی وہی رہا تھا۔ وہ جواب میں لڑا اور اس کے لئے  
ایک ایسے ایسے میں مشغول تھا کہ اس کے لئے تو قوراء کی شہادت لڑا جاتا تھا۔ اس کے لئے  
لڑا ہے۔ مسئلے کے لئے اس کے لئے مقدمہ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

یہ وہی اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے









اداکارہ و بزمِ موصوف کی تھمکی دور کر کے نکلے بستر و سران و صفا و آرا و مری  
سے بر لقا مقامات چ گزارتی رہی ہے۔

میں نے اپنی چہ پیلے والے ایک و بزم میں طواغیغ کا ذکر اور اسے دلی  
اداکارہ و فیال گوہر سے کوئی اداکاری چھپے نہ تھی اور نہ وقت و دور سے نسبت بر علی  
کی توجہ و شہرت "دلی" چھپے گی، موصوف کے فیال گوہر کی نسبت و شہرت  
نکلا و دلی فیال گوہر بھی آزاد مدت سے نہیں اس نسبت کے لیے سہارا



فیال گوہر

نسبت ہے کہ اس اداکارہ اس ادا کے مقبوضی اور ان سب خدو و خصال شہر سے  
طواغیغ کا ذکر اور اسے دلی چھپے نہ تھی اور نہ وقت و دور سے نسبت بر علی  
کی توجہ و شہرت "دلی" چھپے گی، موصوف کے فیال گوہر کی نسبت و شہرت  
نکلا و دلی فیال گوہر بھی آزاد مدت سے نہیں اس نسبت کے لیے سہارا

اس کے دور گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری  
سے اس کی ادا گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری  
سے اس کی ادا گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری

اس کے دور گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری  
سے اس کی ادا گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری  
سے اس کی ادا گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری

اس کے دور گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری  
سے اس کی ادا گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری  
سے اس کی ادا گوہر و شہرت سے اس کا سبب بھی ہی ادا و کار و مری











اوصاف کے سٹو سے میگزین میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں شادی کے سوال پر بھی شیخ رشید نے کہا کہ میں نہ اس کی تصدیق کروں گا نہ تردید بلکہ کوئی جواب نہیں دوں گا۔

سوال: شیخ صاحب نے شادی کر کے سنت پور دی کر دی "اعلان" بھی نہیں لکھے آخر اب ان کا اور کیا جرم ہے۔

جواب: ان کے جرائم کی فہرست بہت لمبی ہے، میں آپ کو باری باری بیان کرتا ہوں۔

1- ہر پاکستانی اس قانون کا پابند ہے کہ وہ جہاں ملک شادی کرے گا وہاں اس کا گھر بنائے گا۔ اگر یہاں اپنی شادی رجسٹر کرے گا۔ چاہے وہ کسی غیر ملک میں ہو یا وہاں۔ دونوں کو پاکستان اگر شادی رجسٹر کرانی پڑتی ہے۔ لیکن شیخ رشید نے امریکہ میں شادی کر کے اس کی رجسٹریشن پاکستان میں نہیں کرائی، اگر کر دیتی ہے تو ثبوت پیش کریں۔

2- میں نے سنا تھا کہ وہ مری جیلے والی سڑک پر بھارہ کو میں غصہ اور آواز بلند ایک گھر میں آتے جاتے رہے اور یہ ایک اوپن سیکرٹ تھا۔ میں انہیں تلاش کرنے کے لئے بھارہ کو چلا گیا جہاں وہ اپنی سرکاری گاڑی میں بیٹھے تھے۔ انہیں تلاش کرنے کا میں نے آسان طریقہ ڈھونڈا اور قوالے پتھر وہاں سے میں نے پوچھا کہ یہاں کسی گھر میں شیخ رشید کا آگاہ ہے۔ انہوں نے تصدیق کی اور تھلے کا ایک سپاہی مجھے اس گھر تک لے گیا، یہ اپنی فاقہ شناس کا گھر تھا جن سے شیخ رشید نے شادی کی تھی۔ اسے کسمپوش شیخ رشید کے ساتھ ان کے دو بچوں کی تصویریں ہیں۔ شہناز سہیل کا تھوڑی سی کارڈ اس بات کی گواہی ہے کہ اس پر اسی گھر کا ایڈریس لکھا ہوا ہے۔ ایک تصویر میں شہناز صاحبہ جن دو بچوں کے ساتھ کھڑی ہیں۔ شیخ رشید کی بھی انہی دونوں بچوں کے ساتھ تصویریں ہیں جو شہناز کے پہلے نمبر سے ہیں۔ شیخ رشید بہت چالاک سیاست دان ہیں۔ انہوں نے اپنے بارہ سال سو بیٹے اپنے اہل خانہ سے بہت دوستی کر رکھی ہے۔ یہ انہوں نے علی والد جنہوں

شیخ رشیدی سے واقعات







علی قریب انہوں نے 7-7-74ء میں پڑھتا ہے جبکہ شہناز کی بیٹی سونیا  
علی کی بہن سول ملان ہے اور وہ معوقہ عرب میں اولیوں کی طالب ہے۔

4۔ بدست شریف سے کہ جو شادی نہیں کرتا اور اس کا تارک ہے وہ ہم میں  
سے کسی انتہاء نے کیا ہے کہ جو شخص وہی اپنے پائے کی استقامت  
کھتا ہو اور تارک بھی نہ ہو تو اس کا شادی نہ کرنا ناجائز ہے۔ تارک سنت

سلی حلال ہے لیکن اگر تارک اور بھی نہیں پڑھی ہو سکتی۔ اگر شیخ صاحب نے شادی  
نہیں کی تو بیعت نہیں کی کہ کیوں نہیں کی اور سنت رسول مقبول ﷺ کے  
سے بھلا نہیں کہ اگر کی ہے تو پھیلتے کیوں ہیں۔ یہ بھی نکاح کی شرط  
اس سے کہ اس کا بیان کیا جائے۔

سوال: آپ کی مجلس میں؟

جواب: آپ کے خیال میں یہ کوئی جرم ہی نہیں۔ میرے پاس اس کی  
اور بھی بہ الامالیوں کے ثبوت موجود ہیں۔ ایک کیسٹ بھی ریکارڈ ہے۔ بیچر پارٹی کے  
منیر احمد خان سے تو صرف ریفرنس دائر کیا میں تو ان کے خلاف باقاعدہ کیس درج

کراؤں گلد میں ثبوت کے بغیر کوئی بات نہیں کرتا۔ شیخ رشید نے شادی کی کمراسے پھیلایا، میں خود بھی ان کی بیوی شہناز سے مل چکا ہوں۔

پھر شیخ رشید نے ایک اور غیر قانونی کام کیا ہے کہ ایکشن کرتے ہوئے انہوں نے صرف اپنے اہل خانہ کے لیے خود کو کٹاوارہ ظاہر کیا اور بیوی کے اچھوٹے والا خانہ خالی چھوڑ دیا۔ جبکہ انہیں وہ خانہ بھی ہے کہ چاہتے تھا اور اپنی بیوی کے اچھوٹے بچے ان کا کمر اور بینک بینکس بھی شکر کرنا چاہتے تھا۔

**شیدائندہ والے سنے ڈیزائن کا وزیر ثقافت**

شیخ صاحب اپنے مخصوص مسائل کے ذکر میں ایسے ہنسی سے اترے کہ وہ ہائیکل بیکسن اور میڈوٹا جیسے فلمی دنیا کے کارکنوں کے لئے ویڈیو ڈان فوٹس دیا کرتے تھے۔ یہ بھی ایک وجہ سے ان کا ذاتی مسئلہ تھا لیکن انہیں اسے غصہ سے لیا کہ قرمانے لگے کہ ہم مولویوں سے نہیں ڈرتے۔ وہ حضور آسمی کے ساتھ جانا ہے انہوں نے تو ہوائی جہاز کی بھی مخالفت کی تھی اور لاکھ پلیمز کی بھی، اس نے اپنے لوگوں کی مخالفت کی پروا نہیں۔ یہ شکر بچاتے رہیں ہم اپنے معزز صحابوں کو شکر بکھائیں گے۔

شیخ رشید طالب علم رہنا شروع ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کے لئے سیاست بہت پختہ تھی۔ ملک غلام مصطفیٰ کھرے آغا شورش کا شیعہ ہی جیسے وقت سے انہوں نے سیاست ان کی دست گیری کرتے بلکہ بہت سے بڑے گمراہ بھی ان کے علم چلے ان سے حسن سلوک کرتے۔ ان کی دل روٹی کھڑے اور ضروریات زندگی پر حتیٰ کہ مقدمہ کے لئے منازت، وکیل اور باقی ضروریات کا بھی اہتمام آتے لیکن ان کا یہ کام یہ ہوا کہ شیخ صاحب ہمدانی سیاست سے ملک کی سیاست میں آئے۔ اور مختلف اہم وزارتوں پر بھی فائز رہے۔

**شیخ رشید کے بغیر**

پاکستانی فلموں کی ممتاز اور کاروبار مہیا جو ان دنوں لندن کے دورے پر ہیں نے

ایک معروف انگریزی جریڈ سے کہہ کر شروع دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ یہاں تفریح کی غرض سے آئی ہیں لیکن انہیں وہ لطف نہیں ملتا جو وہ چاہتی ہیں۔ رعائے کما کر جس طرح تفریح کے بغیر موسیقی ہے معنی ہوتی ہے اس طرح شیخ رشید کے بغیر ان کی تفریح بھی پھیلی پھیلی اور نامکمل ہے اگر وہ میرے ہمراہ ہوتے تو میں اس قدر اداس نہ ہوتی اور میری تفریح کا لطف دو چار ہو جاتا۔ اسی روز ایک دوسرے اخبار نے خبر دی کہ مسلم لیگ ان کے رکن قومی اسمبلی شیخ رشید بھی علی رات لندن پہنچ گئے وہ چند دن قیام کے بعد وطن واپس آجائیں گے۔

اردو نامہ خبریں، جنگ (21 اور 22 اگست 1994ء)

**وزیر ثقافت چاہتے کیا ہیں؟**

معروف کالم نگار جناب خورشید احمد گیلانی لکھتے ہیں

"ٹینڈی لڑکا کے باوجود مسجد جانے کا قصہ ختم نہیں ہوا کہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کے وزیر ثقافت شیخ رشید نے مغرب کے معروف پاپ سٹار میکس جیکسن اور میلڈنہ پالستان آنے کی دعوت کا حشوہنا دیا 'ساتھ ہی ارشاد ہوا' 'ہم دنیا پر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم 'تینیا پرست' نہیں ہیں۔' نہ جانے 'تینیا پرست' کا لفظ کوئی لکھا کھینچ گلی ہے جس سے وزیر اعظم سے لے کر ہر وزیر تک اپنا دامن بچاتے نظر آتے ہیں۔ یہ داری کی وسعت پرستی ہے کہ ہمارے ہاں خاص طور پر حکمرانوں میں ایسی ہی کڑی کا لہجہ اختیار مغرب کی پسند اور ناپسند ہے۔ ایک زمانے میں مغرب نے مسلمانوں اور اسلام پسند عقیدوں کے لئے 'دراہم بازو' کی اصطلاح استعمال کی تو یہ سمجھنے کے لئے لکھنا کہ ان کے اگلے پڑ گئے 'اور وہ وضاحتیں کرتے پھر کہ ہم 'دراہم بازو' نہیں بلکہ قرآن مجید نے 'صحاب المہم' (دراہم بازو) والے کی اصطلاح والی ایمان اور اہل سنت کے لئے استعمال کی ہے۔ آخر اس سے انکار کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو کہ مغرب نے اسے پسند کیا تو گویا ہمارا فرض بن گیا کہ ہم اس سے انکار برائے کریں ورنہ ہمارا تشخص اور وقار خطرے میں پڑ جائے گا۔ مغرب سے غلطی و اعتقادی اور تمدنی و معاشرتی سرحدیں کسی نہ کسی سطح پر اس





سیدہ امینہ کی تصویر

وقت تو قتل فلم تھی اگرچہ مستحسن نہیں تھی اب اخرج ہمارے انت خود ہمارے  
مہوں پر مسلط نگاری گروہوں پر ہمارے اور میان موجود اور نگاری سے ہی  
اقتصادی شہ رگ کے قریب تھا ان نگاری سے جو رنگ دکھاتے تھے کہ جیسے جیسے

مفسر اور عظیم قرآن و حدیث کی تفسیر و شرح لکھتے تھے اور ان کے بچے  
اشارہ اور بے طرفہ کے مطابق کرتے نظر آتے تھے۔ مگر اب ہم سہی ۱۹ اگست کو  
یہ ہم استقلال و آزادی منانے والی حکومتیں اور اس کے دلدار اپنے لب و لہجے سے یہ  
کیوں تیار دیتے ہیں کہ ہم اب بھی آزاد نہیں یہ جیٹیں آزاد ہی تو عام آجی ہی کی  
تسلیمیں کے لئے ہوتا ہے۔

اس ضمن میں دوسری بات یہ کہ لیڈی ڈیانا کے ساتھ مہوں کا معاملہ  
پیدائش لڑکیوں کا رقص، مائیکس اور میڈیا کا دورہ پاکستان ہمارے ملک کی ترقی  
اسلام، روشن خیالی اور خوشگوار تبدیلی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا یہ محض شوریدہ سر  
اور آزاد مزاج قلم حکومت کیسے ہونے کو اب ڈاؤن اور بے لگام نو دوشیوں کی  
تسلیمیں قلب اور نیابت طبع کا سامان ہے۔ ملک کے گناہوں کا شہدوں کے لئے اس  
وقت مسئلہ پاپ سٹیکس، انقلابی طاقتوں کا تہول دفن موسیقی کا فروغ، فلمی صنعت کی  
آتی و انتقام نہیں بلکہ معاشی افسانہ، امن و امان کا قیام، روزگاری فراہمی، جلد اور  
سٹا افسانہ اور اس طرح کے دوسرے معاملات ہیں۔ بی۔ بی۔ این، بی۔ این، ایم  
کہ این، این بیٹے کو قیضیں باحار پاتے۔ یہ اب مائیکس اور میڈیا اس کی کر  
کاروں کا ہے۔

ہمارے ثقافت وادارہم ثقافت و ثقافت نے ہائیں۔ خدا اپنے میرے ملک پر  
کی آویز کا سایہ سے کہ تمام کا مقدر ان کے ہاتھ میں ہے۔ جن کا اپنا ہاتھ نہ ہاگ  
سے اور ان کا پیو ہیں۔

قیودت وہ کہ سب سے پہلے اس کی پورے آداب اطاعت بھی نہیں آتے  
پیسے کے لئے وہ کہان ہیں جن سے پہلے ان کی عدالتوں سے ہونے لگی ہیں تمام گھر  
ان کے ان سے اور اسے نکام ہیں۔ کچھ کچھ کر رہا ہوتے ہیں جنہیں بولنے کا طریقہ  
ان کے پاس وہ جانتے ہیں جسیں پہلے ہی سے فرصت نہیں۔ بڑے دہینے ہوئے ہیں  
وہ صرف بڑھا سکتے ہیں۔ قوم ان کی شکلیں دیکھنے پر مجبور ہے۔ ان کی تلاش خرواش  
ابھی لاتی ہے اسلام پر لب وہ کہتے ہیں جن کی اپنی عالمیں مکلی ہیں۔ پاکستان کی  
کہ مٹتی رہ کر رہے ہیں وہ صرف میں لاتی کرنا جانتے ہیں۔ لڑائی کی کافی انہیں ملتا ہے۔

ہے جسوں نے اہل وطن کا حق مار رکھا ہے۔ قانون سازی وہ کر رہے ہیں جن کا مروجہ قانون معنی ہے۔

اس بات کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ تقصیر جس خاک و نون اور آہن و آتش کے  
سمندر سے گزر رہا ہے۔ بہتر نہیں کہ حکومت اپنی ساری توجہ اس مسئلے پر مرکوز  
کر کے پچاس سال سے معلق قضیے کا دائمی اور مصفاہ حل تلاش کرے۔ مسئلوں کا  
قتل عام، مہم بنوں کی شہادت ایوانوں کا تو۔ نتیجوں کی نیکی اور اور حشر سلفوں کا  
کا اور ایسا کسی محمد بن قاسم کو بلا رہا ہے یا نہیں لیکن کی وہ کس دہشتہ اور یہ شخصیت  
ایسے لوگ اس ملک میں زیادہ نہیں آئے ہیں ملک کے دار و دربار و اہلکارات ہے  
کہ چنگی بھر ملک زیادہ پڑ جائے تو سارا آنا گزرا کرتا ہے۔ یہ تو اس کی وجہ اور  
اثر زیادہ رکھتے ہیں اس لئے چمک چمک کر بولتے ہیں اور یہ ملک میں آئے اور وہ  
دعائوں کا نتیجہ ہے۔ ہمارے بڑوں نے اپنے اور اپنی اہل و عیال کے لئے یہ ملک اور وہ  
تھی، تم شاہجہان کی زمین، اتر سے بہتر کی اعلیٰ زمین، ظہر ہو، اس کے لئے اس کے  
جسور کی اتحاد کی حکومت واضح تو اسے کہ اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے  
الغبت و اولاد کے لئے یہ ملک اور وہ اس کے اس کے اس کے اس کے اس کے

(الفصل الثاني من كتاب في اللغة)

شیخ رشید وفاقی وزیر ثقافت

وہابی فرقہ نے حضرت شیخ رشید احمد سے قلمی مسابقت کے لیے چیلنج کیا۔  
 فنکاروں پر بھارتی قلموں میں اور ان کی وفقیہ کا جواب دینا تھا۔  
 سوالات کے دوران ایک سوال سے جواب میں وہابی فرقہ نے کہا کہ  
 پاکستانی فنکاروں کو قبیل امرا میں بھارتی قلموں میں اور ان کی وفقیہ سے ملے  
 کوئی اقدامات نہیں کئے گئے۔

(روزنامہ "پوائنٹ" کے وقتے 16 مارچ 1978ء)

شیخ رشید اور شہناز بیگم

علاقہ و قریہ اور مسلم لیگ ان کے نائب صدر شیخ رشید احمد فی الحقیقہ شمار شیخ

نے اپنے شاہم شیعہ رشید کے الزامات کی بوجھا کرتے ہوئے انہیں جیسا فرمایا  
 شیعہ اور عیسائی قرار دیتے ہوئے جیٹ ایکریٹو جنرل کی وجہ شرف اور ملک میں اسلامی  
 حق کی منہ پر دار تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ انصاف والیں۔ شہناز شیعہ جیٹ کے  
 رازدار لینڈ کی میں پاکستان عوامی تحریک کے دفتر میں تحریک کے پیرو میں پانچویں وارڈ  
 شاہم اقتدار کی سے ہمراہ ایک پانچویں پانچوں سے خطاب کر رہی تھیں۔ پانچویں  
 شاہم اقتدار کی سے اس موقع پر صحافیوں سے شہناز شیعہ کا تعارف کرتے ہوئے بتایا کہ  
 عوامی تحریک کا عوامی راز دار کی میں اس میں شیعہ شہناز شیعہ کی مدد کرتے گا اور  
 شیعہ رشید کے خلاف مقدمہ دینا کرانے کے علاوہ ملتان کو جہ قانونی و اخلاقی تحفظ  
 فراہم کیا جائے گا۔ انشا اللہ شاہم اقتدار کی نے شیعہ رشید احمد کی شہناز شیعہ سے ملای لاہور

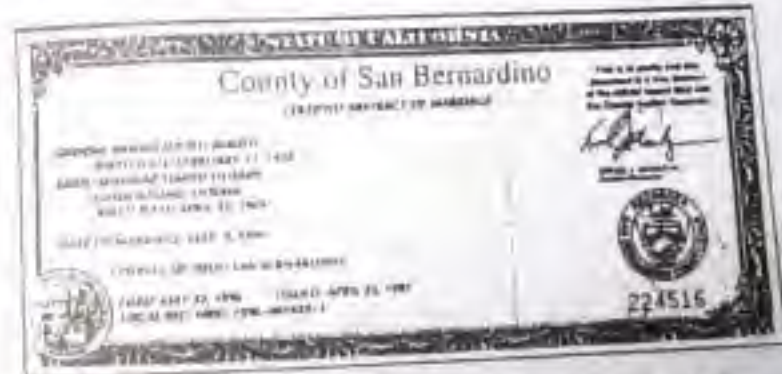








خاموش ہیں مگر میں انہیں کیفر کروا دے گا۔  
 شہناز بیگم نے کہا ہے کہ اگر میں شیخ رشید کی بیوی نہیں ہوں تو وہ میرے  
 گھر کیوں آتا رہا اور کیوں میرے ساتھ تعلقات رکھے کیا یہ تعلقات حدود آرہائش  
 کی زد میں نہیں آتے۔ انہوں نے کہا کہ میں شیخ رشید کے جسم پر شکایت کی تفصیل  
 بتا سکتی ہوں اور یہ تفصیل ایک بیوی کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ شیخ  
 رشید نے شادی سے قبل اپنے بھائی اور بہن سے اجازت لی یہ سب لوگ قرآن پر  
 حلف دے کر کہیں کہ میں شیخ رشید کی بیوی نہیں ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ امریکی  
 حکومت کی طرف سے میرے سرٹیفکیٹ "اسلامک سٹریٹجی" کیلئے دیا گیا ہے اور  
 سرٹیفکیٹ اور اس کی تصدیق کے علاوہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ  
 کے جس ہوٹل میں ولیمہ ہوا اس کا ٹائف بھی اس کا گواہ ہے۔ شیخ رشید میرے ہونے  
 سبب کراتے رہے انہوں نے مجھے شہزاد شریف سے بھی "الو" کی کوشش کی اور  
 نفسیاتی مریض ہیں اور اعصابی قوت کی دوائیں اور انجکشن استعمال کرتے ہیں۔  
 انہوں نے بتایا کہ شیخ رشید کہا کرتے تھے کہ دوران تعلیم کالج کے لڑکے شیخ  
 رشید سے زیادتی کرتے رہے۔ جس کا انتقام وہ اب ان کی بیویوں سے  
 زیادتی کر کے لے رہا ہے جس پر وہ اسے سمجھاتی تو وہ رو رہا شروع کر دیتا۔ انہوں  
 نے کہا کہ سابق وفاقی وزیر جعفر جعفری نے بات بات پر قسمیں کھائیں کہ وہ اس سے



ایلیٹوریا امریکہ میں کاؤنٹی آف سین برنارڈ میں درج شادی کا سرٹیفکیٹ

مجھے اللہ تعالیٰ نے اس مجلس کو بے غائب کرنے کے لئے منتخب کر لیا ہے۔  
 (76 دسمبر 1999ء)

شہناز بیگم اور دیگر "مناشرہ" خواتین کا مظاہرہ

3 سابق وزراء کے خلاف گزشتہ روز خواتین نے مظاہرہ کیا اس مظاہرے

شیخ رشید کا  
 Shachla Rashed Ahmed  
 AGASSI NATIONAL ASSAMBLEY  
 NEW DELHI, INDIA  
 11-11-1998



صاحبین

آج عید شریف مننے کی تو اجازت  
 نہیں لیکن آج ہر عید مبارک کہنے  
 کا موقع ہے

آج ذرا جبر کر رہا ہوں کہ دن  
 نکلو گئے ہیں

درمیان  
 بسحو

ایلیٹوریا میں سے شہناز کے نام شیخ رشید کا







آباد میں رہتی ہوں مگر اعظم خان ہوتی اس قدر ہلاکت ہے کہ اس نے میرا مقدمہ مردان کی عدالت سے لاہور اور اسلام آباد کی عدالت میں منتقل نہیں ہونے دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انصاف کے لئے معزول وزیر اعظم نواز شریف اور یکم کثوم نواز کو بھی معذور خطوط لکھے مگر مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ زبیا خان نے کہا کہ فوجی حکومت آنے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے اور اب بھی اگر ہمیں انصاف نہ ملے تو پھر بڑی زیادتی ہوگی۔ میرے پاس اعظم ہوتی کے حوالے سے بہتی دستاویزات ہیں وہ میں نے عدالت میں پیش کر دی ہیں۔

اہل اقتدار کی ہوس کا نشانہ بننے والی مظلوم خواتین نے شہناز رشید کی زیر قیادت ایک انجمن بنائی۔ دفتر کے طور پر اہلوار ٹرسٹ کے ایڈریس استعمال ہوا۔ سابق وفاقی وزیر شیخ رشید احمد کی بیوی کے طور پر میمنہ ہوس کا نشانہ بننے والی شہناز شیخ لیاقت باغ راولپنڈی میں احتجاج کرنے پہنچیں تو وہاں سابق وفاقی وزیر چوہدری ثناء علی خان کی میمنہ ہوس کا نشانہ بننے والی سائرہ خان سابق وفاقی وزیر اعظم خان ہوتی کی میمنہ ہوس کا نشانہ بننے والی زبیا خان سابق مرحوم وزیر اعلیٰ میرا فضل خان کی میمنہ ہوس کا نشانہ بننے والی نسیم خان بھی پہنچ گئیں جبکہ صوبہ سرحد کے ایک سیکریٹری میمنہ ہوس کا نشانہ بننے والی خاتون سمیٹی چوک میں احتجاجی قلم بولنے پہنچیں۔ احتجاجی واک کے بعد جب یہ خواتین اہلوار ٹرسٹ کے لابی واقعی ریلوے اسٹیشن پہنچیں تو ان میں سے ایک نے بتایا کہ کئی دیگر خواتین بھی ہم سے رابطہ کر رہی ہیں جن کا کہنا ہے کہ کئی وفاقی اور صوبائی وزراء، صوبائی اور وفاقی دور رسوں کے اعلیٰ عہدیداران ان کے ساتھ خفیہ ٹھکان کر کے یا بغیر ٹھکان کے کھیل رہے۔ ان خواتین نے ایک انجمن بنانے کا فیصلہ کیا جس کا پمنا بیلہ اعلان جلد ہی کیا جائے گا۔ اس انجمن نے مزید خواتین کو اہلوار ٹرسٹ کے دفتر میں رابطہ کر کے ان کے راسپونڈنٹ افراد کے چروں سے نقاب اتارنے کی درخواست کی ہے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کی بعض خواتین تنظیموں نے آئندہ ان مظلوم خواتین کے پروگراموں میں شرکت کا یقین دلایا ہے۔ اس طرح پاکستان میں خفیہ ٹھکان ہاؤس یا بغیر ٹھکان کے باشندوں کے طور پر رکھی جانے والی خواتین کی طرف سے میمنہ شوہروں اور عاشقوں

کے خلاف یہ پمنا بیلہ سکینڈل ہوگا۔ شہناز شیخ نے دعویٰ کیا ہے کہ میں جلد ہی پشاور میں سابق وزیر اعلیٰ سرحد اور مسلم لیگ سرحد کے صدر سید شاہ کے گھرانے کی از کو بے تحاشہ کرکٹ کی کہ کسی طرح اس نے معصوم لڑکی کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا شہناز شیخ نے کہا کہ پشاور میں اس کے ہمراہ چوہدری ثناء اور اعظم ہوتی کے قلم بولے ہوئے والی سالکی اور زبیا خان بھی ہوں گی شہناز شیخ کے مطابق مظلوم خواتین اور خاتمہ اور تحسہ ایکشن کمیٹی کے عہدے داروں کا جلد اعلان کر دیا جائے گا۔

(روزنامہ خبریں لاہور، دن لاہور 14، 13 دسمبر 1999ء)

فکشن مسلم لیگ کے سربراہ آفہ بکاڑا نے گزشتہ روز راولپنڈی میں وفاقی وزیر اعلیٰ سمیت دیگران کے مظاہرے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "خواتین کا مظاہرہ کرنا قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ کچھ سیاستدانوں کو خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ان کے خلاف ابھی تب ان کے "خواب گزشتہ" کے مزکوں پر نہیں آئے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 16 دسمبر 1999ء)

معروف کالم نگار جناب راجہ انور اپنے کالم بازگشت میں "مینڈاٹلی" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"میں شیخ احمد یوسف ایسی وزارت پر بوجھ بنے تو میں نے ایک کالم لکھا تھا کہ وہ تو اس وقت میں داخل ہو چکے ہیں، یہاں پرانے دوست ایک دو عرصے سے جس کی تعلیم ان کے شاہی بیاد اور پوتوں، نواموں کی تعداد پوچھا کرتے ہیں۔ اس سے بیکار کار خود کو اب تک گھڑوں کی صف میں شامل کر رہا ہے۔ یہ ملک وہ ہے پورا کرنے کے بجائے اپنے "والدین" کی تعداد میں اضافہ کرتا ہے۔"

1983ء میں شیخ صاحب پہلی بار پی ڈی میسر بنے۔ اس خوشی میں انہوں نے کمال فخر اپنے آپ کو "فرزند بھارت بازار" کا عنوان دیا۔ دو سال بعد وہ ایم۔ این۔ اے بنے انہوں نے پورے راولپنڈی کے حسب نسب پر حملہ کر دیا۔



اور جہاں سارے شہر کے "قرزند" بن گئے۔

1994ء میں ان کی گرفتاری بل من مزید کی ایک نئی اشتہار کا باعث بنی۔ اس بار انہوں نے پورے پاکستان کی قرزند کی دعوت دی۔ ان کوئی ان سے پہلے کہ پاکستان میں بھی لوگ پابند رسوم و رواج ہیں۔ ان میں یہ دعوت کوئی معاشرے اور سمگلر قسم کے لوگ بھی پاسے جاتے ہیں۔ ان سب کو والد کا روپ دینا شاید سچ صاحب کے لئے مناسب نہ ہو۔

دوسری جانب ایسے لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے ان کو اپنی قرزند کی لینا اپنی توہین سمجھتے ہوں گے۔ لیکن یہ بات اب تک ان کی نگاہ میں نہیں آتی کہ ایک بیٹے کے لئے اپنے باپ کا دینا ہوتا ہی دنیا کا سب سے بڑا اجر ہوتا ہے۔ اگر وہ سارے پاکستان کو زحمت دینے کے بجائے صرف چار پنج افراد کو ہی روک کر خوش کر لیں تو یہی ان کے لئے کافی ہوگی۔ اب بلند وہ پاکستان کا "قرزند" کہلائے پر بلند ہیں تو ان پر یہ امر ادا کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے بہن بھائیوں کو "قرزند" کہلاتے نہ چھوڑیں۔ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ وہ فوراً شادی کا منصوبہ رکھیں تاکہ بچہ پاکستان کو اپنے گھر میں دوچار وارث سمیٹے ہوئے نظر آسکے۔ وہ اقتدار کے گھوڑے پر سوار تھے۔ چنانچہ انہوں نے میرے ساتھ دارالافتاء کو دور کیا۔ اگلے سمجھا اور آج یہ حالت ہے کہ عامر طاہر نقادوں اور اہل علم کے ان سے احوال ملتے اپنے ساتھ ساتھ مولوں پر جیسے چلتے ہیں۔

روزانہ کمریک جرنل کی مشہور "انشاء خاتون" صفحہ 10 پر ان کے تقریر سے بندھن کی نقلی کتے ہوئے 1992ء میں "کلاس اور پٹی" کا نظریہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ شادی جیسا روگ پالتے کے بجائے مرہ اور عورت کے مٹان کا کاروبار ہے۔ شادی قائم ہونا چاہئے۔ یعنی جس کو چاہیں وہاں گئی۔ ان کے نزدیک پاکستان اٹھایا اور اپنی تعلقی بھالی۔ اوپر اپنے پار شیخ رشید کے شادی کے مقابلے میں "بھینس اور تازہ دودھ" کا نظریہ پیش کیا۔ جو کوئی ان سے شادی کے بارے میں پوچھتا وہ اپنے مخصوص انداز میں ہلٹے ہوئے اپنے شانے ایک جانب تیز سے کرتے اور مسکرا کر کہتے۔ "جس شخص کو ہر صبح پینے کے لئے تازہ دودھ ملے اسے اپنے گھونٹنے پر

بھینس پاندھنے کی کیا ضرورت ہے" یعنی اپنے گھر میں بھینس پالنے اور اس کے پھارے پانی کا شام کھانے کے بجائے "آٹھ گوانڈ" میں چھلکیں موقع کے انکوار اٹھاؤ اور تازہ دودھ لیا جاوے۔

جہاں اور عورت کے مٹان چار اور روایات کے مطابق تسلیم شدہ بھی تعلق اس کا کثرت کا سب سے زیادہ حسین رشتہ ہے۔ خدا کی اس سب سے بڑی نعمت کو "بھینس اور تازہ دودھ" ایسے تعلق میں بدلنا۔ انہوں نے نعمت کے متعارف ہے۔ شادی صرف عار دودھ پینے کا نام نہیں بلکہ ایک سماجی معاملہ ہے۔ یعنی ان والی تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچہ کی ذمہ داری قبول کرنے اور انہیں اپنا نام دینے کا نام ہے۔ اس سماجی بندھن کے سلسلے سماج میں نظم قائم ہے۔ اگر اس اجتماعی دھم رشتے کو "بھینس اور تازہ دودھ" والے تعلق میں تبدیل کر دیا جائے تو پھر سماج میں کوئی رشتہ باقی نہیں رہے گا۔ دوسرے لفظوں میں شیخ صاحب اگر کسی کو بیٹا بنی سمجھ کر اس کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا چاہے تو پھر پورے پاکستان کے قرزند کس خوشی میں بن گئے ہیں۔

نور شریف سے ملنے دو حکومت میں نہ نئی شیخ کی وزارت اطلاعات و ثقافت کے انہوں نے فوراً ایک نیا سماج پاندھ دیا۔ موصوف کا نام رکھا اور میرا ان کے ساتھ یہ ہلٹے لگے سلیکشن چھپا تو رعائے فوراً انہیں اپنے باپ کی مانند سمجھنے لگے۔ "بھینس اور تازہ دودھ" والے رشتے میں مٹی ڈال دی۔ اوپر شیخ نے ان سے کہا کہ ان کے رشتہ کوئی رشتہ تو بنو۔ ان تعلق سے وہ اسی زمانے میں رہا۔ ان کے رشتہ کے سلسلے ان کے خلاف شائع ہونے والے سلیکشن کا دارچین تھا۔ ان کے لئے "الہامات" نے میری شہرت خراب کرنے کی جتنی مٹی لگا مٹی لگا کر انہیں اس سے بے شمار انہوں نے اب حالت یہ ہے کہ عورتیں دوسرے دھرم کے سے مٹان لیا جاتی پھرتی ہیں۔

یہ وہ ان کے قریب سے قریب سے قریب والی عورتوں کے لئے "سب توں سوہنا" وہی ہو گا۔ ان کے قریب سے قریب سے قریب والی عورتوں کے لئے "سب توں سوہنا" آج کل شیخ کی ان شرائط پر پورا نہیں آتے۔ لہذا اب بڑا اخباری پہلی کے پورے



اب انہیں شاید کسی نئی عورت کا فون آتا ہو۔ آج کے حالات میں جب کوئی ان کے قریب سے گزرنے کو بھی تیار نہیں 'اگر کوئی عورت شہر کے وسط میں کھڑی ہو کر ان سے اپنے تعلق کا اظہار کر رہی ہے تو یقیناً وہ کچھ ہی بول رہی ہوگی۔

فائنل شیخ صاحب میں اتنی عرواۃ صلاحیت اور جذبہ ہوتا کہ وہ اس خاتون کے سر پر چادر ڈال کر اسے گھر کی چار دیواری میں لے جاتے۔ لیکن اس بات کا کیا ملان کہ ہو محض اپنا گھر نہیں بیا سکتا 'اس کے ذہن میں پوری قوم کی قیادت کرنے کی خواہش چٹکیاں لیتی ہے۔ ان جیسے "قائدین" کو قوم کے شالوں پر اڑنے کا اصل سہرا بننا فیض الحق کے سر جاتا ہے۔ انہوں نے سیاسی عمل اور سیاسی قیادت کو حشر و مرجع کر کے ملک کی ذی ذمہ داریوں کے ذمے کر دیا اور شیخ رشید کی طرح کی بہت سی کھسیاں آگ پائیں 'جو آج خون آشام پودوں کی طرح قریب تمام طاقتور ہوس کر رہی ہیں۔ بلدیاتی ذہن اور بلدیاتی سطح کے یہ لوگ وزیر اور وزیراعظم سمیت سارا سال تک ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ٹھہرتے۔ وہ پیلیوں اور گدھوں کی مانند قومی سیاست و معیشت اور حکم و اقتدار کی فحش کو ٹوچ کر اٹھاتے۔ آہستہ آہستہ وہ مملکتی اور قومی ادارہ چاٹ گئے۔ اس دو ٹوہری ملک کے فی اصل روح کی شہرست کے غلوے میں بند تھی۔

12 اکتوبر 99ء کی رات ہونٹوں پر طوطا "اچھلی قائدین" بانیہ قول اب ہل میں بھس کا ذخیر بن گیا۔ اور اب یوں لگتا ہے جیسے یہ مارا مارا گیا ہے۔ اچھی کسی نے دیکھا ہی نہ تھا۔ جیسے یہ لوگ کبھی تھے ہی نہیں۔ جیسے وہ وہاں نہ تھے۔

شیخ رشید احمد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ موصوف اپنے آپ کو خود ہی مختلف خطبات سے نوازنے کے ماہر ہیں۔ خیال اور میں انہوں نے "خطبات کا جرنیل" کہلوانے کی بھی کوشش کی۔ خواہش وہی پرانی کہ کسی طور، جرنیل شاہی سے رشتہ جڑا رہے۔ بعینہ "فرزادہ" نام کے سارے خطبات بھی انہوں نے یہ کس نہیں اپنے گلے میں خود ڈالنے کا لٹ اٹھایا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں، جھوٹے ساتھ امریکن سٹار تھانے میں اپنے "مارکے" کا ذکر کرتے ہوئے 'بھٹو کے مرنے سے اپنے آپ کو "قومی بد معاش" کی گلی داؤائی۔ اس خود ساختہ گلی کے ساتھ انہوں نے لفظ "قومی" کا

اضافہ فرمایا۔ مقصد یہ کہ بھٹو انہیں قومی سطح پر اپنا مخالف تسلیم کرتے تھے۔ یہاں اس بات کا ذکر سنبھ جاتا ہو گا کہ اس زمانے میں موصوف کو اپنے سائیکل پر بھلا بھڑا بازار میں گھوما کرتے تھے۔ بھٹو انہیں دیکھتے تھے 'انہوں نے امریکن سفارت خانے کی کسی تقریب میں ان سے کوئی بات ہی کی ہوگی۔ اس داستان میں کچھ صرف اتنا ہے کہ انہوں نے دوڑ کر بھٹو کے ساتھ اپنی فونو اتروائی تھی۔ اب وہ اسی فونو کے حوالے سے داستانیں تراشتے ہیں۔

اگر کسی نے پاکستان میں دو نمبر سیاست دانوں کے عروج و زوال پر دلچسپی کی تو شیخ بی کی داستان حیات اس دلچسپی کا بنیادی کتبہ قرار پائے گی۔ موصوف کے سر پر ہل اپنے ہیں 'ان کی قہر و بازی اور مکمل ہے۔ ان کے پاس شاید ہی کوئی عقلی و گہری موجود ہو 'لیکن وہ سرسید کہلوانے پر مصر ہیں۔ سرسید احمد خان جیسے محسن قوم کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہوگی کہ شیخ رشید جیسا مرکز چھاپ اپنے آپ کو سرسید سمجھتے لگے۔

جس شخص نے اپنی ساری زندگی دوسروں کی کھل میں گزاری ہو 'اس میں اپنی شادی اور اپنا نکاح کرانے کی جرات بھلا کہاں سے آتی؟ مصطفیٰ کھرہ تمیز درانی نے "میتھ اسلام" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ آج اس بات کا قومی اہلکار ہے کہ "فرزادہ پاکستان" کی "قصص و بلاغت" پر "میتھ اعلیٰ" کے نام سے جلد ہی اولی کتاب آجائے گی۔

(روزنامہ خبریں 12 جنوری 2000ء)













ساتھ گھر سے بھاگ نکلی۔ بعد میں دہلی نے ایم کیو ایم کے ہائی گروپ سے رابطہ کر لیا تو نہ جانے کن لوگوں نے مجھے انعام کر کے اس گھر سے محبوس کر دیا اور میری آزاد ریاضی کرتے ہیں۔ اب میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔ رضا کا کہنا ہے کہ انعام کرنے والوں نے راجا کو بھی دبا کر دیا ہو گا۔ اگر وہ آزاد نہیں ہوئی تو مرگئی ہوگی کیونکہ وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ رضا کا کہنا ہے کہ شاہن اکٹر خاموش رہتی تھی۔ اس کے بارے میں مجھے راجا صاحب نے بتایا کہ وہ اپنے بارے میں کسی کو کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی اچانک مدد سے کے باعث دماغی توازن کو بھیٹی ہے۔

ایم کیو ایم کے قائدین کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ چند غیر معروف لڑکیوں کے اچانک مشہور ہونے کی وجہ سے وہ تھے۔ وہ اخبارات و اعلیٰ لوگوں کے انعاموں سے کا علم دیتے تھے اور زبردستی ان کے شوز کے غلے ہوا کرتے۔ اور انہیں بھارت کے دورے کروائے جاتے تھے۔ غالباً جاسوسی کے نقطہ نظر سے، آزاد و فساد کے بارے میں یہ چلا کہ اس نے ایم کیو ایم کی قیادت کے نزدیک لڑائی لڑتے حاصل کر رکھی ہے اور ایک انتہائی ذمہ دار و مدبر ادارہ اس کی دھنوں کے آگے تھے۔ کہ اسے فرزانہ کے نام سے بھارت کا دورہ بھی کیا۔ اکثر محفلوں میں وہ ایم کیو ایم سے لیڈروں کے سامنے رقص کرتی رہی۔ اس ضمن میں یہ چلا کہ بہ اوقات ایسے پروگرام بنائے جاتے جس میں کئی لڑکیاں اور لڑکے کھلم کھلا پیش و محترمت میں مشغول ہوتے۔ کراچی کے ثقافتی حلقوں میں یہ باتیں زبان ذوالعلم تھیں کہ آخر ایسے حساس موقعہ نماز اور اس فی والدہ شریا نماز آئے روز بیرون ملک کیوں جاتی ہیں۔ کہ ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن کے دوران زیادہ تر کل گرہر روپوش ہو گئیں یا انہوں نے اسلام آباد اپنے "عزیزوں" کے پاس پناہ لے لی۔ سچ کہتے ہیں کہ وہ وقت میں ہمیشہ "اپنے" ہی کام آتے ہیں۔

ایم کیو ایم کے ایک مرکزی رکن اور خصوصی معاون خالد مدیم نے انکشاف کیا کہ الطاف حسین نے صرف ایک حفاظ اور قہار ناگ انسان ہے بلکہ الطاف حسین نے راجا اور عورتوں کو بھی جیسی شہرہ کا نشانہ بنایا انہیں کسی کا شکار ہونے والی

عورت اور اس کا خاندان اس خوف کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لیتا کہ لڑکیاں کھانے کی صورت میں شاید الطاف حسین کو نقصان تو نہ پہنچایا جاسکے لیکن ان قہار ناگ الطاف حسین سے جان کر قسم کر رہیں گے۔ خالد مدیم نے الطاف حسین پر الزام لگایا کہ جو ہمارے لڑکیاں ایم۔ کیو۔ ایم کے لئے کام کرنے آئیں الطاف حسین ان میں سے چند کا انتخاب کر لیتے اور بے کسی ایک لڑکی کے لئے اپنے مسلح ساتھیوں کو اشارہ کرتے تو اسی وقت اس پر لعین بڑی کو الطاف حسین کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا۔

خالد مدیم نے دعویٰ کیا کہ وہ الطاف حسین کے ذاتی ملازم کی حیثیت سے بھی ان کے قریب رہا۔ الطاف حسین اس کے ذریعے لڑکیوں کو ہلاتے بلکہ کراچی کی "معروف پیشہ ور عورتوں" ماہیہ "شہناز" سلطان اور شریا وغیرہ کو خود الطاف حسین کے لئے لے کر آتا تھا۔ جب ان عورتوں کے گھروں میں بھی الطاف حسین کا آنا جانا تھا۔

خالد مدیم کے مطابق اسلام آباد کے گھر میں کراچی کی حسین و بیٹی لڑکیاں الطاف حسین کے سامنے پیش کی جاتی رہیں۔ خالد مدیم نے شعیب عرف شعیبی کے قتل کا ذمہ دار بھی الطاف حسین کو لکھا۔ خالد مدیم کے بقول شعیب عرف شعیبی کا لہو صرف یہ تھا کہ اس نے الطاف حسین کو ایک "معروف باپ گھوٹارہ" کے ساتھ قتل اور اسے جات میں دیکھ لیا تھا اور جب اس سے یہ "گھوٹارہ" سرزد ہو گیا تو اس کو محسوس ہوا کہ قاتل اب اس کی زندگی صرف چند لمحے ہے۔ اس لئے وہ اپنی جان بچانے کے لئے بچنے کی سب سے زیادہ کوشش کرنے لگا۔ لیکن اس کو اتنی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا کہ اپنے ہاتھوں کو جہت حاصل ہو جو "قائد" کی جی زندگی میں نہانے کی سادہ سادہ کال ہے۔



ولی خان

اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کا مذاق اڑانے سے مجھے شرم قہر سے  
 ولی خان کو جو میرٹھ کا سخاوی ہے اسے پانچ سو روپیہ عاید ہوئے۔ اسے انہیں  
 کے بھی دو گئے کھڑے ہو چلتے ہیں۔ سخت رونا "کولہ" سے اپنی ایسا کرتا ہے جس  
 ایک ہولناک اعتراف کرتے ہوئے لکھا

اولیٰ خاں صوبہ سرحد بلکہ پاکستان کی ایک نامور شخصیت و سیاست دان ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کے اپنے ایک لکچرلہ عازمِ افسر علی سے دو بچے پیدا ہوئے۔ ساتھ ساتھ تعلقات تھے۔ بعد ازاں جب ان کی بیٹی قلم نامہ لکھنے سے شغلی کرنے کی اجازت طلب کی تو خاں صاحب آپ سے باہر ہوئے اور انھوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تاہم انہوں نے افسر علی کو اجازت دے کر کہہ دیا کہ وہ ان کی بیٹی سے آزادانہ رہا۔ جب قلم نامہ لکھنے کو اجازت دی تو وہ اپنے والدین کی اجازت طلب کی تو خاں صاحب نے پھر انکار کر دیا۔ انہوں نے اپنے والدین کے اپنے گلوں چھوڑ کر کسی دوسرے گاؤں جاکر شادی کر لی اور وہیں رہنے والی خاں کی خانہ دانی عزت و شرافت اس بات کا مقابلہ کرتی تھیں کہ وہ سے جس کے ہر میں جوڑے کو قتل کر دیا جائے۔ ولی خان کے خانہ دان کے دوست ان کو چار چھپے گاؤں لے آئے اور مقامی امام مسجد اور لوگوں کے کھوم گئے۔ انہوں نے ایک دوخت سے ہاتھ گر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ یہ سب کچھ سی قبائلی حالت میں نہیں بلکہ صوبہ سرحد کے ضلع مردان کے ایک گاؤں میں واقع ہوا۔

حجرت کی بات ہے کہ ہماری انسانی حقوق کی سطحیں اس واقعہ پر پائل

خاموش رہیں جو کہ ایک مجرمانہ فعل ہے چونکہ دوا خان اور ان حلقوں کے سرکردہ افراد ایک ہی طبقہ (Class) سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے دانستہ طور پر اس اہم واقعہ کو عوام سے چھپایا۔ اگر یہ واقعہ کسی مولوی سے سرزد ہوتا تو یہ حلقے اس سے انکار کرتے اور پوری دنیا میں اس کا جھجکا ہوتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حلقے انسانی حقوق سے متعلق عوام کا شعور بلند کرنے کی بجائے صرف سیریل اور ریپرز سے مرتب کرنے تک محدود ہیں جو پوری دنیا میں لائبریلز کی منہ بست تلق ہیں۔<sup>۲۰</sup>

(انتخابات پرویز مشرف کی آمد اور 25 مارچ 1998ء)

ہر زمانہ خبریں کے پیچھے ایڈیٹر جناب شیخ شہباز نے ولی خان اینڈ کمپنی کے  
دارے میں حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں، وہ کہتے ہیں

”جناب باچہ خان صاحب! اسلام سے اسنے بیزار تھے کہ 1942ء میں ولی خان کے حکم اور باچہ خان کے بھائی (۱) لڑ خان کی بیٹی مریم نے ایک سکھ سردار دوسونت سنگھ سے شادی کر لی۔ مسلمانوں کے احتجاج کرتے چر انھوں نے کہا کہ میری بیٹی نے اپنی بیاد لی تھائی لی ہے“ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ”میرا شیر باز اس کے ساتھ ہے“ انہی خان سے پہلے احمد خان نے ایک پارسی لڑکی صوفیہ سوم جی سے شادی کی تھی۔ (۲) لڑ خان کی بیوی دھرمیز بیگم نے لڑ خان سے تعلق رکھتی تھی۔ شوہر ولی خان کے والدین کے والدین تھے۔ ان دنوں یہ کہ انھیں کبھی باقاعدہ مسلمان نہیں کیا گیا۔ انھیں اس کی وجہ سے آزار دہن قرار دیا گیا ہے کہ ان کا عقیدہ وہ ”اس کی پیروی کریں۔“

”اے خاتون جواب دیجئے“ اے انصاف شہلہ!





## اعظم خان ہوتی سابق وفاقی وزیر

نیشنل عوامی پارٹی کی رہنما نسیم دہی خان کے بھائی اور سابق وفاقی وزیر اعظم ہوتی کے پاکستانی قلم انٹرویو کی اہم اداکاراؤں سمیت بھارت کی اداکاراؤں ہریانائی 'ریکھا اور جوی چاول کے ساتھ بھی تعلقات تھے۔ یہ اشتراک اعظم ہوتی کی جید بیوی زریا خان کے ایک خصوصی انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اعظم ہوتی سے میری ملاقات لاہور کے فلیٹرز ہوئی تھی میں کتابوں کی نمائش میں ہوتی تھی اپنی ملاقات میں ہی اس نے میرے گھر والوں سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور جس سے سر رشتہ لیکر پہنچ گیا وہ پکا جھوٹا اور فراڈ تھا۔ مجھ سے ملنا نہ میں ہرگز منظور کرتی تھی۔ میری بیوی مجھے چھوڑ کر پہلی آئی 'لیارو' ہال سے تھما ہوا۔ آج میں ان خان کی بیٹی نے مجھے برا دکھایا ہے میں متاثر ہو گئی اور گھر والوں کو بتا دیا۔ مجھے ان خان کو کوہدان میں اعظم سے خفیہ تعلق کر لیا جہاں سے وہ مجھے دیکھ رہی تھیں۔ آج لے آیا وہاں وہ مجھے ایک کمرے میں بند رکھتا۔ میں ان وقت تک نہیں جانتی تھی کہ ملازمین سے منگوائی تھی وہ اس وقت وزیر تھا اس بار انہوں نے میری منگوائی اور رشتہ جہاں میرے پاس آیا کرتے تھے اعظم اکثر میرے پاس آتے تھے۔ جہاں پہنچتے تھے کمرے میں رہ جاتا اور کتا میں میٹنگ کر رہا ہوں بعد میں ملازمین سے پتہ چتا کہ وہاں لڑکیاں آتی تھیں۔ پھر وہ مجھے یہ گندہ کہہ کر کہ میں غمگین رہا ہوں۔ وہی بتایا اور وہاں سے لندن گیا جہاں بھارتی اداکاراؤں کے ساتھ میڈیا میں کام کرتا تھا۔ اس کے بعد اعظم نے مجھے ایف ایف اور آئی ٹی میں رکھا اور ایک مرتبہ میں اس سے پاس ایف ایف آئی تو اس کے ریزروم میں ایک عورت لیٹی ہوئی تھی اس نے مجھے

دیکھتے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا بعد میں ملازمین نے بتایا کہ اعظم کی بیوی طلعت ہے وہ فرسٹ وکین ہینک کی وائس پرائیوٹ ہے۔ طلعت نے مجھ سے صوبہ گھر کا پتہ لیا اور بتایا کہ اعظم نے اس طرح کی شادیوں کو رنجی میں اور اسے روزنی لڑکیوں کے ساتھ سمجھتا ہے بعد میں ہم دونوں نے مل کر اس پر چھاپہ مارا۔ اعظم مجھے کوشش کرتے آتے وہ اپنے تئیں پیدا کرنا چاہتا تھا میں نے عہد لی تو اس نے مجھ پر سکہ لیا اور پولیس بلا کر مجھے قہارے بھیج دیا کہ یہ عورت میری خواہشات بیوی بن کر مجھے نقصان پہنچاتا چاہتی ہے۔ زریا خان نے کہا کہ میں ثابت کر کے رہوں گی کہ اعظم نے مجھ سے تعلق کیا ہے میں اس کی بیوی ہوں مجھے اعظم کے غبنوں سے ڈر ہے اس کے درجہ شرف زریا کی گوارا دیتی ہوں۔

زریا خان کے بارے میں مزید معلومات ملی ہیں ذرائع کے مطابق اعظم ہوتی نے لڑیا خان کو پہلی دفعہ دیکھتے ہی اپنی بوری پشتوں میں اپنے ساتھ کھڑے ایک چھان کو کہا "بھئی ہے بھئی" مختلف ذرائع نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے کہ اعظم ہوتی اس بھئی کے گرتے ہی وزیر اعظم نواز شریف کے اہل اہل ایام میں لاہور کے جو کہ رہ گئے اور اکثر زریا کو رات کے کھانے پر مدعو کرتے بعد ازاں اسلام آباد آتے اور وزیر بننے کے بعد اعظم ہوتی نے بار بار لاہور چلنے اور "بھئی" اپنا وقت ضائع ہونے سے بچانے کے لیے زریا خان کو مستقل خود پر گرانے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر زریا خان اعظم ہوتی کو پہنچانے اور خود پر پیسے ٹانے کے لیے اعظم ہوتی کو ادا میں رکھا۔ شرفاء ہوتے گئی اس پر اعظم ہوتی نے "بھئی" سے عمل طور پر محفوظ ہونے کے لیے اس سے وقتی شادی کا فیصلہ کیا۔ اعظم ہوتی کی کئی محفلوں کے مختلف ذرائع اور ان کے ایک قریبی دوست نے انہیں اعظم ہوتی کے ساتھ زریا خان کو شادی کی آفر کی تو زریا خان کے خواب و خیال میں جی نہ تھا کہ ایک وفاقی وزیر اور صوبہ سرحد کا اہم سیاسی "مشیر" اس سے شادی کر لے گا۔ ذرائع سے یہ بھی انکشاف کیا کہ زریا خان کو اس بات کا بھی علم تھا کہ اعظم ہوتی پہلے سے شادی شدہ ہونے کے علاوہ ایک عاشق مزون محض ہے۔ تاہم زریا خان نے اعظم ہوتی سے شادی محض پیسے ہارنے کے لیے کی۔ بعد ازاں ہوتی خود زریا خان سے شک آگئے کیونکہ اعظم ہوتی کو زریا کے بارے میں مختلف ذرائع سے چند شکایات بھی موصول ہو چکی تھیں۔

## جام معشوق علی

جام صادق علی سندھ کے معروف سیاسی قائد ان سے تعلق رکھتے تھے۔ چیلر پارٹی کی صوبائی اسمبلی میں اکثریت ہونے کے باوجود مسلم لیگ کو وزارت اعلیٰ دلائے رکھنا انہی کا کام تھا۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ انجلی آری اور انجلی گاڑی کے دریا ہیں۔ جبکہ وہاں کے بھارتی قومی ہی پی لینے کے قصے بھی پورے ملک میں ان کی شہرت کا باعث بنے۔

جام صادق علی سو رنگ ہوا تھا۔ پھر ان کے بیٹے جام معشوق علی بھی اپنے والد سے کسی طور کم نہیں ہیں۔ انکی کہانیاں لڑکیوں کو رونا دھونا کراتے ہیں۔ جام معشوق علی کا نام اداکارہ رینا کے سیاسی عاشقوں میں بھی لیا جاتا ہے۔ یہ وہی رینا ہیں جن کے بارے میں قصہ مشہور ہے کہ طلحہ میں وہ ایک نئی دھوت میں، قصہ کہانی تھی۔ تو ایک عرب شیخ نے جوش میں آکر رینا کو آخری کہ اگر وہ اوپری تھیں تو لباس سے بہہ نیاز کر کے رقص کرے تو وہ اسے تیرا لاکھ روپے ملانی میں دے گا، جواب میں رینا نے بھلیل گراتے ہوئے کہا کہ اگر وہ تیرا لاکھ کہ 10 لاکھ میں سے مل کر اسے تو وہ عمل فطری لباس میں بھی رقص کرنے کو تیار ہے۔

جام معشوق علی اور اداکارہ رینا جب نکاح ہوئے تو رینا کی خواہش کا احترام کیا گیا۔ قصہ یوں ہے کہ رینا کراچی میں شوٹنگ کے لئے گئی۔ تو جام معشوق علی کی نظر اس پر پڑ گئی۔ سو رینا جب آسانی سے نہ مانی تو اسے ہاتھ دھوا کر لایا، اور راستہ بھر اس کا "ہیرنہ انس" دیکھا گیا۔ صبح رینا واپس ہونٹ میں پٹی تھی تو اس کے ہینک پیٹرن میں کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ بعد ازاں کئی محفلوں میں وہ یہ کہتی بھی سنی گئی۔

قلموں سے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا جبکہ ایک راستہ کے "رقص" میں 10 قلموں کا خرچہ اگل آتا ہے۔ اس طرح جام معشوق علی رینا کے ہاتھوں میں "ہیرنہ" دیکھتے رہے۔ اور پھر انہیں بھی ڈال آ گیا۔





## حفیظ پیرزادہ سابق وفاقی وزیر قانون

عبدالحفیظ پیرزادہ بھٹو کے چار منٹک وزیر تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے ایک جرمن خاتون سے شادی کی مگر جلد ہی طلاق ہو گئی۔ سعدیہ ان کی دوسری بیوی اور یہ ان کے دوسرے شوہر ہیں۔ ۶۲ سال مکمل سعدیہ کی بارہواں بھڑ سے شادی ہوئی تھی۔ بارہواں بھڑ اور پیرزادہ بھڑ تین دوست تھے۔ پیرزادہ بھڑ ان کے پاس آتے رہتے۔ سعدیہ پر رنجھے اور اسے لے کر بھاگ گئے۔ انارک کے دو بچے بعد سعدیہ کا پانچویں بھاری ہو گیا۔ سعدیہ واپس آئی تو بارہواں بھڑ نے اسے اپنے پاس رکھنے سے انکار کر دیا طلاق طلب کرنے پر شرط رکھی کہ سعدیہ تمام زیورات اور مکان واپس دے دے جسے منظور کر لیا گیا اور طلاق ہو گئی۔ پیرزادہ نے اس سے شادی کر لی۔

مسز سعدیہ کو خوبصورت زیورات پہننے اور انارک کا رہنے کا سہہ مد شوق ہے۔ اپنی فارمیو کار میں وہ ایک بار گھومنے پر گئیں "تو انہیں ایک لکڑی کی کپڑی پسند آگئی۔ اسے ڈرائیو کرتے ہوئے وہ گھر لے آئیں۔ اپنی ہٹ فیکشن گھڑے اور خواست کی۔

"محترمہ گاڑی واپس کر دیجئے ابھی تو فیڈ بھی نہیں ہوئی۔ آکر آپ لیٹ جائیں ہیں تو اس کے مالک سے بات کر لیجئے۔"

"تمہاری یہ جرات کہ مجھ سے اس طرح بات کرو" سعدیہ نے بھڑتے ہوئے جواب دیا۔ فیض محمد کو سخت محکمہ جاتی کارروائی کا سامنا کرنا پڑا اور بالآخر وہ ملازمت سے ہٹا دیا ہو گئے۔

کئی سالوں کی زبان کو گس نے روکا ہے۔ سعدیہ کی مٹنے والی جانتاں کہ وہ جیتی ہیں کہ وہ بڑی "بے باک" ہے ان کے ساتھ پیرزادہ صاحب کی ایک بھلائی

بھی دیکھ لیجئے۔ وزارت ملنے کے چند دنوں بعد وہ کراچی آئے تو فلیکس کار میں ہی اداکارہ بابہ شریف سے ملنے ریڈ لائٹ امپیا میں چلے گئے اس پر انہیں بھٹو کی لائٹ مل گئی۔

پیرزادہ کی تیسری شادی کے بارے میں بعض لوگ وثوق سے کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک سرکاری افسر ڈاکٹر الفیہ کی صاحبزادی فہیمہ سے شادی کی تھی۔ پیرزادہ کو بندوق کی ٹال پر اس نے شادی کرنا پڑی کہ شہینہ ملکہ ہو چکی تھی۔ سعدیہ کی سیسیلیوں کا کہنا ہے کہ فہیمہ کے پاس کچھ بھی پیدا ہوا۔ سر مال اب طلاق ہو چکی ہے۔

مسز بھٹو عوامی سموریہ کو ریا کے دورے سے واپس تشریف لائے تو انہوں نے اعلان کیا کہ پاکستان میں بھی جسمانی حریت اور جنسائٹک کے مظاہرے کے ایک قومی پروگرام پر مکمل کیا جائے گا محکمہ شادی کی تعمیل ہوئی اور انٹیکس یوتھ آرگنائزیشن قائم کر دی گئی جس کا سربراہ اس وقت کے ثقافت اور تعلیم کے وفاقی وزیر مسٹر پیرزادہ کو مقرر کیا گیا۔

بھٹو کے اس تک چڑھے وزیر نے جو بھٹو کے دور صدارت و وزارت میں خاصا بااثر تھا اس تنظیم کو اپنے رکنین طبع مزاج کی تسکین کے لئے استعمال کیا وزیر تعلیم ہونے کے باوجود مسٹر پیرزادہ کی خواہشیں اساتذہ اور بچہ کاروں سے ملاقات ہوتی رہتی تھی ان میں سے پشاور کی مسین و جمیل مس فہیمہ ان کے دل کو بھائی۔ پیرزادہ نے اشارہ کیا اور مس فہیمہ اس کے قریب آگئی وقت گزرنے کے ساتھ دونوں کے تعلقات مزید گہرے ہوتے گئے۔ جب انٹیکس یوتھ آرگنائزیشن چلی گئی تو پیرزادہ نے اسے محبوب نگار بنایا۔ فہیمہ کو اس کا فیلڈ ڈائریکٹر مقرر کر دیا۔ اس دوران ملاقاتیں بڑھ گئیں ان کی بجائے دونوں کی راتیں بھی انٹیکس گزرتے لگیں جس کا اہتمام ایک ڈائریکٹر مس سنجی کی گھر میں ہوتا تھا بات چیت گہری اور عشق کا رنگ چو لکھا تھا کیا تو فہیمہ نے پیرزادہ سے شادی کا مطالبہ کیا۔ راضی ہو گئے لیکن ان کی اپنی مسین و جمیل بیوی سعدیہ آگئی وہ مسٹر پیرزادہ کے مقابلے میں مسز بھٹو کے زیادہ قریب اور بااثر تھی۔ وہ یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ شوہر اس کا اسٹاپ اور شادی

کسی اور سے کرائے چنانچہ بیرونہ کے عشق کی یہ نکل منڈھے نہ چڑھ سکی۔  
 "پاکت ای پاکت" فلم نوید شہزاد کے ساتھ بھی بیرونہ کے خاص تعلقات  
 زبان زد عام ہو گئے تھے اور دونوں بدنام ہو گئے تھے۔ مسٹر بیرونہ نے نوید شہزاد کو بھی  
 ۱۱۰۰ روپے ٹیلی ویژن کے کئی پروگراموں میں آتی رہی ہے۔ ٹینس پوٹو آرگنائزیشن کا  
 اپنی ڈائریکٹر مقرر کر دیا۔ نوید شہزاد کی بیرونہ سے بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ وہ اسے  
 حقیقتاً کہہ کر ٹیلیفون پر بات کیا کرتی تھی۔ مس نوید ایک پیکچرار تھی اس نے اپنی تہذیبی  
 اور سماجی حیثیت کو سارا اپنے کے لئے ایک بے سارا شاکر، مس شہزاد سے چھوٹی کر  
 لی تھی جو بھی اس کا ایم۔ اے انگریزی کا طالب علم رہا تھا۔

ادوار نامہ سیاست ۱۵ ستمبر ۱۹۸۷ء

چیمبر پارٹی کے ایک مقامی رہنما سلیمان بروہی جو حکومت سے قلم سلیمان  
 زکریا کے نام سے چلیا کرتا اور ڈاک روز قہار کے معروف شاعر تھے سابق  
 وفاقی وزیر تعلیم عبدالغنی بیرونہ کو میاٹھی کے لئے یہ قسم تھی کہ وہ پاکستان سے  
 باوقوف ذرائع کے مطابق وہ حقیقتاً بیرونہ کو شفیق جاہلوت کے نظریہ شفیق قلمی اور اس  
 بارہ شریف اور اس کی بیمن فائبر شریف کو چھپایا کرتے تھے۔ ان کے "سازش و سازش" کے  
 دلائل ان کے ساتھ ہی گواہا کرتے تھے۔ اس خطہ میں سے جو اس خطہ میں سے اس  
 سلیمان بروہی کو ٹینس سسٹ کو خام مال سپلائی کرنے کا فیصلہ دیا تھا وہ اسے اس  
 پتے 40 سے 50 ہزار روپے قابل وصول کرتے تھے۔ واضح ہے کہ اس خطہ کے روپے  
 1970ء سے قبل ایک کونے کونے میں رہتا تھا۔ اب اب ایک طاقتور خطہ کا  
 مالک ہے جس میں لکھ بھی لگائی گئی ہے۔ سلیمان بروہی کا سب سے بڑا کام  
 میں ان کے ٹک کے یونٹ پر بیٹھا کرتے تھے۔ معلوم ہے کہ وہ اس خطہ کی  
 اسٹاکسٹک میں چیمبر پارٹی کے شفیق جاہلوت کے پادشاہ ہے۔

ادوار نامہ سیاست ۱۵ ستمبر ۱۹۸۷ء



## ممتاز بھٹو

جنتاب ممتاز بھٹو جب سندھ کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ اس وقت چیف  
 مسٹر جوں میں باجو تھیں۔ اس اہتمام سے دکھائی جاتیں۔ موہاں پاپنی کے لئے  
 خانہ دانی منصوبہ بندی کی گاڑیوں کا اس سے بہتر اور استعمال کیا ہو سکتا تھا؟ کے  
 وی۔ اس کے ایک افسر کے قسم کھا کر کہا "سندھ کے ایک ریست ہاؤس میں ایک  
 افسر میری معاونہ کی میں عبدالغنی بیرونہ اور ممتاز بھٹو دو لڑکیوں کو لے کر آئے۔ وہ  
 بہت بوجھ ڈالنے کی یونٹ پر مشتمل تھیں۔ کتابیں ان کے ہاتھوں میں تھیں مگر  
 جلد ہی انہیں اس "بوجھ" سے نجات مل گئی۔"

ممتاز بھٹو سے دارمیش سینے کے لئے لاڈلہ میں ایک حمایت عایشان کمرہ  
 تھی۔ اس کی نوکریاں نے انگریزی فلم "ایڈیٹور" دیکھی ہو گی "پیر لڈو" کا یہ  
 معاملہ پانچواں سال کے ایک کی فیس کا بھولی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ کمرہ مجسموں سے  
 سرشار تھا۔ اس کے آس پاس ہر طرف کے امتداد کے درجنوں مناظر دکھائے گئے ہیں۔  
 انہیں ان کے قلمی مواد کی قیاس کی جاتی رہی۔

انتہا روزہ زندگی 20 اکتوبر 1977ء

ممتاز بھٹو سے صدر حکومت میں کراچی اور حیدرآباد کے اندر پہلی بار سٹائی  
 لہا۔ اسے اسے۔ جنو اپنا خوبوں کا مالک "گزن" کہا کرتے تھے۔ بھٹو کے اس  
 گزن کے اندر بہت سی "خوبیاں" ہوں گی۔ ان کی سب سے بڑی خوبی عورتوں کا  
 شوقین ہونا تھی۔ میاٹھی عورتوں کا رسیا ہونا سندھ کے اکثر وڈیروں کی خوبی ہے۔ اس  
 خوبی اور شوق کا حق ادا کرنے کے لئے اکثر سندھی وڈیروں نے ان ملک آتے بہتے



رہتے ہیں۔ اندرون ملک عیاشی کے لئے کراچی، لاہور اور اسلام آباد ان کے محفوظ  
 بھونگے ہیں۔ سندھ کا یہ وزیر سندھ میں ہی "انسانی فسادات" کو ہوا دینے کا ذمہ دار  
 نہیں تھا بلکہ پنجپوں سے اس کے ذہن میں بھر پور نفرت پائی جاتی تھی۔ بھٹو کے دور  
 میں اس وزیر کو اقتدار و اختیار کی مرکزیت حاصل رہی۔ وہ پہلے سندھ کے وزیر اعلیٰ  
 پھر وفاقی وزیر بنے۔ رابطے کے وفاقی وزیر ہونے کے علاوہ لاہور میں قیام  
 کرتے۔ اس قیام کے دوران اس وقت کے ایک چیف سیکرٹری کی بیوی ان کی  
 کمزوری بن چکی تھی۔ اس سابق چیف سیکرٹری کو پنجاب میں اہم عہدہ اس کی بیوی  
 کے انتہائی غور و ہونے کی بنا پر دیا گیا۔ یہ طاقتور انتہائی بھرپور دلکش اور قد کاٹھ رکھنے  
 کے باعث سکرانوں کے دل کی ملک رہیں۔ سندھ کا سابق وزیر اعلیٰ انہوں میں اس  
 طاقتور کے ساتھ دل بستہ کے علاوہ اور بھی مت ماں لیا کرتے۔ پنجاب سے بھی  
 سرکاری افسران اس وزیر کی عیاشی کا اہتمام کیا کرتے۔ یہ سندھ کی وزیر  
 لاہور میں ہوتا تو وہ مراعات حاصل کرنے کے لئے انسانی سیاست اس اور اس طریق  
 افسران اس کے لئے جسم فروش "زبیریں" کا صوبہ کے اور قریب سے لاکھوں میں  
 لڑکیوں کی منڈی لگا دی جاتی۔ ایک دفعہ سندھی وزیر سے سے تشدد کی حالت میں  
 رابطے کے ایک مزدور لیڈر کو ہوش غلبہ کیا یہ مزدور لیڈر بھی تشدد و تشدد  
 دیا وہ چکا ہے۔ دونوں شراب پی رہے تھے کہ سندھی وزیر نے آپ سے ہاتھ دیکر  
 ان کے مزدور لیڈر سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ اچھا بھلا ہے یہ بات ہے۔ سندھی  
 لیڈر نے سندھی وزیر سے کہا کہ وہ آپ کا لگاؤ ہے جس کو "سندھ" کہتے ہیں  
 ہیں۔ ہوا یا سندھی وزیر الفاظ واپس لینے کے بجائے اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ  
 اس سندھی وزیر سے ملنے لگی سرکاری افسران سے نام ملے۔ سندھی وزیر  
 اور ترقی حاصل کرنے کے لئے اسے اپنی عزیز ترین زبانیں سیکھ لیں۔ سندھی  
 وزیر سے اور مزدور لیڈر کے درمیان تلخ گفتگو جاری رہی۔ بات "تو تو میں میں سے ہاتھ  
 پائی تک پہنچ گئی۔ مزدور لیڈر نے سندھی وزیر سے کہ منہ پر تھپڑ مارو اور اس  
 سے کچھ آئید۔ اس وقت جبکہ سندھی وزیر قادیان میں سرکاری افسران کی  
 فراہم کردہ لڑکیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ اس وقت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ قادیان سے

سے چند قدم پر واقع تھانہ سول لائن کی عمارت میں پولیس ایڈکار "مزدور لیڈر" نے  
 تشدد کر رہے تھے۔ اس مزدور لیڈر کو سندھی وزیر سے کے آگے زبان کھولنے کی  
 کوشش کرتے پر کئی ماہ نیل میں رکھا گیا۔ کئی ماہ بعد اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار  
 علی بھٹو کو معلوم ہوا تو ان کی مداخلت پر مزدور لیڈر کی رہائی عمل میں آئی۔ رہائی  
 کے بعد جب مزدور لیڈر نے ذوالفقار علی بھٹو کو رام کھائی سنائی تو بھٹو نے کہا کہ  
 اصل بے غیرت تو تم اور سندھی وزیر تھے۔ اس میں پنجابیوں اور سندھیوں کا کوئی  
 جرم نہیں۔ مزدور لیڈر کو بھٹو کی یہ بات پسند نہ آئی مگر وہ مفادات کی خاطر سرکاری  
 مراعات سے منسلک رہا۔ جب اقتدار ختم ہوا تو یہ سندھی وزیر اور مزدور لیڈر دونوں  
 بھٹو سے الگ ہو گئے کہ ان کی وفاداریاں اقتدار اور عیاشی کے ساتھ تھیں۔



## نواب صادق خان عباسی

حکمرانوں کی بد مستیاں جب جاری ہوں۔ تو نواب زادے کی نگرانی سے  
ریاست بھولیہ رقیام پاکستان کے وقت پاکستان میں شامل ہونے والی سر

سے بنی ریاست تھی۔  
انگریزی زبان کے معروف مصنف وی ایس نیپال نے حال ہی میں پاکستان  
انگریزی زبان کے ایک کتاب لکھی ہے جس کا عنوان (Beyond Belief) "بے قائل  
کے بارے میں اس میں ایک باب بھولیہ کے سابق حکمران نواب صادق خان عباسی  
یقیناً "رکھا ہے اس میں ایک باب بھولیہ کے سابق حکمران نواب صادق خان عباسی  
کے بارے میں ہے جو واقعی بے قائل یقیناً معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں

"1954ء میں ریاست کے پاکستان میں ضم ہو جانے تک انہوں نے بھولیہ  
پر حکومت کی۔ اس کے بعد وہ برطانیہ چلے گئے اور اپنی "ہست تپ وہاں مقیم رہے۔  
نواب صاحب کو رنگ کالا تھا وہ گوری عورتوں کے دست شوقین تھے۔ ان کی شدید  
خواہش تھی کہ ان کے بچے گورے رنگ کے ہوں۔ بھولیہ کے ایک صحافی نے اس  
کی رسائی بھولیہ کے حرم تک تھی مجھے بتایا کہ محل میں انہوں نے عورتوں اور بچوں کے  
لئے الگ عمارت مخصوص تھی۔ ہندوستانی بیویاں تو انہیں بیویوں کے بارے میں آگاہ  
تھیں جبکہ انگریز بیویوں کو ہندوستانی بیویوں کے بارے میں بہت حسد تھا۔ ہندوستانی  
بیویوں کے پاس بنانا ہوتا تو وہ کہتے کہ دولت ہے جا رہے ہیں اور قافلہ کے سامنے  
روانہ ہو کر محل کے کچھل پتے چلے جاتے۔ نواب صاحب کے حرم میں 340  
عورتیں تھیں جن میں اکثر کو نواب صاحب سے صرف ایک بار ملنے کا موقع ملا تھا۔  
میں وہ تھی کہ ان میں سے کئی بعد میں ہسٹریائی مریض بن گئیں۔

جب فوج نے دربار محل پر قبضہ کیا تو بے شمار خوش میکرین نے جن سے وہ  
لفظ اندوز ہوا کرتے تھے۔ فوج نے ایک کڑوا کھو کر ان تمام کو دھن کر دیا۔  
خس کم جہاں پاک



## چوہدری ثار علی

چوہدری ثار علی میاں نواز شریف کی بہن کیونٹ کے اہم لیکن رہتے ہیں۔  
موصوف چونکہ اہم حکومتی وزارتوں پر تعینات رہتے تھے۔ اس لئے وہ معلومات بخوبی  
سراجام دیتے تھے۔ مالی میں شیخ رشید اور اعظم خان، قومی کی تحقیر بیوروں کے  
ساتھ ایک خاتون صاحبہ خان نے بھی اسلام آباد میں مظاہرہ کیا جس میں صاحبہ خان  
نے الزام عائد کیا کہ چوہدری ثار علی نے مجھے تو کڑی کا لارہ لگا کر اسے پاس بلایا اور  
زبردستی عزت لوٹ لی۔ کیا ہمارے معاشرے میں کوئی خاتون سب سے سارے ساتھ آتا ہوا  
الزام خود پر لگا سکتی ہے؟ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں۔

مگر کسی فیصلہ پر پہنچنے سے 7 سال پرانا یہ واقعہ اب اسے چاہیے۔

مشہور و معروف گلوکارہ نازیہ حسن کے بارے میں یہ بیان ہے کہ آج کل  
وفاقی وزیر پٹرولیم چوہدری ثار علی سے ان کے تعلقات ختم ہو چکے ہیں اور  
ان سے شادی کی اطلاعات بھی خاصی گرم ہیں۔ وزیر موصوف نے نازیہ کو ایک  
بیرے کی انگوٹھی بھی تحفہ میں دی ہے۔ نازیہ کا کہنا ہے کہ وہ وزیر کی طرف  
میرے پیچھے پڑا ہوا ہے جبکہ بعض حلقوں کی رائے یہ ہے کہ نازیہ نے شادی کی وجہ  
سے ہی اپنی شادی اور دیگر مصروفیات کو ختم کر دیا ہے۔ یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے کہ وزیر  
موصوف کے ان دنوں اپنی موجودہ بیوی سے اچھے تعلقات نہیں رکھتے اور وہ اپنا گھر  
بھوڑ کرینگے میں رہ رہی ہے۔ (بخت روز سیاسی لوگ 30 جنوری 1992ء)



## تمینہ دولتانہ

تمینہ دولتانہ ایک بڑے جاگیردار سیاسی خاندان کی بیٹی ہے۔ وہ خود بھی ایک  
متمول جاگیردار خاتون ہے۔ وہ وہاں بیٹے ہیں اور وہ خود بڑھاپے کی منزل میں نہ سہی  
مگر اوجیز عمر ضرور ہے۔ لاہور کے ایک پوش ایبیا میں ایک انکسٹریٹ میم سکول چلائی  
ہیں۔ مسلم لیگ کے مرکزی رہنماؤں میں ان کا شمار ہوتا ہے اور وہ وفاقی وزیر بھی رہ  
چکی ہیں۔ ان ساری باتوں کے علاوہ ان کے ہاتھ اس لئے دوسری شادی رہ چکی۔  
اور اللہ یہ ہے کہ اس سکینڈل میں بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں کے نام بھی  
جائے آتے ہیں۔ مگر مسلم لیگ کے دیگر داران میں سے کسی نے بھی وضاحت کے  
لئے بھی اسے کٹالی نہیں لی اور اسے سراسر وفاقی معاملہ قرار دیا۔

ان کے لئے کا آواز ان وقت آج لاہور کے ایک انگریزی اخبار ”فریڈر  
بجسٹ“ کا ایک رپورٹر تھا۔ ان کے تیسرے کی والدہ عقیدہ دولتانہ نے اپنی بیٹی کو علاق  
سے لے کر لائے شائع کر دیا۔ ان پر سماجی حلقوں نے بڑی حیرت محسوس کی کہ قومی  
اسٹیبلشمنٹ کی بیٹی نے سماج کی لوٹ کیوں آئی۔ شائع شدہ نوٹس میں اس کی  
وضاحت نہیں تھی۔ لیکن جلد ہی تیسرے کی دوسری شادی کی بات منظر عام پر آئی۔

تمینہ دولتانہ کی پہلی شادی 1972ء کو گلبرگ لاہور کی جامع مسجد  
”ابلی“ کے امام مسجد شاہ گواہن نے حیاں شوکت علی عقیل کے ساتھ پر صافی  
تھی۔ تمینہ نے زندگی کے 23 سال (یعنی تقریباً چوتھائی صدی) شوکت عقیل کے  
ساتھ گزارے اس کے دو بیٹے عمران عقیل اور عرفان عقیل پیدا ہوئے۔



تیمینہ دولتت لاہور میں ایک انکسپشن میڈیم سکول چلائی تھی جبکہ سہیلی میں اس نے کچھ دلا کر کرایہ پر اسے رکھے تھے۔ اس نے موضع لندن میں زرعی اراضی پر بانٹتے ہی لگوائے۔ 1988ء میں تیمینہ نے سیاست شروع کی وہ مسلم لیگ پنجاب کی جنرل سیکرٹری اور پھر نائب صدر بھی منتخب ہوئی۔ 1993ء کے عام انتخابات میں اس نے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر وہاڑی سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ الیکشن مہم میں اس کا واسطہ زاہد انور وابل سے پڑا یہ صاحب چوہدری جماعت حسین کے ایک ادارہ میں مینجنگ کے بیٹے ہیں زاہد انور نے تیمینہ کے سہیلی کی حیثیت سے انتخابی مہم چلائی۔ اور آہستہ آہستہ تیمینہ کے قریب ہوتا گیا اور پھر یہ قریبی تعلقات ان دونوں پہلے سے شادی شدہ افراد کی شادی پر منتج ہوئے۔

زاہد وابل بھی طلع وہاڑی سے ہے وہ طلع گوئیل کے گھرانے سے تھے ان کی پہلی بیوی ان کے والد انور وابل کے ہمراہ لاہور میں رہائش پزیر تھیں۔ تیمینہ سے شادی کے بعد زاہد وابل نے اپنا پستل گھر چھوڑ کر تیمینہ کے ساتھ مستقل رہائش اختیار کر لی ہے اس کے لئے میمنہ طور پر تیمینہ نے اپنے بچوں اور سہیلی کو گھر سے نکال دیا تھا۔ لیکن بعد میں باعقلم وجہ سے اس نے اپنی رہائش چھوڑ کر اس کے گھر سے لے لیا۔ گمانا جاتا ہے کہ تیمینہ کی انکسپشن مہم میں اس کے شوہر شوکت متقیل اور اس کے بیٹوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ شرعی حلقوں میں شوہر اور بیٹی، حلقوں میں زاہد وابل اور تیمینہ جلتے رہے اور ابتدا میں گاڑی میں گھنٹن اور ڈرائیور سمیت دو تھے لیکن بتدریج ان کی چھٹی ہو گئی۔ اور زاہد وابل اکیلا ہی تیمینہ کا سہارا بن گیا۔ کیا جاتا ہے کہ اس کی شکایت ڈرائیور نے میاں شوکت سے کی لیکن انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ الیکشن جیتنے کے بعد جب زاہد وابل نے لاہور میں تیمینہ سے باہر آنا چاہا شروع کیا اور رات گئے تک اس سے باتیں کرنے لگا تو میاں شوکت متقیل سے تیمینہ سے کہا کہ یہ اچھی بات نہیں اس سے ہماری شہرت کو نقصان پہنچتا ہے جس پر تیمینہ رنج پا ہو گئی۔ اور پھر شوہر اور بچوں کو الگ کر دیا۔

میاں شوکت متقیل کا دعویٰ ہے کہ میں نے تیمینہ کو طلاق نہیں دی اس نے نکاح پر لکھ لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ۱۶ اکتوبر کو ایک اردو اخبار میں شوکتین

ایمپرواؤں کے شوہروں کے جو اکتوبر چھپے ہیں۔ ان میں سہیلی اور تیمینہ کی تصویروں موجود ہیں۔ اور بطور خوند میرا اکتوبر ہے۔ ووٹ لسٹ میں بھی اس کے شوہر کی حیثیت سے درج ہے۔ کنگڈاٹ نامزدگی میں بھی اس نے زوجہ میاں شوکت متقیل لکھا ہے۔

تیم اکتوبر کو میاں نواز شریف کی صدارت میں وہاڑی میں دو جلسے عام ہوا اس میں بھی میاں نواز شریف سے میرا تعارف بحیثیت شوہر کرایا گیا۔ وہاڑی کے لاکھوں عوام بھی اس کے گواہ ہیں کہ میں نے انتخابی مہم بطور خوند چلائی۔ میاں نواز شریف سے میرے تعارف کی ویڈیو فلم بھی موجود ہے۔ ۲۵ اکتوبر کو جانیو کا جو گوشوارہ اسلام آباد بھجوا دیا گیا اس میں بھی مجھے خوند لکھا گیا۔ قومی اسمبلی میں رکن کی حیثیت سے رجسٹر کے اندراج میں بھی خوند کے نام کی جگہ میرا نام ہے۔ تیمینہ کے شناختی کارڈ پر بھی خوند کی حیثیت سے میرا نام ہے۔

4 نومبر 1993ء کو پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد کی بیٹی کی شادی کے موقع پر تیمینہ نے میاں محمد اعظم، عثمان ابراہیم، میاں عبدالوحید اور صوبائی وزیر رانا اکرام رہائی سے میرا تعارف بحیثیت خوند کرایا۔ اس تقریب کی تصویر بھی اخبارات میں شائع ہوئی۔ ۱ نومبر کی رات کو امریکی سفیر کے ہاں تقریب ہم دونوں میاں بیوی گئے۔ وہاں قومی اسمبلی کے سپیکر اور سربراہ عروج سے میرا تعارف کروایا گیا۔ ۵ اور ۹ نومبر کو ہم نے "ہیڈ لائن" میں ایک ساتھ قیام کیا۔ ۱۱ نومبر کو جب تیمینہ صدارتی الیکشن کے لئے دولت نامزدگی تو زاہد وابل ان کے پیچھے چلے گئے۔ اور پھر وہ کسی باعقلم جگہ پر اکٹھے رہے۔ ۱۵ نومبر کو تیمینہ نے کہہ کر شوہر چھپایا کہ مجھے طلاق دو اور میرا گھر خالی کر دو۔ میں نے اپنے خاندان کے افراد کو بلایا اور پھر بچوں کو لیکر سسرال میں آ گیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ تیمینہ اور زاہد نے شیر شاہ سوری بلاک کے ایک سکول میں الٹن پڑھایا ہے۔ میاں شوکت متقیل نے کہا کہ "میں نے انکسپشن جنرل پولیس کو درخواست دی جس پر کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ میں نے دوبارہ یقین دہانی کروائی مگر یہ پھر بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔"

زاہد وابل جب کبھی ہمارے گھر آتے تو یہ کہتے کہ میاں نواز شریف نے ان



دونوں ازاہر تھیں کی ایوانی لکھی ہے کہ آزاد ارکان کو اپنے ساتھ ملائیں۔ یہ کہہ کر وہ تھیں کو ہانے کس لے جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ حکیم مجیدہ دائیں کی انتظامیہ میں بھی میاں چٹاں آتے رہے۔

دوسری طرف اس سیکشنل کے منظر عام پر تھیں دولت نے یہ موقف اختیار کیا کہ میں نے شریما اور قانوناً طلاق لیکر زاہد واپس کے ساتھ دوسری شادی کی ہے۔ میاں شوکت نے مجھے طلاق کا حق تقویض کیا تھا۔ اس لئے مجھے مایہ کیسے کی کیا ضرورت تھی (میں تھیں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ آیا اس نے اپنے طلاق کے فیصلے سے دوسری شادی کرنے سے قبل اپنے شوہر کو آگاہ کیا تھا یا نہیں) ان ہی باتوں تھیں نے اپنا دفاع کرتے ہوئے دہاڑی میں اظہارِ یوں سے کھنکھاتے ہوئے یہ سنی خیر اور دلچسپ دلیل پیش کی۔ کہ "میری دوسری شادی طلاق کے بعد فیصلہ ہوئی تھی ان کے حقوق کے تحفظ کی جنگ ہے۔"

رند کے رند رہے ہاتھ سے راند نہ کی

اس سیکشنل کی ایک فریق تھیں کی والدہ بھی۔ سنی خیر۔ انھوں نے اپنے رہائش گاہ پر ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس موقع پر تھیں نے سابق شوہر شوکت عقیل اور دونوں بیٹے عمران اور عرفان سونوار تھے۔ تھیں کی والدہ نے کہا "تھیں 9 نومبر تک اپنے بچوں اور شوہر شوکت عقیل کے ساتھ موجود تھیں۔ ان روز ہم سب خاندان والے جن میں شوکت عقیل بھی شامل ہیں اسری کے 14 نومبر کو ڈیفنس سوسائٹی لاہور چھاؤنی کے گھر میں پہلی مرتبہ تھیں نے ان کی موجودگی میں عقیل سے طلاق مانگی 9 نومبر اور 14 نومبر کے درمیان زاہد واپس سے میری بیٹی تھیں کا بچھا کیا تھا اس سے پہلے وہ لاہور میں تھیں کے سکول میں ان سے ملتا رہتا تھا۔ 2 دسمبر کو لاہور پہنچ کر تھیں نے غلط زبان استعمال کی یہ تھیں کی زاہد کی اہل سے ہوئی۔ زاہد واپس چھوڑی شجاعت حسین اور پرویز الہی کی ایک مل کے بیچر کا لڑکا ہے اور قتل کے مقدمہ میں دہاڑی میں پیشیاں بھگت چکا ہے۔ وہ پہلے سے شادی شدہ اور تین بچوں کا باپ ہے (تھیں دو بچوں کی ماں تھی) عقیل نے کہا "تھیں کی اس حرکت کا اثر اس کی سیاست پر بھی پڑے گا تھیں اگر کہتی ہے کہ میں نے طلاق لے لی ہے اور

زاہد سے شادی کر لی ہے تو یہ دونوں بچے 9 نومبر اور 2 دسمبر کے درمیان کیسے ممکن ہیں آخر ہمارے ملک میں طلاق اور دوبارہ شادی کا کوئی قانون ہے۔"

قارئین! واضح رہے کہ یہ "سیاسی میاشینی" بھی اپنی موت آپ مر گئی اور تھیں دولت نے منصب قضیہ حاصل کرتی ہوئی وقتی وزیر بن کر آج کل مغلط علمت میں شامل ہیں۔ اور زاہد اور واپس کے ساتھ "خوش و خرم" زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ہم اس مسئلے میں صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ "میں ہوں" دونوں "راضی" تو کیا کر کے کا قاضی۔ اور اگر تھیں کے پہلے بچوں کا موقف جاننے کی خواہش ہو تو قتل شطانی کی یہ الطعنه لکھئے۔

ای پادری پادری الی

یہ تو مجھے بتا دو گا

تم میری کیا لکھی ہو

پا پتے ہیں میرے بھائی

میں میں اللہ سے نصیحتا ہوں

تسے باپ کا نام ہے کیا

میں اللہ کا نام الی سے کل پوچھ کے تھیں بھانوں گا

لیکن پادری الی مجھ کو اتنا بھی معلوم نہیں

تم میری کیا لکھی ہو

ہاں جو تھیں تو مجھ کو اتنا چھوڑ کے لمبی راتوں میں

دیر دیر تسے مجھ سے دور نہ تم رہتیں

پھر تم میری کیا ہو الی

۱۵۷۷

باب کا نام تو پھر مجھ کو بتاؤ

تم میری کیا لگتی ہو

$$\log_{10} \frac{f}{f_0} =$$

بیاری ای۔ بے حس ای

کونسی اور شے ہے یہ عصمت شعریں ہے



غنوی بھٹو

قانونی بھٹو کا دہم اہل وطن نے پہلی بار 1989ء میں اس وقت سنا جب  
 ایشیائی میں امریکی بھٹو سے این بی شدائی کی شہریت و رافع الہدایہ سے عام ہوئی۔  
 بعد ازاں 1993ء میں جب امریکی بھٹو پاکستان آئے اور انہیں مختلف عقوبات  
 میں گرفتار کر لیا گیا تو غوثی بھٹو 1994ء میں پہلی بار پاکستان آئیں۔ تاہم ان کے ماضی  
 سے آگے سے اہل وطن کو کچھ زیادہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ 20 ستمبر 1996ء  
 کو جب امریکی بھٹو ایک نچ لیگ مقابلہ میں ہاراک ہوئے تو قانونی بھٹو ایک مظلوم بیوہ  
 کی حیثیت سے منظر عام پر آئیں اور عوامی حلقوں میں ان کے سیاست میں آنے پر  
 آنے اور امریکی بھٹو کی سیاسی وراثت کو سنبھالنے یا نہ سنبھالنے کے سوال سے ایک  
 بحث چھڑ گئی۔ اس بحث کا حاتمہ اس وقت ہوا جب قانونی بھٹو نے ایک پریس  
 کانفرنس میں اپنے سیاست میں آنے اور پاکستان میں بھٹو پارٹی (اے پی بے) سنبھالنے  
 کا اعلان کیا۔

[illegible]

مخلوقی بھلو جو دت کے ایک متواہق کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں،  
ان کے والد عبود جیلری جو دت ایئر پورٹ پر افسر کی حیثیت میں ملازم تھے، جیلا



1983ء میں رشتہ ہوئے۔ مہرہ خیلہ کی کوئی نسبت اولاد نہیں صرف چار بیٹیاں ہیں سب سے بڑی بیٹی رشا امریکہ میں رہتی پارہ چھاتی ہے، دوسری بیٹی غلوہ امریکہ میں ڈاکٹر ہے اور تیسری بیٹی زہنت نے کیپیڈی انجمن میں ڈاکٹریٹ کی ہے۔ فتویٰ ان کی پوتھی بیٹی ہے جو میٹرک سے آگے تعلیم حاصل نہ کر سکی تمام فنون لطیفہ سے دلچسپی اور شعری ذوق اسے پیدائشی طور پر ملا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے صروت کے ایک ایسے اسکول میں داخلہ لیا جہاں نغمہ گانے کی خصوصی تعلیم دی جاتی ہے۔ فتویٰ نے یہ فن نمائند توجہ اور محنت سے سیکھا اور رقص میں خصوصی مہارت حاصل کرلی۔

اسی دوران لبنان کی خان جنگلی نے فتویٰ کے والدین کو شام کی طرف نقل مکانی پر مجبور کر دیا، دمشق میں فتویٰ اپنے حسن و جمال اور فنی کمال کی وجہ سے بہت جلد مشہور لوگوں میں شہرت پائی کچھ ہی عرصہ میں اس نے دمشق میں فرانس کے فرقیٹ کے تعاون سے رقص کی تعلیم کا اپنا اسکول کھولی لیا، مقرب زہنوگہ اس اسکول میں اپنے بچوں کو رقص کی تعلیم کے لئے داخل کرانے لگے، ان کی فتویٰ سے راہ و رسم کی سیکل بھی پیدا ہو جاتی۔

یہ 1984ء کا واقعہ ہے، میر مرتضیٰ بھٹو ضیاء الحق مارشل لا سے دور میں اپنی پہلی بیوی کے ساتھ دمشق میں خود نمائند جلا وطنی کے دن گزار رہا تھا، ان نے اپنی بیٹی فاطمہ کو بھی رقص کی تعلیم کے لئے فتویٰ کے اسکول میں داخل کر دیا۔ فتویٰ بھٹو، ذوالفقار علی بھٹو کی پوتی ہونے کی بنا پر فاطمہ پر خصوصی توجہ دینا اور محبت کا برتاؤ کرتی۔ ممکن ہے اس کے پیش نظر مشہور خانہ ان کی بیٹی ہونے سے سامنے مالی منفعت بھی رہی ہو۔ فتویٰ کی مرتضیٰ بھٹو سے پہلی ملاقات دمشق کے علاقہ مجاہد میں واقع انٹر نیشنل ہوٹل شیرین میں ہوئی، اس ملاقات میں دونوں ایک دوسرے کی ظاہری شخصیت کے سحر کا شکار ہو گئے اور پھر گہرے رگڑے رگڑے ملاقاتوں کا سلسلہ پانچ سال تک جاری رہا۔ اس دوران 1985ء میں مرتضیٰ کے چھوٹے بھائی شاہ نواز بھٹو کو فرانس میں قتل کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے مرتضیٰ بھٹو کو اپنی زندگی کے بارے میں لاحق تشویش میں اضافہ ہو گیا مگر وہ فتویٰ کی زلف گرہ گیر کاہری طرح اسیر ہو چکا تھا

اور فتویٰ بھی اپنا مستقبل مرتضیٰ کی بہانی و رشتہ اور دولت سے وابستہ کر چکی تھی، لہذا وہ ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز دھمکین خواہشوں کی دنیا میں کھڑے رہے۔ دونوں کے یہ خواب 1989ء میں تعبیر پائے اب ان کا ہم نغمہ ہو گیا، جلد ہی ان کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا، جس کا نام اس کے مرحوم والد ذوالفقار علی بھٹو کے نام پر ذوالفقار علی بھٹو پوٹیز رکھا گیا اور بقا پر جلا وطنی کے دن گزارنے والا یہ خاندان دمشق میں نمائند خوش و خرم زندگی گزارتا رہا۔

فتویٰ خیلہ کی بہن سب فتویٰ بھٹو بن چکی تھی، یہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ وہ کبھی پاکستان میں رہائش اختیار کرے گی، مگر وقت عجب عجب قلمبے دکھاتا ہے 1993ء میں مرتضیٰ بھٹو پاکستان گئے تو انہیں متعدد دھمکین مقدمات میں گرفتار کر لیا گیا، اس دوران فتویٰ کو مجبوراً پاکستان آنا پڑا۔ 94ء میں وہ پہلی بار پاکستان آئی۔ ان دنوں مرتضیٰ بھٹو کی بہن سب فقیر بھٹو پاکستان کی حکمران تھی، مرتضیٰ کو اس سے بہت فائدہ پہنچا، وہ تقریباً تمام مقدمات سے بری ہو کر سب سے آسانی کارکن بھی بن گیا مگر وہ میر مرتضیٰ بھٹو تھا، جہل بے نظیر اب زرداری بن چکی تھی اور میسر سے بہن بھائی کے درمیان اختلافات کی خلیج پیدا ہوئی، وہ وقت کے ساتھ وسیع ہوتی چلی گئی۔ آج کل 2002ء ستمبر 1996ء کو مرتضیٰ بھٹو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گیا۔

اس پولیس مقابلے کو کافی رنگ دیئے گئے اور یہاں تک ہوا کہ بے نظیر بھٹو کو ایلی ڈھارت سے اچھا دھمکا جائے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مرتضیٰ بھٹو کے دوست اور پیارا دلہن فتویٰ کے درمیان تعلقات کے مینی شاہد ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ان میں مل جلارائی رقابت بھی شریک حال رہی ہے۔

جسٹس فی ایبٹ لاہور کا قاصر جو کبھی سیاست اور وہ بھی پاکستانی سیاست میں آئے لاہور میں رہتے تھے، اپنے شوہر کی ہلاکت کے بعد اس شخص کا شمار ہو گیا کہ وہ پاکستان میں رہنے کی بجائے وطن شام واپس چلے جائے۔ مسک یہ درخواست تھا کہ اگر وہ واپس جاتی ہے تو بھٹو خاندان اپنے اگوتے وارث کو ملے جانے کی اجازت نہیں دے گا، جس کی تعمیل ایک ماں کی مانتا نہیں ہو سکتی تھی۔ دوسری جانب بھٹو خاندان کی وسیع جاگیر اور شاندار وراثت سامنے تھی، مگر پاکستان میں مستقل قیام ممکن نہ تھا

کے نکل وہ پاکستانی شہریت نہیں رکھتی تھی اور سب سے ظہیر حکومت میں اس کا حصول ممکن نہیں تھا۔ مگر اب نئی حکومت میں لبنان کے حکمران رفیق حریری اور وزیر خارجہ فاروقی کی مداخلت سے یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے اور غنوی بھٹو کو پاکستانی پاسپورٹ جاری کر دیا گیا ہے اس لئے اب وہ مشغل پاکستان میں رہیں گی۔



## محمد علی بوگرہ

پاکستان کے سابق وزیراعظم محمد علی بوگرہ اپنے بوائے اینج کے حامل تھے۔ وزیراعظم بننے کے فوراً بعد انہوں نے ایک غیر ملکی لبنانی عسکر کو وزیراعظم آفس میں سوشل سیکرٹری کے عہدہ پر مقرر کر دیا اور پھر چند ہی ماہ بعد اس کے ساتھ شادی کا اعلان بھی کر دیا حالانکہ وہ پہلے سے شادی شدہ تھے۔ کراچی کے ایک نعت روزہ "مسلمان" نے اس شادی کی تفصیلات شائع کیں تو اس رسالے کو بند کر دیا گیا۔ بند کرنے والے سید ہاشم رضا تھے اس رسالے کی بندش کے ایک ماہ بعد اس شادی کا باقاعدہ اعلان ہو گیا مگر رسالہ منظر عام پر نہ آ سکا۔ اپواہ کی چند نوائیں نے ان کی پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی پر تنقید کی لیکن علما کرام نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ اپواہ کی بہت سی قائمین بذات خود اپنے خاوند کی دوسری بیویاں ہیں ان کا حشر نہ کرو۔ ان نوائیں میں سر قمرست بیگم رعنا لیاقت علی خان کا نام آتا تھا جو نور جناب لیاقت علی خان کی دوسری بیوی تھیں۔ ان کی جناب لیاقت علی خان سے ملاقات کسی سوشل تقریب کے ٹکٹ فروخت کرنے کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ وہ ایک بڑے ان سوشل ورکر خاتون کے طور پر جناب لیاقت علی خان کو دو ٹکٹ فروخت کرنا چاہتی تھیں۔ جناب لیاقت علی خان نے اس سے ملاقات میں پوچھا کہ آخر وہ دو ٹکٹ کیوں خرید رہی ہیں اس سوال کے جواب پر محترمہ رعنا لیاقت نے علی خان کو بتایا کہ وہ اب وادہ چھ ایسا تھا کہ جناب لیاقت ان کو اپنا دل سے بیٹھے اور جلدی پہلی بیوی اور بچوں کی موجودگی میں رعنا صاحبہ سے دوسری شادی کر لی۔ یہ دل خواہی داستان اس ملک کے حکمرانوں کے اخلاقی مرتبہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ لیاقت علی خان مرحوم کی اہلیہ کے معطلات اور اپواہ کے ذریعے اس ملک کو جس اخلاقی بحران سے گزرنا پڑا



وہ ایک دلگدلی ہے۔  
 بٹاپ محمد علی بوکرہ نے اپنے سوشل سیکرٹری کو دو سری بیوی بنانے کے بعد  
 پاکستان کی 1982ء کی قانون ساز اسمبلی کی رکنیت کا انتخاب لڑا، اس میں کامیاب  
 ہوئے اور ایوب خان نے انہیں اپنا وزیر خارجہ بنایا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد  
 ان کی اس غیر ملکی بیوی کے پاکستان کی وزارت خارجہ کے ارکان کے ساتھ تعلقات  
 مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔ ان کی وفات کے بعد بھی یہ تعلقات قائم رہے اور پاکستان  
 قانون آفیس نے اسے کئی اہم سفارتی ذمہ داریوں پر تعین کیا۔

### غلام محمد

پاکستان کے دو مرتبہ گورنر جنرل غلام محمد جنہیں حالات غارتگی میں ان کی اقدار  
 پر رونق افزا کیا گیا تھا۔ ایک غیر ملکی حیدر کے ایسے تھے، بروقت بول بھالی یہ خاتون تھ  
 ان کی پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر غلام محمد کی رہی تھی، مگر وہ بھی ایک تھی۔ اور  
 عالم یہ تھا کہ گورنر جنرل ہاؤس کے ہر فیصلہ کی اطلاع بٹاپ محمد علی بٹاپ سے  
 اس خاتون کے ذریعے دی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ یہ خاتون بٹاپ محمد علی بٹاپ سے  
 ناراض ہو جاتی تھیں تو گورنر جنرل ہاؤس میں تمام کام بند ہو جاتے تھے۔ اور بٹاپ محمد  
 محمد کوئی کام اس وقت تک نہیں کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی بیوی بٹاپ  
 تھیں۔ گورنر جنرل کے اس غیر ملکی خاتون کے ساتھ تعلقات یہ تھے کہ ان کی بیوی بٹاپ  
 بھی طبقے نے حرف تنقید نہیں بنایا۔

غلام محمد کے اخلاقی رویوں اور مستویوں کی سبب سے

اللہ شہاب نے "شہاب نامہ" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"انہوں نے گورنر جنرل غلام محمد کے لئے مجھے مسروق بنایا اور قریش پر پڑی  
 ہوئی فائل کا قصہ سنایا۔ بات یہ ہوئی کہ کل رات انہوں نے مس بول کو ان پر مدعو  
 کیا تھا۔ وہ حسب معمول اپنی بوڑھی والدہ کو اپنے ساتھ لے کر آئی۔ یہ بات مسٹر

غلام محمد کو پہنچا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ مس بول کو ان کے ساتھ لے کر آئے۔ لیکن  
 مس بول اکثر ان کی اس آرزو کو پورا نہ کیا کرتی تھی۔ کل رات کے وقت کے دوران  
 مسٹر غلام محمد نے مس بول کی والدہ کے ساتھ بیٹی بے رخی کاہنہ لیا اور کچھ تاریا  
 نکلتا بھی گئے۔ مس بول نے اس بات کا بہت برا بنایا۔ آخر صبح گورنر جنرل نے  
 اسے ایک فائل کے ساتھ اپنے کمرے میں طلب کیا۔ وہ منہ چھلانے ہوئے آئی  
 مسٹر غلام محمد نے اسے حکم دیا کہ وہ صبح سویرے روتی صورت لے کر ان کے کمرے  
 میں نہ آئے بلکہ مسکراتی ہوئی ان سے ملے۔ مس بول اسی طرح منہ چھلانے لگی  
 رہی۔ گورنر جنرل نے تقاضات انداز میں کئی بار اسے مسکراتے کا حکم دیا تو اس نے  
 تھکے سے فائل زمین پر ڈس ماری اور روتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

اب مسٹر غلام محمد نے میرے ذمہ یہ فریضہ سونپ دیا کہ میں مس بول کو سمجھا  
 دیا۔ ان دنوں انہوں کو مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہو اور بیٹی خوشی قریش پر  
 پڑی ہوئی فائل لے کر گورنر جنرل کے حضور میں پیش کرے۔ میں مس بول کے  
 پاس گیا تو وہ ساہواری فحشیت کی طلبی کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ وہ بیٹی نہ لے کر اور  
 غصہ و طبیعت کی لڑائی تھی اور مسٹر غلام محمد کی مدد و بیوی کی وجہ سے اسے ان کے  
 ساتھ ایک خاص قسم کی بد روئی تھی، میں نے اسے قائم نہیں سمیت سارا واقعہ سنایا  
 تو انہوں نے مسٹر غلام محمد کے ساتھ پہلے یہ آمیزش ہوئی، گورنر جنرل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی  
 اس نے اپنی سکرٹری یا نوادہ پھوڑا اور قریش پر پڑی ہوئی فائل لے کر اسے بعد  
 میں لے کر اپنے کمرے میں لے گئی۔ مسٹر غلام محمد کا چہرہ دودھ پیتے بچے کی طرح  
 مل گیا اور اس نے اسے دیکھ کر انہوں کو اس سے بے اختیار رائیں ٹپکنے لگیں۔ پھر  
 وہ اپنے کمرے میں لے گئی۔ ان کی بیٹی پر ہل چکے تھے اور غرا کر بولے۔ تم یہاں کیا  
 کرتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے بلایا ہے، فوراً میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔"

اشہاب نامہ سے ایک اقتباس

### حسین شہید سہروردی

پاکستان کے ایک اور سابق وزیر اعظم حسین شہید سہروردی بھی بچے ہوئے



ایچ کے حامل تھے۔ ہر رات وہ کراچی کے ہوٹل میٹروپول "سچ لکھوری یا علی" کے پانٹ کھول میں گزارتے اور اس ڈھلے میں کراچی کی مشہور سینما میں جناب حسین شہید سہروردی کے ساتھ ہوتے۔ اس کے باوجود جناب سہروردی کی اقتدار سے محرومی کی وجہ ان کی یہ رنگینی نہیں تھی۔ وہ وزیراعظم دی دیکھن پارٹی کے عمل پورے پر بستے تھے جس کے حقیقی سربراہ جناب سکندر مرزا خود تھے اور انہوں نے جناب سہروردی کو معزول کرنے کا فیصلہ اپنے ذاتی اقتدار کو طول اسنے کے لئے کیا تھا۔

### سکندر مرزا

جناب سکندر مرزا پاکستان کے پہلے صدر بنے۔ انہوں نے جی ایلو ریڈیفکس بیکرڈی حکومت پاکستان دوسری شادی کی ان کی یہ شادی ایک غیر ملکی عینہ سے تھی جس کا نام نایبہ تھا۔ یہ ایک دو تیر ایرانی سفارت کار کی دیکھ سے طور پر پاکستان میں مقیم تھیں۔ نایبہ صاحبہ جناب سکندر مرزا کو چند آٹھیں اور انہوں نے ایرانی سفارت کار سے طلاق لی اور جناب سکندر مرزا سے شادی کی۔

شادی سے پہلے ایک رات نایبہ اپنے خالہ کی فیم "وہ وہی میں سکندر مرزا" اپنے فلیٹ پر لے گئی۔ جہاں اس نے سکندر مرزا کے لئے آمیت ملایا اور تمام رات اس کے ساتھ بسر کی۔ سکندر مرزا نے نایبہ کو 5 لاکھ روپے ہائیپک دی۔ سکندر مرزا اکثر فی محفلوں میں کہا کرتے تھے کہ میں نے دنیا کا سب سے بڑا ٹکٹ لیا ہے۔

قدوت اللہ شہاب نے اپنی کتاب "شہاب خاں" میں یہ بات کہ جناب سکندر مرزا کے گورنر جنرل بننے کے بعد مختصر مدہ نایبہ سکندر مرزا کی ہوس سے انہیں پہلا حکم یہ موصول ہوا کہ گورنر جنرل غلام محمد کی غیر ملکی فیم سے ایک بیٹ بیکرڈی نو گورنر جنرل کے عہدے سے فوراً استعفیٰ حاصل کیا جائے۔ وہ رات اللہ شہاب نے یہ کام گس ذہانت سے کیا۔ اس کا ذکر بھی ان کی کتاب "شہاب خاں" میں تفصیل سے موجود ہے۔ جناب سکندر مرزا کے گورنر جنرل اور صدر است کے دوران نایبہ سکندر مرزا ہی گورنر جنرل ہاؤس اور صدر پاکستان ہاؤس کے دوران تمام امور کی انچارج

تھیں اور تمام تر فیصلے ان کی مرضی سے ہوتے تھے۔ جناب سکندر مرزا کی نایبہ کے ساتھ دوسری شادی ان کے سیاسی کیریئر کے عروج کا باعث بنی اور وہ اس غیر ملکی خاتون کے ساتھ پہلے سے شادی شدہ آدمی ہونے کے باوجود اس مملکت پاکستان کے کسی سیاسی آدمی یا ذہبی طبقے میں بھی مقبول نہیں ہوئے۔

سکندر مرزا اس قدر شراب پیٹے تھے کہ ان کے دوست ان کو پانی پھرتی "شراب کی دکان" کہا کرتے تھے۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق ان کی موت فطری تھی مگر ان کے خون میں شراب ایک جڑی نشیبت اختیار کر گئی تھی۔

### اس حمام میں

سیاست دانوں اور اپنے محترم لیلہ ران کے "پاکیزہ" کراچی بھٹک ہمارے سامنے ہے۔ جنگی بدولت چو تھی بار موام کو فوجی حکمران قبول کرنا پڑا۔ مگر اخلاقیات کی یہ گندگی صرف حکمرانوں تک نہیں بلکہ ان کی شاہانہ طبیعت کی بدولت یہ وہاں نیچے تمام پھیل چکی ہے۔ یہاں ہم ایسے ہی مختلف کرداروں کے سروپ دیکھیں گے۔ جن میں سیاست دانوں کے رشتہ دار بھی شامل ہیں اور کہیں کہیں شاہانہ ہمارے اپنے بھی۔ آئیے اپنی اخلاقی قدروں کا نونہ پڑھیں۔

### 1947ء میں اتنی عصمتیں نہیں لٹی تھیں

پھر بھی ابھی اس پر جرح کر کے ان مصمتوں کا حساب لگانے کی کوشش کرتا ہوں تو جانتے ہوں کہ ان کے ماتحتوں نے مسلمان عورتوں کی لونی ہیں۔ لیکن کس ان سے اپنی فیموں اور ان کے انصافوں کی بد قسمتی کا تصور کریں۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں خدا مہم سادہ و پاکیزہ کے گوش کرتا ہوں کہ 1947ء کے فسادات میں مشرقی پنجاب میں آنے والے مسلمان عورتوں کی عزتیں نہیں ٹھیں، جتنی گزشتہ چھ سات سال میں پاکستان کے اندر رہی ہیں۔ یہ عام دستور تھا کہ پھیل پارٹی کی ورکر عورتیں نوخیز لڑکیوں کو کالوں میں اگلے یا ملازمت دہانے کے بہانے وزیروں کے پاس لے جاتی تھیں اور وزیر اگر نہ لے لیتے تو ان کو یا کسی دوسری جگہ ملاقات کا وقت دیتے اور وہاں ان



کی ذہنی صحت لوٹ لیتے، آپ کو لانے کے بعد گھر والوں اور دنیا والوں کے خوف کے ماتے یہ چپ چاپ لٹ پٹ کر گھر لوٹ آئیں۔ وزیروں میں اس بات کا متعلق ہوتا کہ کس نے کتنی کم سن لڑکیوں سے لطف اٹھایا۔ اسلام آباد کی ایک بڑی عیادت میں ممتاز بھٹو نے برسرعام کہا کہ میں نے یہاں آنے والی تمام حسین اور اپنی پہلے وہ عورتوں کے ساتھ ہم بستری کی ہے۔ وہ پنجاب کی عورتوں کو بہت پسند کرتے تھے۔ اگر کسی سابق وزیر کا کوئی ڈرائیور آپ کا دوست ہے یا کسی والی یا بیٹی والا ہو تو اس کا کاروبار کرتی ہے آپ کی جاننے والی ہے تو اس سے پوچھ لیجئے کہ بیٹیاں پارٹی کے وزیروں نے کتنی مسلمان عورتوں کو خراب کیا ہے۔ لانا ہے اور ان کی زندگیوں بچاؤ کی ہیں۔

باجید القادری حسن بھٹو، تقریباً 22 اگست 1977ء

### چابیوں سے کمروں تک

”کی کلب“ کی ادوار سے گزرتی ہے۔ پہلے وہاں تھیں ایک بڑی ساتھ لڑا تھا جو عام طور پر غیر مسلم ہوتی تھی۔ بیشتر کا تعلق گوا سے تھا۔ ان کی چابیوں کے ذریعے پارٹیز کا انتخاب ہوتا اور ممبران اپنے پارٹیز کو ملے، ان سے پہلے جاتے۔ پھر کمروں کا دور آیا۔ بڑے بڑے پیٹنگے حاصل سے تھے۔ ان کے ہر کمرے میں پارٹیز پہلے سے موجود ہوتا کہ کمرے کے قبیلوں کی تعداد بتائی اور سات کے پردے میں شیطان کا رقص ہوتا۔ ”عوامی دور“ میں کلب صرف وزیروں کے لئے رہ گئے، باقی لوگ ہاں ہی میں کمرہ وچ سے تھے شیطان کا رقص۔ ریاض پارٹیوں کا انتظام چار بنگلوں میں کیا جاتا رہا۔ یہ پیٹنگے ڈیفنس ہاؤس کے تھے۔ جن میں شہید ملت روڈ اور مزار قائد اعظم کے پاس واقع ہیں۔

”کی کلب“ کی پارٹیوں کے دور رہے تھے۔ اس سے پہلے کی پارٹیوں میں صرف وفاقی وزراء، ان کے بھولی شریک ہوتے تھے۔ ان کی پارٹیاں صوبائی وزراء، افسران، تاجروں اور بڑے سرمایہ داروں سے ملے جاتیں۔ شراب کی تعداد بھی تو ”فخار“ چھانسنے کے لئے ریویو اور ٹی۔ وی کے میلے سے بعض ارکان کی

خدمات بھی حاصل کی گئیں کہ وہ شوقین فنکاروں کو ”کی کلب“ کی راہ پر بھیج دیتی جگہات بھی یہ کارہائے نمایاں انجام دیتی رہیں۔  
(بھٹو روزنامہ ”دن“ 27 اکتوبر 1977)

### فخر زمان

فخر زمان کا اصرار ہے کہ اسے شاعر اور ادیب بھی تسلیم کیا جائے۔ انہیں اس وقت شہرت ملی جب ان کا نام اپنی ہی بی بی کے قتل کے الزام میں سامنے آیا۔ بہر حال فخر زمان نے اپنی حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس الزام سے بہت حاصل کیا اور شہر، ادب کے واسطے سے ایک اور کو بیوی، مالیہ جو شہرت نہیں کے نام سے ریویو پر چند کرام پروڈیج سرگمائی تھی۔

جس وقت بیٹیاں پارٹی پنجاب کے عورتوں نے جمائیں بدو کے خلاف احتجاج کیا۔ تو فخر زمان کو صدور بنا دیا گیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق وہ ہر جگہ پارٹی صوبہ داروں سے کافی اور شراب کا مطالبہ کر دیتے۔ بیچے لوگ انتہام کر بھی دیتے ہو انکار کرتے وہ بچے اپنی بد نصیبی کو دوتے دیتے۔

بیٹیاں پارٹی کے عورتوں نے بہت فخر بھٹو کے دوسرے دور میں تابید خان سمیت شہر، دار، حسین حقانی کے خلاف پمفلٹ چھاپا۔ جس میں ان کے کرتوتوں کا پردہ چاک کیا گیا تھا۔ پمفلٹ میں لکھا گیا تھا کہ تابید خان کی بہن کا معاشرہ حسین حقانی کے ساتھ عورتوں سے ملتا تھا، وہ نواز شریف کا اس وقت دست راست تھا۔ یوں مسلم لیگ ق کی بہن کے کردار میں تابید خان کے پاس کتنی دلی تھیں۔ بلکہ تابید خان نے ان کو دیکھا کہ وہ بیٹیاں پارٹی کی کولڈ امینہ ہے شراب پیتی ہے۔ اور روز ایک آدمی کا ”لوٹ“ کرتی ہے۔ اور سب فخر بھٹو سے ملاقات کے منتلاشی افراد سے ملنے کی یہ لڑکیوں کا مطالبہ کرتی تھی۔ اس کے علاوہ جو سب سے خوفناک اعتراف سامنے آیا، اس کے مطابق وہ نور خاں لاہور میں تھوڑی اور صحت مند لڑکیوں سے مل کر ہرے ”خوش“ راجتی تھی۔ پمفلٹ شائع ہوا تو فخر زمان نے اپنی گاڑی پر تھوڑی سی ”بیسالے“ اٹھو کر لانے کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ انہیں اپنے تین ساتھیوں پر شک



گزر کر اسے اپنے اسی میں سے کوئی باہر کر سکتا ہے۔ جس پر انہوں نے مصطفیٰ قریشیؐ کے لئے ایسے ملکہ کی حکایاں دیں۔ اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ تمہیں شاید خانہ کی ضروریات کا زیادہ علم تھا اب وہ انتظام پر اثر آئی ہے تو تمہارا حلیہ بگاڑ کر دکھانے لگا۔

## مختار اعموان

[illegible]

مشتاق اعوان

دوبارہ پانچویں کے ایک تہذیبی اور مشرقی افواہوں پر۔ ان سے اسے جس  
مرئیتی بھٹو نے ایک بار کہا تھا کہ میں سب پر اپنی کہانیوں سے اس مشرقی افواہوں سے  
بچانا چاہتا ہوں۔ یہ بات مشرقی افواہوں کے آئینے میں آتی ہے۔ افواہوں کی اس  
اسے تالیف خان کی نظارت میں عوامی نمونہ بنایا گیا۔ انکوائری کے اسے اسے اس  
نے میاں شہباز شریف سے اپنی پوری لکھی ہوئی امر علی بھی لایا۔ اسے اسے اسے  
ممل تعاون کا یقین دلایا۔ اس کی تصدیق میر علی سے لے کر اسے اسے اسے  
کے بھلی کے بھی کی۔ ان دونوں مشرقی افواہوں سے اسے اسے اسے اسے  
مست ہو کر انتقالی وقت آئے اور انھوں نے یہ حال سے پہلے اسے اسے اسے  
نفس کی حالت میں امر علی یعنی سے بار بار یہ کہتے رہے کہ "میں اسے اسے اسے"  
کل ان کہوں کا تو معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں البتہ مشرقی افواہوں سے اسے اسے اسے  
ہے کہ وہ جیل میں ہیں۔

جہانگیر بدور

تیسرا ارادہ جماعتیں بڑھنے۔ محلہ انکم ٹیکس کے اہل کار ٹیکس وصول کرنے کے لئے ملک و ترہم توڑ جان کی کوشش میں داخل ہوئے۔ تو وہاں ان کی ملاقات جماعتیں بڑھنے سے ہو گئی۔ انہوں نے اہلکاروں پر "عبد اللہ" کے لئے ناپید خانہ کو قیون کیا کہ ناپید خانہ میں جماعتیں بڑھ رہی ہیں۔ ابھی پلٹ شروع ہی ہوئی تھی کہ ایک سرکاری اہلکار نے قیون چھین لیا اور کہا کہ ملک و ترہم کو اسلام آباد لے جاؤ وہاں جا کر شکایت کرنا اور ساتھ یہ بھی بتاؤ کہ خدائے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے۔ اور یہ بھی کہ ایک صوبائی وزیر خا کو "وزارت ایکٹ" روپے کی ادائیگی کیوں کرتا ہے۔ مقدمہ توڑ جان سے عدالت کی اور کھانا کے ناشتوں کے چم متہ کو میں لکھیں اور کہہ دیں گی۔

[illegible]

## حکیمان تاثیر

شعبہ ادب سے لے کر سماجی و اخلاقی مصلحتی مرکز کی سیکرٹری اطلاعات اور پنجاب اسمبلی میں ایک ایسی ایڈیٹر جناب سلمان تاثیر کی ایک شادی بھارتی صحافی خاتون "تولین سنگھ" سے عہدہ جی ہوئی۔ جسے انہوں نے بیحد خفیہ رکھا۔ تولین سنگھ جو بدلت ہوئی آئی کی بل ہے اور اس کا نام موی ہے کہ آتش 'سلمان تاثیر' کا بیٹا ہے۔ تولین سنگھ نے جس کا شمار اب بھارت کی معروف خاتون صحافیوں میں ہوتا ہے 'بھارتی جریڈے کے لئے اپنی یادداشتیں قلم بند کیں جسے "سویٹی" (Savvy) ہے



باقی انگریزی ماہر سے نے ”سی بی وی میں آج ہی منہ“ قرار دیا تھا۔ کمون اپنی خودتوش میں لکھتی ہے۔

خود نوشت میں لکھی ہے۔  
 "اس سادے عرصے میں والدین کا مجھ سے ایک ہی خائن تھا۔ شادی، ننھا  
 اعلیٰ ایک بہت راحت پسند سکھ گھرانے سے تھا۔ ایک بہت اچھا سکھ خاندان جو  
 میرے کام کرنے کی خواہش اور اپنی زندگی آپ بسر کرنے کے بدلے کو سمجھ ہی نہ  
 سکتا تھا۔ میری ادنیٰ خصوصاً ناراض ہو گئی۔ "تم نوکری نہیں کر سکتیں" "تو اس  
 خاندان میں تو مرد بھی نوکری نہیں کرتے کہ یہ بدلے زمینداروں کا خاندان ہے۔۔۔  
 لیکن میرے لیے اس بات کی کوئی اہمیت نہ تھی کہ میں ان کی خواہشات کے مطابق  
 زندگی بسر کروں۔۔۔ میں سمجھتی تھی یہ میری اپنی زندگی ہے۔۔۔ اور میں اس سے  
 کسی لطف اٹھاؤں یہ میرا مسئلہ ہے۔۔۔ میں نہیں سمجھتی کہ شادی کوئی لاش بھی  
 ہے اس کی لاش خواہش کی جائے۔ دنیا کا احترام اسی ہے۔۔۔ یہ محض اس کا  
 ایک حصہ ہے۔ شادی کے بارے میں میرا نقطہ نظر خاص مردانہ تھا۔۔۔ میں نے  
 انہیں میں سے نہیں تھی اور ہم خاندان طلب میں بیٹھ "میں" کا انکار کرتی تھی کہ وہ  
 انہیں کے لئے "دوست آدمی" کا انتخاب کرے۔۔۔

آہرمان کے لئے 'اورست' اور 'شادی' کی طرف سے  
اور پھر دنیا کی ہر لڑکی کی طرف سے مجھے بھی شہر میں ہی ہوا تھا۔ اس کے بعد  
کی فہم اہل... میری ملاقات سلمان کاظم سے ہوئی تھی۔ ان کے ساتھ ہی میں  
اس نے ایک کتاب لکھی تھی 'اور اس کی اشاعت کے لئے ان کو تھا۔ اس کے  
انتہیہ کرنے لگی تھی... اور اس کی محبت کی امید ہو گئی۔ اس کے بعد پھر  
مجھے کبھی چیزیں یوں بھی وجود میں آجاتی ہیں 'واقعہ یہ ہے کہ... ہوا پڑنے  
ہوئی... میرے لئے یہ حیران کن احساس تھا۔ یہ بہت اچھا تھا... اس کے  
بھی... یہ تحلیل بھی تھی اور تجزیہ بھی... 'شادی' میں وہ 'شادی' کے ولی امر  
چونکہ کئی تھی۔ میں چاہتی تھی 'میرے شادی ہو جائے۔ میں وہ شادی نہ ہوں... اس  
کے پتے تھے۔ اس لئے ہمیں بہت خاموشی کے ساتھ 'پیسے' تسلیم کرنا پڑے۔ شادی  
کتاب لای... پھر میں نے اس کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ  
دعا یہ بھی لگی تھی اس کی محبت میں ادب بھی تھی... اس کی پہلی شادی ہوئی بہت

تو ظہور نہ تھی... میں نے پہلی بوی کے ساتھ اس کے تعلق کو قطع کرنے کی کوشش نہ کی۔ میں اس میں یقین ہی نہیں رکھتی کہ ایک انسان دوسرے انسان پر قبضہ بنا لے۔۔۔ شادیوں جو بھی ملتی ہیں اور ٹوٹ بھی جکتی ہیں۔ میں نے سب کچھ ترک کر دیا اور اس کے ساتھ چلی گئی۔۔۔ میرے خیال میں ایک اللہ زندگی کا آغاز جو رہا تھا اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے تصور نے دلی میں ہی میرے لئے کوئی کشش باقی نہ رہنے دی تھی۔۔۔ ولادی ادا میرے انتساب ہے سب سے زیادہ پریشان تھیں اور۔۔۔ اس کی شکل تک دیکھنے کی رواد نہ تھیں۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن ولادی جان اس کے لئے تیار نہ ہوئیں۔ مجھے اس کا بہت دکھ ہوا مجھے ان (۱۱) سے محبت بہت تھی۔۔۔

امامی شادی تین سال پہلے۔۔۔ ہم دونوں میں ہر چیز مشترک تھی، غصوں سے لے کر لکھنے پڑھنے کے موشمولات تک۔۔۔ پھر میں ان کے بیٹے کی ماں بن گئی۔ آج ۱۰ سالہ میری لڑکی ۵ ماہ کی لڑکے سے بڑھ چکی ہے۔ ۲۹ سال کی تھی۔۔۔ اور بھائی تھی کہ ۳۰ سال کی عمر سے غم کی پہلے بیٹے کو ہم سے لینا، طبی لحاظ سے لڑکا مفید ہو گا ہے۔۔۔ والدہ سے لڑائی میں تو میں پہلے ہی ریوڑ عمر کی بوجھ تھی۔ میرے والدین امیر شکاری سے خوش نہ تھے۔۔۔ آج کل بی بی پیدائش کے بعد وہ لکھنا آئے اور وہ بہت قیاسی رہے۔ انہیں احساس ہوا کہ ہم دونوں تو بنے ہی ایک دوسرے سے لے کر۔۔۔ قریب لگا رہے۔۔۔ وہ ایک باستانی تھا۔۔۔

یہ کہانی ایک عرصے سے تیار تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں تعلق بہت گہرا دو  
ہاں لوگوں میں تھی۔ یہ کہانی صرف ایک کتاب میں دنیا کا سب سے پتیار  
رہے گی۔ یہ کہانی سے یہی شادی کا انجام ہو سکتا ہے۔ یہاں علیحدگی بہت گہرا  
بعد کے طریقے سے ملے ہیں۔ ان میں رقی بھر نکلتے ہیں۔ ایک پاکستانی  
مقامہ آبادی کے لئے ان کی بھارتی لڑکی سے محبت یا شادی کرنا خود کشی کے مترادف  
ہے۔ یہ ایک ایسے قہر انگیز اس چ مجھے کوئی معذرت نہیں۔ جوش اور دلوں  
سے بھرور اور حالی ان میں رہوں سے بہتر ہیں۔ میں میں کوئی سن کوئی دہائی ہے  
ہو۔ اب بھی اس کا تصور مجھے توانائی اور فرحت کا احساس دیتا ہے۔ وہ میری بہترین































کون تھا اور پولیس ان دونوں کو ہاتھوں کے سامنے سر جھکا کے کھڑی تھی۔ پولیس کے پاس سے وقوع پزیر ہونے والی جتنی بھی چیزیں تھیں انہیں اپنے ساتھ لے کر وہاں کو کر قرار کرنے کا حکم دیا۔ وہ جس لڑکے کی جانب اشارہ کرتے پولیس اسے موبائل میں ویڈیو کرتی تھی۔ سب انسپکٹر عرفان نے فریڈک ہاک ہوسے کی وجہ سے اعجاز جتوئی کے بیٹے سے سفید رنگ کی لینڈ کروزر نمبر AFK-67 ہٹانے کی درخواست کی تو اس نے تعلیمات رعونت سے سب انسپکٹر اور پولیس اہلکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "اگر تم لوگوں نے کیا وہ باتیں نہیں تو میں اپنے کیا اوزار اعلیٰ سطح پر استعمال کرتا ہوں گا۔" اس دوران دس گیارہ سال کے دو لڑکوں نے اپنے مخالف گروپ کے ایک لڑکے کو فٹس گالیاں دیتے ہوئے زور لگاتے ہوئے شیش کی گولہ باری اور سب پولیس اہلکاروں نے مداخلت کی تو ہاتھ بٹھکیا کی کم عمری والوں نے انہیں بھی دھمکیاں دیتے ہوئے کہا کہ "اعجاز جتوئی کے بیٹے کے وہاں سے روانہ ہونے کے بعد اس لڑائی کا پس منظر جانتے ہی تو شیش کی گولہ باری ہو کر لیاقت جتوئی یا اعجاز جتوئی کسی ایک کے بیٹے کی گولہ فریڈک مخالف گروپ کے ساتھ "ہیرا ہٹ" ہے آگئی تھی جب یہ بات جتوئی صاحبزادوں کے علم میں آئی تو وہ مسلح ہو کر "ہیرا ہٹ" آئے اور کسی بھی ہمارے مخالف گروپ سے الجھ پڑے۔ اس دوران گاڑی نمبر 6515- زید میں جو مسز نفی ڈوسا کے نام سے درج ہے اور وہ لڑکیاں بیٹھ کر قریبی ریسٹورنٹ میں چلے گئے جبکہ گاڑی نمبر 2214- بی بی کو شاہد شریوں اور گاڑی نمبر 2211- بی بی جو مسز صاحب جان بدو کے نام سے چلی گئی تھیں ان کیوں کے گروپ بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ سب سے آخر میں روانہ ہونے والی تھیں بی بی جیپ جس کا نمبر 8999- بی بی ہے۔ اسے تھا جو سوار تھیں ان کے نام یہ لڑکے لڑکیوں کا گروپ روانہ ہوا۔ اس گاڑی میں سوار ہوتے وقت ایک لڑکی نے سگریٹ کا ٹکٹ اور موبائل فون گاڑی کی سیٹ پر جھپٹے ہوئے ٹکڑے سے ملے مالم میں کہا کہ "مبارک پر دو گرام اپ سیٹ ہو گیا۔"

اس واقعے کے بعد مختلف تھانہ رابطہ کر کے اس شخص سے اور ڈیڑھ بجے کے بیٹے اور بھتیجے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ایوبی پر "موبو" ایسے پولیس اہلکار نے

صرف اتنے کہا کہ جب آپ سب یکہ وہاں کھڑے ہو کر دیکھ چکے ہیں تو ہم سے دریافت کر کے انہوں نے ٹھیک پاشی کرنے سے کیا قاعدہ، آٹن دی دیکھارہ تھانہ کے دیکھارہ ہے ایسے کسی واقعہ کی اطلاع نہیں ہے۔

27 اپریل 1998ء لڑکیوں کو بے آہود کر کے اور ایک میل کرنے والا وی۔ سی۔ آر بلاؤس کا مالک خرم جہاں کے ہاتھوں کو قرار کیا گیا۔ بیٹن پارٹی ضلع میرجہ کی صدر انجم جی جہاں کا رنگا جہاں خرم جہاں عرصہ دراز سے بیٹے کے ساتھ بیٹے کے گھروں کا وارڈ ہار کر رہا تھا۔ اس کا دھمکی تھا کہ وہ انتقامیہ کے اعلیٰ افسر کو بھی قاتلین سپاہی کرنا تھا اس لئے اسے کوئی کر قرار نہیں کر سکتا۔ کوشش روز موبائی شکایات کے پیش نظر ایس۔ ایس۔ بی۔ ایس۔ حسین کی خصوصی ہدایت پر تھانہ تھانہ کے ایس۔ ایچ۔ اور راجہ عرفان سلیم اور اسے ایس۔ آئی۔ اے۔ شیش نے پولیس تھانہ کے ہیرا ہاک کامیاب چھاپہ مار کر اسے کر قرار کر لیا اور اس کے قبضہ سے فٹس قاتلین برآمد کر لیں۔ یہ قاتلین مختلف شریف گھروں سے تعلق رکھنے والی سب راہروی کا شکار کم عمر لڑکیوں کی بھائی گئیں تھیں۔ موم نے دوران تفتیش کی اعترافات بھی کئے ہیں۔ پولیس نے چند اہم دستاویزات بھی برآمد کر لی ہیں جبکہ گروہ کے دیگر افراد کی کر قراری کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ فیصل آباد میں ایس کے منظر عام پر آنے کے بعد خرم جہاں نے گاڑی الٹی شیش کو رمنٹ گائی میرجہ کی ایک جگہ کا ایک میل کیا اس کی عریاں فلم بنا کر اس کے ذریعہ دیگر شریف تھانہ آٹن کی سڑکوں کو بھی ایسی دوس کا نشانہ بنایا مگر لوگ اپنی عزت چھپانے کے لئے اس کے لئے وارنٹ جاری کیا گئے۔ اسے اور اس بات کا ناجائز قاعدہ الحاکم خرم جہاں فنی پولیس سے یہ احتجاج کیا گیا کہ "پرسن" ہوں اور میرجہ کی شہزادیاں مجھ پر مرقی ہیں۔ موم نے انی علامتوں کی عزتوں کے چراغ گل کئے۔ اس نے ہاتھ عرصہ پہلے میرجہ کے ایک انتہائی طاقتور خاندان کی بیٹی کو ورغلا کر اپنے دام محبت میں کر قرار کیا اور اس سے نکاح کا قائلہ لے لیا۔ لڑکی کے گھر والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے رازداری سے ایڈ جی ویسیٹر کے میرجہ میں موجود ذمہ داروں اور بعض وکلاء سے رابطہ کیا جن کی مخلصانہ کوششوں کے نتیجہ میں طلاق حاصل کی گئی مگر بھیل یا صفت



خرم اس پر بھی ہانک آیا اور اس نے شریف قائدان کی محبوبی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں بیک میں کرنا شروع کر دیا۔ غور و غریب سے بتایا کہ میں اس دلیل شخص کی قریب کاری کو محبت سمجھ کر اس کے چال میں پھنس گئی تھی اور انکار کر لیا مگر قریب ہونے کے بعد مجھ پر یہ راز نکلا کہ جو شخص اپنی باتوں تک سے اس قدر "مفری" ہے وہ میرے ساتھ کیسا سلوک کرے گا۔ اس نے بتایا کہ وہ مجھ سے بعد میں وعدہ کرانے کا سوچ رہا تھا اس لئے میں اس کے چال سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔ خرم جہاں کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ پہلی سہیلین رہا کر بعض شریف لڑکیوں کو خون پر تلک بھی کرتا رہا ہے اور اس سلسلہ میں گزشتہ دنوں ایک بار ان شخص سے اسے لپٹا کر دو مشین کے ہمراہ پھرتولی کی تھی۔

○ 25 ستمبر 1995ء کو اسلام آباد میں پولیس نے فاشی کے ایک ایسے چھاپے مارا تو وہاں سے دو عورتیں دو مرد اور شراب کی دو بوتلیں برآمد ہوئیں۔ ان علاقہ کے لوگوں نے بتایا کہ انہیں ایک سرکاری افسران "سرکاری محکمہ" اور ایم۔ این۔ اے عمارت کی کازیاں آیا رتی تھیں۔ اس لئے وہاں وہ بھی اس ادوی شکایت کی جرات نہیں ہوئی۔ اس ادوی چھاپے کے نتیجے میں دو لڑکیاں ملنے آئے ان کی اپنی زندگی کی ایک کہانی ہے۔ ایک گداور سردار صاحب "خود روئے" ہے۔ یہ ہے وہ اس لئے محبت فروشی کا وعدہ کرتی رہی کہ ان کی "معلوم بیک" "کھاتہ" پورا ہو چکی تھی۔ ہر صاحب اولاد کو دہیہ سے ہمراہی ادوی چھاپے میں اسے اپنی بی

کائنات کی خاطر دنیا و آخرت کی کائنات چھوڑنے کا ادوی فیصلہ کیا۔ یہ حالت تصویر دو سرا رخ دیکھا جائے تو اس کے شوہر باپ نے ایک تاریک باب سے پردہ اٹھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ "خود روئے" اس کی بیوی بن کر نہیں رہتا چاہتی ہے کہ وہ ایم۔ این۔ اے ہاسٹل میں ایک "مخدوم صاحب" کے پتہ میں رقعہ ہے۔ وہ "خود روئے صاحب" کے ہسٹل تک کیسے پہنچی یہ الگ داستان ہے۔ "معلوم ہوا ہے کہ پولیس کے ہاسٹل افروغی و اغفلت پر فاشی اور عیاشی کے اقروم میں گرفتار تین مردوں اور دو عورتوں کو پھیل بھیج دیا ہے۔ تاکہ اخبار نویسوں اور اس ملک کے باشندوں کو مزید "مخدوم" یا "مخدوم لڑائی" کا پتہ نہ چل سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ باپ کے تعلقات شہباز سرسید میں

جامع ایک ایسے "آدم" جیسے ادبی سحر سے تعلقات میں اور وہ اپنی محبوبیت کا سب سے۔ اس بار بھی "خود روئے" کو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا لیکن "خود روئے" اور "سازو کو چال" والیاں اپنے مقاصد قربان نہیں کر سکتی ہیں۔ اس لئے وہ دونوں ہی راہ میں داخل ہیں۔ دونوں ادوی چالیں ہیں۔ بار بھی وہاں ہے اس طرح گزشتہ دنوں لاہور پولیس نے فاشی کے اسے پھانچ مار کر کچھ ٹورڈ لڑکیوں کو گرفتار کیا تھا جو خیمہ پالی ہائی ایک عورت کے ایک اسے پرستی تھیں۔ ان کے بارے میں بھی یہ اطلاع ملی کہ انہیں وارث لوگوں کی مرضی حاصل ہے۔ ان کے گھر پر بھی اور انہیں اسمبلی اور سرکاری افسران کی آمد و رفت جتنی تھی۔

○ 18 مارچ 1998ء مسلم لیگ ق میں بلدیاتی ٹکٹوں کی تقسیم کے لئے جلسے کے اجلاس میں ملکی کارکنان اس۔ ایچ۔ او ٹی سی سید مستحسن علی شاہ کے چارے کا مظاہرہ کرتے رہے۔ امیدواروں کے شروع ہو رہے تھے کہ کبھی کارکنوں سے شکایت کی۔ اس۔ ایچ۔ او ٹی نے بازار حسن میں نمائندگی کر رکھی ہے۔ گاڑیاں اندر نہیں جانے دی جاتیں۔ کارکنوں نے قائد ار کے خلاف گفتگوں کے انبار کا دھوکہ اور قرار دیا بھی نہیں کی تاہم قائدین نے انہیں خاموش رہنے کو کہا ایک ایم۔ این۔ اے نے کہا "آپ کو وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے؟"





## آزاد کشمیر

آزاد کشمیر، وادی، لوہو، گاؤں، حصہ ہے، جو آزادی کی نعمت لئے اوسے ہے۔ جب کہ ان کے بھائی مقبوضہ کشمیر میں اپنی عزتوں اور لوہے کی آبیاری سے رہے ہیں۔ مگر آزاد کشمیر کے حکمران اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کی بجائے مار چہ آزاد ہو گئے ہیں۔ اسلام آباد میں موجود کشمیر ہاؤس ان کی دیکھنیوں اور سیاستوں کا گواہ ہے۔ جہاں عزتوں کے رکھوالے حزمیں کھستے ہیں اور جہاں ہوائی کے مارے لیتے ہیں۔ 12 اکتوبر 1999ء کو ایک اطلاع کے مطابق اسلام آباد پولیس سے پیش آیا کہ پاس ایک گاڑی کو روکا جس میں انہوں نے قیمتی شراب کی آٹھ ہاشمی پکڑیں اور طرمان کو تھامنے لے گئے۔ جس پر کشمیر کی ایک بااثر شخصیت نے طرمان سے یہ دھوا مال ہے اس پر ایس۔ پی۔ اپنی گھرائی میں شراب مع طرمان کے پاس سے دھوا کشمیر ہاؤس میں پھونڈا آئے۔

سردار عبدالقیوم کے دور حکومت میں ان کے بیٹے اور ان کے سیاسی جانشین سردار شفیق الرحمن کی کشمیر ہاؤس میں دھوکے دہانی اور دھوکے بازیوں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے بعد ازاں انہیں انتخابات میں شریک نہ ہونے کا سامنا کرنا پڑا۔

یہ صورت حال صرف ان تک محدود نہیں، اسلام آباد سے جرج سے جرجت روزہ "عزمت" نے ایک سنٹی فخر، رپورٹ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سلطان محمود چودھری کے بارے میں شائع کی۔ رپورٹ کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

"مجھ سے بلا کچھ کوئی نہیں ہے اگر کوئی ہے تو میرے مقابلے میں ڈالیں کر کے دکھاتے۔ تاکہ بھی ان میدان میں ٹوڑا ہے۔ کشمیر ہاؤس، نواز شریف کے باپ کا نہیں۔ میں کشمیر ہاؤس کا اعظم ہوں جو چاہوں کروں کوئی مجھے نہیں روک سکتا جو لوگ میری پشت پر ہیں نواز شریف ان کی ہوا سے بھی بھارت ہے۔"

یہ وہ اظہار ہیں جو سلطان ذی وقار نے اپنی شراب و کھاب کی ان مصلوں میں لئے جس کی ردا اور عصمتوں کی بھیت چمکنے والی لڑکیوں نے جڑ سے کے جھڑھ میں آکر بیان کی۔ معاصر کے مطابق ان لڑکیوں نے بتایا کہ وہ آئی ہاؤس اسلام آباد کی ایسٹ بکٹ فیکٹری میں کام کرتی تھیں یہاں تقریباً 400 دیگر لڑکیاں بھی ملازم تھیں لڑکیاں جو یہ انداز اور حالت شفت انچارج تھیں اور اس میں شک نہیں کہ وہ حسن و جمال میں اپنی دیگر ساتھیوں میں یکساں تھیں لیکن انہوں نے بیڑ موت کی مفلکت کو اپنی مقدم بنا اور اسی اصول کے مطابق وہ فیکٹری میں کام کر رہی تھیں۔ اس بکٹ فیکٹری کا انداز یکسر طارق مسعود، ہائی ٹیکنس بنے جس کا جہیز سلطان محمود چودھری سے ہوا کہ 11 اگست 2001ء کو جہیز سلطان محمود چودھری کی طرح شراب و شہاب اور حسن و شباب کا دیا ہے اس کی اس قسم کی حرکت نے بکٹ فیکٹری کا دیوالیہ کر دیا۔ کارکن نے اس کا کارہ سے فیکٹری بند ہوئی، ہم لوگ گھروں کو چلے گئے۔

ایک دن جو سرسبز محمود چودھری کا سیڑھی ایلز اور ڈرائیور ارشد اس سے ملے وہاں آیا کہ کہ انہیں آزاد کشمیر گورنمنٹ میں سرکاری نوکری دی جا رہی ہے اور ان کا اعظم سے جس سے ان سے کہا کہ ہر چند کہ میں آپ لوگوں کو جانتی ہوں آپ کے لئے بھی بکٹری میں آئے ہیں ان طرف آپ کے ساتھ چلنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے بعد ان کے ساتھ آج بھی انہوں کو ساتھ لے کر آئے وہ بکٹ فیکٹری میں ہی چلے آئے تھے اور حالات اس کے بعد ان کی عزت، قہمی اس نے آکر کہا کہ جب وہ وہاں سے واپس آئے تو ان کے محل سے ہیں اور انہیں دیویتی تسمارت کہ چل کر آئی ہے تو یہ قریبوں میں آئے تھے۔ اسی اور انہوں اسی وقت چلو اور وزیر اعظم سے جا کر ملو چاروں ان کے ساتھ جیلہ آئی کے ہوا، اسلام آباد کی کوٹھی نمبر 282 قلی نمبر 3 ایف۔ این۔ 3 میں آئی یہاں وزیر اعظم جہیز سلطان محمود چودھری میرے منتظر تھے



انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ تم جیسا کہ تمہیں اپنے مستقبل کی ذرا پروا  
 نہیں۔ مجھے ارشد اور ایاز نے بتایا کہ تم بے روزگاری کے ہاتھوں بی طرفان  
 دینی کا شکار ہو چکی ہو۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف ہے لہذا اپنے طاقتور دوستوں  
 کی مدد سے شغل پر واپس آؤ۔ تمہیں اسے بھی ملے گا کہ تم دونوں کا کس ایک ساتھ  
 منظور کیا جائے۔ میں حالات کے ہاتھوں غلط ان کی باتوں میں آئی ہیں اسے سمجھا  
 بیٹھی۔ میں سمجھ رہی تھی کہ کشمیر کی آزادی اور اس کی تحریک میں ملنے والی مصیبتوں  
 کا بھرم رکھتے والا وزیراعظم کتنا بڑا اور شفیق ہے جس نے مجھے بھی بے سہارا کو  
 روزگار دینے کے لئے کتنا زور دیا۔ میں اگلے دن وقت مقررہ پر اپنی دوسری ساتھی کو  
 دے کر ارشد کے ہمراہ اسی جگہ پہنچی جس کا ذکر پہلے کر چکی ہوں تو ہمیں ڈرائنگ روم  
 میں بٹھا دیا گیا جہاں وزیراعظم آزاد کشمیر سردار سلطان محمود کی تصویریں آویزاں تھیں۔  
 ایک تصویر میں اس کے ہاتھ میں شیخ پکڑی تھی دوسری تصویر میں وہ اپنے قلم  
 جھڑی تھا ایک اور تصویر میں بے نظیر کے ساتھ برائے نام تھا چاند قیصر کی  
 تصویریں ڈرائنگ روم میں تھیں ڈرائنگ روم کے کونے پر خلاف میں لپٹا قرآن  
 پاک بھی موجود تھا۔ قرآنی آیات پر مشتمل قلائد بھی دیوار پر آویزاں تھے۔ یہاں  
 جیسے ہم بہت جلد صوفی کی بیخک میں آگئے ہیں۔ ہم دونوں بے روزگار سیاحیں  
 ابھی ان خیالات میں کھنٹی سردار سلطان محمود چودھری کو دیکھ کر ان سے ہم سے  
 میں ایک تصویر کی خاک ہاری تھیں کہ سردار سلطان محمود چودھری کی تصویریں اصل  
 ہوتے ہم احترام کرتی ہو گئیں انہوں نے کہا کہ نہیں آپ شخصیت آپ کے ہاتھوں  
 لڑائیں ہیں۔ بیٹھتے ہوئے کے ٹاپے آپ جراتوں اور بہادری کی مثال ہیں ان کے  
 کے ساتھ ہی ذرا بڑا ارشد 3 گھان شربت لے کر آیا ایک سردار سلطان محمود  
 چودھری کو آدھ میں دے دیتے گئے ہم نے گھونٹ بھرا تو وہ شربت دہا تھا کہ ہم نے  
 کہ ہم یہ نہیں چٹیں گی جس پر انہوں نے کہا اور اصل یہ شربت ہے وہ اپنی مصلحتوں  
 میں پی جاتی ہے۔ وزیراعظم سے تم آج صبح کا آدمی اسے آج صبح میں آج صبح تم کو  
 قسمت ہو کہ وہی پی رہی ہو جو شاہوں کی مصلحتوں میں پی جاتا ہے ان کا دست لہو  
 سردار سلطان محمود چودھری نے ارشد سے کہا کہ جب یہ چٹتی ہے چٹیں ان کی فاطمیں

کمرے میں لاؤ تاکہ ان کی پریشانی دور کریں۔ سردار سلطان محمود چودھری کے اٹھ  
 کر پہلے چمکے کے بعد ذرا بڑا ارشد کہنے لگا کہ تم واقعی خوش نصیب ہو کہ سردار  
 سلطان محمود چودھری نے تمہارے لئے صرف نوکری کا سہا نہیں کیا بلکہ کتنی  
 چاہت سے تمہیں چٹتی چمکے کو کہا پھر ارشد نے بھی اپنا معذرت خواہانہ انداز اپناتے  
 ہوئے کہا کہ یہ بات کہ تمہارے کس ان تک پہنچاؤں پھر ہم نے لڑا گھونٹ نکل لیا  
 اس وقت شرم کے چہرے پر تھے جب ہماری آنکھ کھلی تو رات کے گیارہ بج چکے تھے  
 چٹتی کی آڑ میں دینی کے چہرہ ہم ان کی چٹتی چٹتی چٹتی چٹتی چٹتی چٹتی چٹتی چٹتی چٹتی  
 سردار سلطان محمود چودھری کے کارندوں نے ہمیں بے لباس کر دیا ہماری ویڈیو فلم  
 علاقہ کی تصویریں چٹتی چٹتی چٹتی اور جب ہم ہوش میں آئیں تو کمرے میں موجود کئی  
 ویدیاں پر فلم چلا کر دکھائی گئی پھر پورے رات کے کمرے سے نکلتی کئی تصویریں ہمیں دکھائی  
 تھیں ان کے ساتھ ہی کمرے میں رکھا ہوا قرآن سردار سلطان محمود چودھری نے  
 ہماری باری ہمارے سر پر رکھ کر کہا کہ آج کی ملاقات کا ذکر کسی سے نہ کرنا اسی میں  
 تمہارا ہی ہستی ہے۔

ہم جب بڑا ہو چکے تھیں ہماری مصیبتوں بھرا آئینہ لٹ گیا ہم پوچھل قدموں  
 سے گھر کی طرف گئیں ارشد ہمارے راستے میں آکر اٹھا اور کہا کہ میں تم لوگوں  
 کو کچھ باتیں کہتا ہوں۔ ہم نے ان سے کہا کہ ارشد تم پر خدا کی لعنت ہم محنت کار  
 کا کہتے تھے ابھی آتے ہو کار کا دیا ہے کہنے لگا کہ میں حلف کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ  
 ہونے سے ہمارے کوئی بے ہوش نہیں لی گئی صرف تصویریں بنائی گئی ہیں۔ ہم نے  
 ان سے کہا کہ ان کے ہاتھ چٹتی کی کیا صورت تھی ہم اسے باڈی لوگ نہیں تھے  
 پھر ان کے ہاتھ لگا کر ان کی باتوں میں موجود سردار سلطان محمود چودھری کا سیکرٹری ایاز  
 کو لے کر ہم ان کے سب سے لڑائی کو سردار سلطان محمود چودھری سے فری نہیں  
 ہوتے (تو چٹتی) ان سے ان بات کا رونا چاہتا تھا انہوں نے وہ بات وہاں نہیں کر لی  
 تھی وہ سردار سلطان محمود چودھری سے کہوں گا وہ تمہیں تمہاری تصویریں اور ویڈیو  
 والوں کو دیں گے وہ جب کی طرف دل کے بھی لگتی ہیں اس طرح چند دنوں بعد اس  
 امید پر ارشد ہمیں ساتھ لے کر چلا گیا کہ ہمیں تصویریں واپس کر دے گا وہ ہمیں







لوگوں کے ہوش اٹھانے لگ جائیں گے۔ اس اسی وقت ہم نے تیسرا ایسا کارنامہ کیا جس سے  
پچیس لاکھ روپے کا سرمایہ ملیں گے۔ ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ اس کی حد  
سے بڑی خواہش ہوئی ہے کہ جن لوگوں سے کام لیا گیا وہاں ان کی بھی اس قدر  
بلور قیامت واپس پڑی کہ جھوٹا ہے۔ تیسری قسم والی لڑائی شروع ہونے لگی ان  
کے ساتھ آفس آفیسر اسکاٹلینڈ کے باعث وہ نہیں آئیں البتہ اس کے ان  
دکان ملٹی ملی فونک کنگ اور چند دیگر شاہد پہنچا دیں "مرست" سے تعلق رکھنے والی  
رواد کی تصدیق کے لئے جب سلطان ذی وقار کے آئینی حلقوں سے رابطہ قائم کیا گیا  
معلوم ہوا کہ موصوف کی عیاشیوں کی داستان ابھی نامعلوم ہے ان کا استعمال ہے کہ  
وہ چونکہ آزاد غلطی کے وزیر اعظم ہیں اس لئے آزادی ان کا خیال ہی ہے اس سے چاہے وہ  
مادر پر آزادی ہو یا کوئی اور اس لئے وہ اپنے خیالات ہی سے استہوار میں رہتے ہیں  
ان حلقوں نے یہ بھی بتایا کہ جب وہ فونک میں آتے ہیں تو ان کے پاس آزاد غلطی میں  
ایک آزاد معاشرہ کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے اور ہم آزاد غلطی میں رہتے ہیں  
تو ان اقوامی برادری ہمارے آزادی کے لئے نصیب آجیے۔

پہلے پارٹی کے سابق وزیر اعظم موتی لال نے اس کی مصروفیت کی انتہا دیکھی  
اور رنگ رنگی تھیں۔ موصوف نے اسلام آباد میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں  
ڈال رکھے تھے۔ جو کہ انہوں نے آزاد کشمیر میں اپنے لئے "مرست" کے نام سے  
فونک سے بنایا تھا۔ اس گیسٹ ہاؤس میں کشمیر کے آزاد غلطی کے لوگوں کی  
زلفوں اور شراب کی محفلیں سجائی گئی تھیں۔ ان کے پاس "مرست" کے نام سے  
بھی ہوں۔ وہ وزیر اعظم آزاد کشمیر تھے تب بھی یہ سب کچھ اپنے لئے ہی تھا  
سجھا کر بیٹھ جاتے تھے۔ سر شام شراب کے جام چلتے تھے۔ ان کے لئے  
والے آزاد کشمیر اور پاکستان کے سیاسی کرداروں کے من چلتے تھے۔ آزاد کشمیر کی تحریک  
کے مالکوں کے گیسٹ ہاؤس کے ہر کمرے میں مغربی، مسیحی، ہندی اور ان کے  
حیوانوں کی انٹیکس بکھرتی اور جسم تھرتھرتے پاتے ہاتھ تھے۔ یہ عیسائی قبیل رات بھر  
جیاد رہتا تھا۔ سچ ہوتے ہی کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑنے والے اپنے اپنے حصے کے

فنز حاصل کرتے کرتے پاکستان کے حکومتی اہلکاروں اور مختلف سفارت خانوں میں  
پہنچ جاتے تھے۔ اس ضمن میں برطانوی سفارت خانہ کی ایک تقریب خاص طور پر تھیں  
ذکر ہے جہاں پیش آنے والے واقعہ کی تصدیقات ہیں۔

پہلے بلی کیسٹن اسلام آباد میں ڈیپٹی ہائی کمشنر کی جانب سے کشمیری رہنماؤں  
کے اعزاز میں دی جانے والی ایک بہ مختلف محفل میں اس وقت جب بدعنوانی اور  
مستحکم خیر صورت حال پیدا ہو گئی جب آزاد کشمیر کے ایک معروف سیاسی لیڈر نے  
صرف "ٹی بی" کرپوری طرح امت ہو گئے بلکہ ایک گوری سفارت کار کا پوسٹ لینے  
کی کوشش میں مذکورہ سفارت کار سے انہیں جھڑک بھی مٹا پڑی۔ اس سے قبل کہ  
محفل زیادہ بڑھ جائے بعض دوسرے سنجیدہ سیاسی رہنماؤں نے صورت حال کو سنبھال  
دیا اور "محفل بکڑنے" سے بچایا۔ البتہ باقی سارا وقت غیر ملکی سفارت کار باک منہ  
چڑھاتے رہے۔ ڈیپٹی ہائی کمشنر برطانیہ نے آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر سے آنے والے  
رہنما کے ۱۶۱۱ میں بعد اور بغیر کسی درمیانی شب ایک عشاہیہ دیا جس میں ان کے  
طاہرہ طاہر اور امریکی سفارت کار بھی موجود تھے۔ جہاں آزاد کشمیر پہنچ پڑی کے  
ایک معروف رہنما یہ امر سلطان محمود انکس شراب کے جام چڑھاتے ہوئے آؤٹ  
ہوئے انہوں نے کہا "جس کا اس اپنے ملک میں اٹھیلے اور اسی مدہوشی کے عالم  
میں ایک امریکی سفارت کار "مرست" کے پاس جا کر زوردار قتل کیا اور انگریزی  
میں لکھا۔

"Mrs. Liza I am most Pleased to meet you in Kashmir"

Kashmir"

پہلے کشمیر کے سیاسی رہنما قصور صا حریٹ کانفرنس کے ویڈیو روں نے  
ان کی اس بات پر سخت اعتراض کیا اور کہا کہ اس وقت جب کہ انڈیا میں برطانوی  
ڈیپٹی ہائی کمشنر پاکستان میں برطانیہ کے ہائی کمشنر "پولیسٹیکل ایڈمنسٹریٹو" پریس  
تو صلہ موجود ہیں اور ہمیں خالصتاً کشمیر کے مسئلہ پر ہماری آراء کے لئے دعوت دے  
دی گئی۔ ایک ذمہ دار اور سیاسی لیڈر کی جانب سے اس قسم کی حرکت غیر ملکی  
سفارتکاروں پر کیا تاثر چھوڑے گی طاہرہ ازین اس موقع پر آزاد کشمیر قانون ساز



اصلی کے سابق پیکر صاحبزادہ احسان ظفر کو بیٹا سلطان نے کہا کہ جسکے ذمے  
لے آپ مجھے معاف کر دیں اور میرے راستے میں دلائل نہیں ہیں یا صاحبزادہ  
احسان ظفر نے انہیں باتوں میں لگایا۔ "بھدراؤں وہ بھولنا دھمکی پھیلانی کے مرداد  
مرداد خاندان اراجم کے پاس چلے گئے اور ان سے بھی اس قسم کی باتیں کہنے لگے جو  
میں وہ ایک برطانوی سفارت کار کی اہلیہ کے پاس گئے اور ان کے من سے وہ لکھتے  
کی کوشش کی تو انہیں بھی طرح طرح کے جواب دیے اور ان کے اور خدو اور  
سے قصے لگانے شروع کر دیے، ایسی صورت حال بنی کہ ان سے وہ سب سے پہلی  
زعماء کو پریشان کر دیا اور انہوں نے انہیں سنبھالنے کی کوشش کی البتہ غیر ملکی  
سفارت کاروں نے ڈیپلومی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ کوئی بات نہیں معزز ممبران  
قبول ہے "ہارنگ" ہو گئے ہیں اس کا برا نہیں سمجھتے۔ البتہ "مقیم" صورت حال  
خاص مظاہرہ خیر بن چکی تھی جو سارا عرصہ وہی حالت اور ان — احسان ان مظاہر  
میں سب سے آخر میں جانے والے ممبران اور سلطان نے

[illegible]

ترقارہ نے والی لڑکیوں میں لافور کی صلاحی بی اورین ارم یک اور شادیہ خان شامل ہیں۔ یہ لڑکیاں علمی بیرونی بننا چاہتی تھیں۔ راکیت وزیر کے ہتے چڑھ گئیں۔ پٹانی جالے والی دو شہزادہ ارم یک کے کما کر میرے والی شادیہ حمید سے

عورت سے محرم ہیں۔ انہیں سنا گھر سے بعد از رضا ہے کہ وہ گھر آئے، فخر میں  
 نہ گئی وہ ان کے گھر گئے ہیں، صحت شام حیدر اور اس کے ساتھیوں کو سب ہسپتال لایا  
 یا تو انہیں دوا دی، یا ان کو آئی سی یو میں سے اکثرے لیا کہ وہ بچ جائیں گے۔  
 رولڈ جیٹا جیٹے تھے۔ لیکن انہیں ٹیلا لیا کہ جب حملہ ڈاکوئی سوانہ نہیں ہو چکا  
 آجیہ کو بچا جائے، دوسرے کی اجازت سے نہیں ہے۔

[illegible]



تصویر بنا رہا تھا اس وقت پکڑے جانے والوں میں سے ایک شخص غصہ اٹھانے  
 لگا۔ یہ سب مرد نہیں ہیں میں مرد ہوں میری تصویر بنادو۔ پھر لوکل  
 شراب کے ٹکے میں بدست رنگ ریلوں میں مصروف مرد و خواتین گرفتاری کے بعد  
 رنج و غم اور مظلومیت کی تصویر کھائی دینے لگے۔ ایک وزیر سیت اس مردہ مظلوم  
 میں شامل تمام افراد اس قدر تھکائے اور گڑگڑائے لگے کہ ان سے یہ موقع کوئی  
 مظلوم اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ گرفتار ہونے والی حالتوں سے موقع کوئی  
 اپنے چہرے چھپانے اور خود کو پھیلنے کی گارنٹی میں کھینچ لیں۔ ایک نے کہا  
 ہمیں ان فوٹو گرافروں سے بچاؤ۔ ایک لڑکی نے کہا خدا اور انہیں تصویر مت بنانا کہ یہ  
 چھپ گئی تو میری دل مر جائے گی۔ مزید دیگر لڑکیاں بھی حالت میں مار مار کر کہنے  
 لگیں۔ محفل میں شریک تمام لڑکیوں کا تعلق لاہور سے تھا۔ ایک خاتون نے تو ہنسنے  
 بولتی تھی اور جس کا تعلق ورہ آدم خیل سے تھا اسے بھی ہنسنے لگی۔ ایک لڑکی  
 تصویر نہ بنائیں۔ میرے گھر والے مجھے کوئی مارا۔ ایک نے کہا اسے مار دے  
 ہیں۔ مجھے معاف کر دو۔ ان پر وہاں موجود پولیس والے اس واقعہ میں سے  
 ایک کام کر رہے تھے تھانہ لاہور میں سے کیا تعلق تھا۔ ان کے ہاتھوں میں بھی  
 شرم نہیں آتی۔ پولیس نے موقع سے بہت فائدہ اٹھا کر ان کی حالت کو  
 کیں وہاں پودھری شہید حمید بایک نکل فون کی گئی تھی اس سے اس کی باری  
 کے بارے میں دریافت کیا گیا تو پودھری شہید حمید نے کہا کہ وہاں پہلے اسے  
 چلی گئی تھی۔ شراب کے ٹکے میں مہوش آکر۔ شہید کے ساتھ پودھری شہید  
 حمید نے وہاں موجود اخبار کے ایک رپورٹر کو ملے۔ ان سے پوچھا کہ اسے کون  
 اپنے ایڈیٹر کو کہو کہ میری خبر نہ چھاپے۔ میں عادی اس سے کہہ دوں گا کہ  
 ساری زندگی "خدا مت" کرتا رہوں گا۔

مظاہروں کی اخلاقی حمایت کرنے والے یہ "اعوان" انہیں قیامت سے کس قدر  
 کرے ہوئے ہیں ان کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں۔

آزاد کشمیر کے وزیر صحت سردار اعظم آفندی نے صبر و بردباری سے برصغیر کوئی  
 والیں اپنے آپنی گھر وہاں پور جاتے ہوئے۔ یہ پائی دست ہاتھوں میں قیام لیا اور

یہی ہر محکمہ صحت کوئی کے افسران کی میٹنگ رکھی۔ میٹنگ کے بعد وزیر صحت  
 ہوشی کر کے سے باہر نکلے تو شراب کے ٹکے میں مہوشی کے باعث مختلف کاموں کے  
 سلسلے میں آئے ہوئے لوگوں کو پھیلیاں دینا شروع کر دیں اور پھر سب کے سامنے  
 ریڈ باڈی کے صحن میں کھڑے ہو کر پینٹنگ کرنا شروع کر دیا اور لوگوں سے کہنے  
 لگے کہ دیکھو میں اتنا میچازک نہ ایک بنا رہا ہوں۔ وزیر صحت کی خواہش باغی کو دیکھتے  
 ہوتے تھم سالہ حالت تھے۔

آخر میں 17 اگست 1989ء کو فوش آنے والا یہ واقعہ بھی پڑھتے جائیں  
 واضح رہے کہ اس میں ملوث وزیر بھی اپنے ہم عصروں کی طرح باغی ہی قرار  
 پڑتے تھے۔ واقعہ کے مطابق

آزاد کشمیر کے وزیر تعلیمات پودھری شہید یاسین اور ان کے دو ساتھیوں کو سسر  
 اور اسے اس کے رشتہ سے ملنے سے مایوسہ سے اسلام آباد آئے والی بی۔ آئی۔ اے کی  
 وزارت میں واپس شہید بی۔ آئی۔ اے اور صبر بچائے جہاز میں خواتین چار تھیں ملے کرنے اور  
 ملے 3 تھیں سٹی بی و سٹی بی کے تمام میں گرفتار کر لیا جبکہ وزیر کے ساتھیان  
 سے ایک ہزار کے اور جانی 18 کی 32 تھیں نہ آکر کر لی گئیں۔ بعد ازاں انہیں تھانہ  
 لاہور میں پھیلنے کے ساتھ لڑکیاں انہوں نے اسپتال میں وزیر اور  
 ان کے ساتھ ملائیں 1989 کی مئی کے بعد ان کے گرفتار دہلی کا آغاز کر دیا۔ 16 اگست کی  
 صبح 10 بجے ان کے ساتھ سے تھانہ لاہور سے آئے والی بی۔ آئی۔ اے کی پرواز 710  
 حشر آکر۔ کشمیر کے وزیر تعلیمات پودھری شہید یاسین اور ان کے دو ساتھیوں کا نام حسین  
 اور اس کے ساتھ 18 سالہ بی۔ آئی۔ اے میں کوئی آغاز سے لگا اور شروع کرنا شروع کر دیا جس  
 سے سب کو ہنسنے لگا۔ انہوں نے ان دوران انہوں نے جہاز کی ایک ایئر ہوشن اور  
 لاہور کے خواتین سے سب تھیں کی سب ملے نے سمجھایا تو پوچھ توڑ کر حملہ کر دیا تاہم  
 شوق و خواہش میں یہ اسے کی وجہ سے خود ہی راہداری میں گر پڑے۔ حملے نے  
 انہیں ہسپتال انٹار سیٹ پر بٹھا کر سیٹ نیٹیشن باندھ دیں جبکہ جہاز کے پستان خورشید  
 چمکے۔ اس دوران کنٹرول کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ جہاز کے رکتے ہی حملے نے  
 تینوں کو اتار دیا تو خاص طور پر وزیر اپنے ہوش و حواس میں نہ تھے۔ بعد ازاں سسر













[illegible]

علم کی جامعہ کی ایک سکلی میں لیا دے گئے۔ ان میں ایک سکول تھا  
 دکھا ہے۔ اس محترم نے تعلیم کی روشنی بکھلائی۔ ان میں ایک سکول تھا  
 کی ایک ایڈمی سکول رکھی ہے۔ جس سے گئے گاہ سے۔ ان میں ایک سکول  
 توفیق نام کی ایک عورت ٹیچر کیوں کو مصروف ہے۔ اس سے ایک سکول  
 انہیں ایسی فوائد سے ملایا جاتا ہے۔ وہ اس میں ایک سکول  
 ہیں۔ گاہ کی آمدنی میں "کلت" اور "ادب" کے نام سے ایک سکول  
 اہل میں پھنس جاتی ہیں۔ جہاں توفیق اور "کلت" کے نام سے ایک سکول  
 لڑکیوں کو جو نوکری کے حصول کے لئے تیار ہے۔ وہ ایک سکول  
 سلیمان آباد میں جاتا ہے۔ جس کا انہوں نے بھی تصور رکھی ہے۔ وہ ایک سکول  
 میں داخل جاتی ہیں تو سکول کے رجسٹر سے ان کا نام اسی سہ سے اور قندے کے رجسٹر  
 پر چھٹے کاغذ ان کے ارد گرد منظر لا کر رہتا ہے۔ علم کی جامعہ سے لے کر  
 آج تک اپنی "سیاسی" خدمات کا ریکارڈ موجود ہے۔ وہ ایک سکول  
 عدلیہ اور ری۔ صوبائی اور وفاقی سطح پر انہم لوگوں کے ساتھ ان سے وابہ تھے۔ منزل







والے حاوی نے ہماری زندگی کو گہرے صدمے سے دوچار کر دیا۔ اس کے نتیجے میں  
 فاخرہ کی یہ حالت تھی کہ وہ رات بھر سو نہیں پاتی تھی۔ خواب آوار گولیوں کی آواز  
 کرتی۔ بچیوں کی موت نے اسے اس قدر دبا دیا کہ وہ رات کے وقت  
 سڑکوں پر نکل آتی۔ میں اسے پکڑ کر لایا کرتا۔ وقت گزر جاتا اور بلا آخر وقت سناں  
 کے دشمنوں پر عزم رکھ دیا۔ کچھ عرصہ قبل اس نے سماجی خدمت کا بیڑا اٹھایا تو میں  
 نے اس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ میں بلڈ بنک کا فیصلہ دار ہوں۔ میں غلامیں دیکھا  
 ہوں۔ لاہور کے ثقافتی 'سیاسی' مہائی اور سرکاری حالتیں مجھے شکست بھی کھانے  
 میرا احترام بھی۔ میری زندگی ایک کھلی کتاب ہے۔ فاخرہ بھی آج سے دو سال پہلے  
 تک میری زندگی میں خوشیوں اور راحتوں کا اعلان تھی۔ دو سال قبل اس کی ملاقات  
 کالے رنگ کے ایک "بلیک میڈ" سے ہوئی ہے۔ مجھے اس شخص سے ساتھ اس کی  
 ملاقات پر اعتراض تھا۔ ان کے ہاتھ میں 'میں' صرف یہ جانتا ہوں کہ ہاتھ  
 پہل ساڑ اور قرایہ ہے۔ میں نے مرزا سے ساتھ فاخرہ کی ملاقات کا یہ بھی اعتراض  
 نہیں کیا۔ اس لئے کہ یہ سیاست سے باخبر ہے۔ راجہ سے اس سے واقف رہا ہے۔ اس کی  
 خدمت پر صرف اس لئے مجھے کوئی اعتراض ہے کہ اسے سیاست میں اعلیٰ مقام بھی  
 میرے نام کی منہ سے ملے گا۔ اب اس کے ساتھ ہر وہاں سے ملے گا۔ اس کے  
 وہ سال قبل جب میں نے فاخرہ سے ملاقات کی تھی تو اس نے کہا کہ اس کے  
 گھر تو اس کے والدین کے ساتھ ہے۔ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے والدین  
 اعراض بھی تھا کہ اس سے ملنے کی کوشش نہ کرے۔ اس کے والدین کے ساتھ  
 حامل مرزا اور عورت زاد سے خط و کتابت میں رہتا ہے۔ اس کے والدین  
 وہی کو خط و کتابت سے روکے ہیں۔ اس کے والدین کے ساتھ ایک کالہ بلیک میڈ  
 ان کے درمیان دعا دے رہا ہے کہ میرے پاس اس کے والدین ہیں کہ تمہاری دعا  
 نہیں جوتے رہے گی۔ میں نے فاخرہ سے کہا کہ وہ حقیقت بتا دے میں  
 بلیک میڈ سے ٹٹ سکتا ہوں اور تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ ان دونوں فاخرہ بہت پریشانی  
 رہی۔ بلا آخر یہی شخص اپنی چال میں کامیاب رہا اور میری 20 لاکھ کی جائیداد حاصل

کرتے ہیں کامیاب ہو گیا۔ میں اپنی بچیوں کے مستقبل کی خاطر فاخرہ کے مسئلے میں  
 مزید اس وقت تک کچھ نہیں کہوں گا جب تک وہ پائل نہیں کرتی۔ لیکن میں یہ واضح  
 کہوں کہ میرے خاندان کو تباہ کرنے والے کا مشر زمانہ دیکھنے کا میں نے اپنا مقصد  
 خدا کی عدالت میں وا کر دیا۔ اگر میں سمجھا ہوں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے شکست  
 نہیں دے سکتی اور میرا یہ بھی اعلان ہے کہ فاخرہ اور اس کا دوست بھی خدا کے  
 ہاتھ سے نہیں بچ سکیں گے۔ جب چودھری صدیقی سے پوچھا گیا کہ فاخرہ کی کوئی  
 کمزوری اسے اس کے آشنا کے اشاروں پر چلنے کو مجبور کرتی ہے تو انہوں نے خدشہ  
 ظاہر کیا کہ وہ چونکہ بلیک میڈ ہے اس لئے مجھے خدشہ ہے اس نے فاخرہ کے بلو  
 پائے تیار کر رکھے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ بلو پائے جعلی بھی ہو سکتے ہیں لیکن فاخرہ نے  
 مجھے احملا میں لینے کی بجائے ایک بلیک میڈ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو میں یہ  
 سمجھتا ہوں کہ یہ میری 'میرے خاندان اور میری جوان بچیوں کی بد نہیں ہے۔  
 فاخرہ صدیقی کجرات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ابتدا میں تو بھڑی کے عالم میں  
 اس کی شادی اس کے ایک رشتہ دار کے ساتھ ہو گئی لیکن وہ اپنے خاندان کے ساتھ  
 خواتین سے بد سلکی۔ خاوند دادو آدمی تھا بلکہ فاخرہ فیشن ایبل حسینہ کا روپ دھارے  
 رہتی تھی۔ دونوں کے درمیان والدین کی مداخلت سے طعن لگی ہوئی۔ پھر اس کی شادی  
 محمد حسین سے ہونے لگی۔ ایک شخص کے ساتھ ہو گئی۔ محمد حسین بٹ کے ہاں اس نے دو  
 بچے والے گھر کیا۔ ان کا ایک جوان بچہ اس وقت قانون کا طالب علم ہے۔ اس نے بتایا  
 کہ میری طرف سے آوارگی کی طرف مائل تھی اور اس کا مومنوہ خاوند چودھری  
 صدیقی ان کا خاوند ہے۔ اس سے پہلے تین خاندانوں نے بھی آوارہ گردی کی  
 وجہ سے طلاق لی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ چودھری صدیقی سے پہلے فاخرہ اس کے  
 باپ کی دکان تھی۔ ان کے باپ نے اس کی عیاشیوں سے تنگ آکر طلاق دے  
 دی۔ فاخرہ نے قرعہ جھٹکی سے معلوم ہوا ہے کہ وہ محمد حسین بٹ کے گھر میں تنگی  
 میں تھی۔ اس نے کہا کہ یہ قرار اختیار کی اور لاہور آگئی۔ لاہور کے لاری اڈہ میں  
 اس کی ملاقات ایک ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ ہوئی۔ اسے فاخرہ نے بتایا کہ وہ اپنے  
 خاوند کو چھوڑ کر بھاگ کے لاہور آئی ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اس سے تین مزارع



عورت کو چند راتیں اپنے پاس رکھ کر اور پھر فاشی کا اذہ پلانے والے ایک دلال  
یوسف کے پاس فروخت کر دیا۔ یوسف کے اذہ سے وہ کئی ماہ تک سرہانہ دار کو گولہ  
کے بستر کی خدمت بختی رہی۔ اس زمانہ میں یوسف نے چودھری صدیق کو قتل کر کے اس  
کے پاس گجرات کی ایک "غورہ جی" آئی ہے۔ چودھری صدیق اس وقت فلمی دنیا کا  
ملا ہوا لکاشی بین تھا۔ انہوں نے یوسف سے کہا کہ وہ اس "جی" کے ساتھ رات بسر  
کرنے کی منہ بولی قیمت دے سکتے ہیں۔ چودھری صدیق تمام جینی کی غرض سے قافرو  
کو لے آیا۔ قافرو نے اسے اپنی زندگی کے حالات بتائے اور کہا کہ وہ پیدائشی طور پر  
گناہ کی زندگی بسر نہیں کر رہی بلکہ گناہ کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دی گئی ہے۔  
چودھری صدیق نے اسے شادی کرنے کا جھانسہ دیا جس کے نتیجے میں قافرو نے  
عورتوں کے دلال یوسف سے نجات حاصل کر لی۔ اسی اثنا میں قافرو کے غلام محمد  
حسین بٹ کو علم ہو گیا کہ قافرو لاہور کے ایک فلم سٹوڈیو چودھری صدیق سے ہاتھ  
میش و عشرت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ محمد حسین بٹ سے یوسف صدیق کے ساتھ  
ملاقات کی اور اسے قافرو واپس کرنے کا مشورہ دیا۔ ان دنوں قافرو اپنے کشش کے  
باعث چودھری صدیق کے اعصاب پر سوار ہو چکی تھی اور ان کے فحش و  
پرستش میں اس قدر بند پائی تھا کہ اپنی پہلی بیوی کو بھی جس طرح سے تیار ہو گیا۔ محمد  
حسین بٹ کے ساتھ قافرو کی ملاقات ہوئی۔ قافرو نے اسے کہہ دیا کہ تم میرے  
انکار کر دیا اور چودھری صدیق کے ساتھ شادی کر لی۔ قافرو نے محمد حسین بٹ  
نے قافرو کی خود سری دیکھ کر چودھری صدیق کے ایمان سے غلامی سے دی۔ یوں  
قافرو صدیق کچھ عرصہ تک غیر قانونی بیوی رہے۔ بعد ازاں قافرو بیوی بن گئی۔  
چودھری صدیق نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے محمد حسین بٹ کو چارہ رقم بھی  
دی جس وقت یہ شادی ہوئی اس وقت محمد حسین بٹ کا ایک چھوٹا سا بیٹا بھی  
قافرو نے جینی تو غلام سے حاصل کر لی مگر بیٹا باپ سے یوں کہہ کر چلا گیا کہ وہ  
جب قافرو کی تصویر ایک اخبار میں شائع ہوئی تو محمد حسین بٹ سے اپنے بیٹے کو چاہا کہ  
"قافرو اس کی اصل ماں ہے" قافرو کا بیٹا اپنی ماں کا محمد حسین بٹ سے خوش ہوا اور  
انسانیت کی ٹھیکیدار قافرو سے ملنے کے لئے شہر ماں چلا آیا۔ شہر ماں میں قافرو کے گھر

پہنچا تو ماں نے اپنے لخت جگر کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ بیٹے کو ٹھیکہ لگایاں دیں اور  
دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ قافرو کا بیٹا اپنی ماں کا تین آئینہ سلوک دیکھ کر روتے  
رہ گیا۔ آج اس کا کہنا ہے کہ میری ماں کو اپنی بدکاری کی سزا مل رہی ہے۔ چودھری  
صدیق ایک ایسا انسان ہے مگر قافرو اب چوتھے غلام سے بھی نجات حاصل کر کے  
رہے گی۔ محمد حسین بٹ کے بیٹے نے بتایا کہ اس کی سگی ماں تو کار کے غلام میں ہیں  
تجلی ہو گئی تھی مگر اب اس کی سوتیلی بہنیں اور بھائی ماں کی بدکاری کے باعث جیتے جی  
مرد جا رہے ہیں۔ قافرو صدیق کے بیٹے پر قس کے بارے میں بعض لوگوں نے سنسنی خیز  
اگلافتات کئے ہیں۔

### شہین منور سابق ایم۔ پی۔ اے

بھلو کے دور میں ایک عورت "شہین" نے خصوصی شہرت حاصل کی۔  
شہین منور سابق کے جاگیردار کی خرمستیوں کے باعث حکمرانوں کے دلوں کی دھڑکن  
میں تھی۔ اس خوب و دشمنی نے پنجاب کے کرنا دھر کا کو اپنی زلفوں کے جال میں گرفتار  
کرنے کے بعد اپنی پناہ بھلنے کے لئے احمد آباد میں مارا شروع کر دیا۔ اس وقت  
پنجاب کے دارالحکومت کے ایک ایڈوائزر "قدوائی" اور شہین کے شکار کے سبب بیوی  
عشرت رکھتے تھے شہین کو دولت کی بہت ہوس تھی اس قدر کہ اس نے ایک  
ایڈوائزر "احمد" کی موجودگی میں ایک سو پالی وزیر کو پھنسا لیا۔ یہ سو پالی وزیر منکر کا  
ایک جاگیردار تھا۔ محمد علی نے "احمد" سے کہا جاتا رہا۔ شہین کے لئے کئی حوالوں سے  
پہنچا تو ماں نے اپنے لخت جگر کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ بیٹے کو ٹھیکہ لگایاں دیں اور  
دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ قافرو کا بیٹا اپنی ماں کا تین آئینہ سلوک دیکھ کر روتے  
رہ گیا۔ آج اس کا کہنا ہے کہ میری ماں کو اپنی بدکاری کی سزا مل رہی ہے۔ چودھری  
صدیق ایک ایسا انسان ہے مگر قافرو اب چوتھے غلام سے بھی نجات حاصل کر کے  
رہے گی۔ محمد حسین بٹ کے بیٹے نے بتایا کہ اس کی سگی ماں تو کار کے غلام میں ہیں  
تجلی ہو گئی تھی مگر اب اس کی سوتیلی بہنیں اور بھائی ماں کی بدکاری کے باعث جیتے جی  
مرد جا رہے ہیں۔ قافرو صدیق کے بیٹے پر قس کے بارے میں بعض لوگوں نے سنسنی خیز  
اگلافتات کئے ہیں۔



بدتر انداز میں "ایم کے" کو کالیاں دیتے ہوئے سنی گئی۔ شاہین نے بعد میں حکم کے  
 اس کمرے سے شادی کر لی جو "خاوانی" ہونے کے حوالے سے مشہور تھا۔ یہ خاوانہ  
 آج کل بھی ایک صوبے میں اہم سیاسی پوزیشن کا حامل ہے۔ اسے یہ پوزیشن صرف  
 شاہین کی بدولت ملی ہے کیونکہ کئی بڑے سیاست دان آج بھی شاہین سے لطف  
 اندوز ہوتے ہیں اور وہ اس کے خاوانہ کو اقتدار کے قریب تر رکھنے پر مجبور ہیں۔  
 میاوانی کا ایک بڑا بھائی گروہ بھی شاہین کی حسین آنکھوں کا شکار ہے۔ شاہین کی ایک  
 بیٹی کی شادی بھی ہو چکی ہے لیکن آج بھی اس کے قریب ماحول اسے دے دے جس  
 دو دعوں کا کہنا ہے کہ "آتش ابھی بجوان ہے" اس دور کا ایک ایک آدمی فراموش ہے۔  
 جیسا کہ ملک صاحب اجمن کی بہن مہکن میں فاشی کا آواز بٹاتی تھیں اس فاشی کے اثر  
 کی بدولت ممتاز کئی بار جیل گئی۔ قمارش میونس کے پاس سے ہوتے ہوئے وہ گھر پر آگئی،  
 ممتاز نے مہکن کے کئی جاگیرداروں کو اپنا شکار بنایا اور ایسے بھائی کو صوبائی اسمبلی اور  
 بعد میں صوبائی کابینہ کا رکن بنوا دیا۔ صوبائی کابینہ میں صاحب سے فاشی کے قریب  
 دیکھو توڑ ڈالے موصوف نے جس نے ڈالی دینی تھی وہاں ایسے انداز کی نظر ایک  
 خاتون صحافی پر پڑ گئی اور اس پر وہ ہاتھ دھوا اور چپکے انداز میں اسے نیچے پڑھنے  
 پڑا آخر اس خور و شیراز نے ملک کو اپنا خاوانہ بنالیا۔ شاہین نے اسے اسے اس کی  
 ہٹاسکی۔ ملک کو کئی بار خوفناک مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہین نے اسے اس کی  
 اور جیل سے آتے ہی مہکن کے ایک جدید اوشن میں ڈال دیا۔ اسے ان بھی  
 درندگی کا یہ عالم بھی "خلق خدا" نے دیکھا کہ مہکن کی شاہین نے آگے بڑھتے ہوئے  
 ہوئے وہ بیوی سمیت ہوٹل میں رہائش پزیر ہو گئے اور اسے اس کے ۲۰۰۰ میں ایک  
 ہی کمرے میں پڑے ہوئے دوسرے بڑے جسموں سے گھیرا۔ شاہین نے شاہین ان سے  
 ایسی پارٹی دو گروہ کو دور رکھتی ہے جس میں وہ بعد سے شاہین کے ساتھ اپنے ان کی بیوی  
 کو سیاسی کام بھی کرتا پڑتا ہے اور اپنے خاوانہ پر نظر بھی رکھتا ہے۔ شاہین نے عمل  
 افیس لاہور میں سرکاری افسروں اور جاگیرداروں کے ساتھ ایسے نا انصافی کی ایک کو فشی  
 میں پولیس نے گرفتار کر لیا تھا۔ ان کے ساتھ موجود سہرا اور سوار بھی تھیں۔ رہائی  
 کے بعد ملک نے پولیس کارروائی کو سیاسی انتقام بنایا۔ اس عوامی سلوٹ کا ایک گروہ

اپنی جنسی میاشی کے باعث بہت شہرت رکھتا تھا۔ اس نے بھی اپنی کابینہ میں کسی ایک  
 بھی ایسے وزیر کو نہیں رکھا جو شراب و شہاب کا رسیانہ ہو۔ ان کی صوبائی کابینہ کے  
 ایک رکن میں صاحب نیل سے رہائی کے بعد ایک دستہ میں جلتے ہیں کہ شملہ  
 بیانی کے نزدیک ایک بار ان کی نظر ایک خور و شیراز پر پڑ گئی یہ خور و شیراز خواہن  
 کے کسی کالج میں لکچرار تھی۔ اس نے اپنے چہرے کو تعظیم دیا کہ کسی طرح اس خور و  
 شیراز کو قابو کریں۔ کارندوں نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے اس دستہ کو یہ لالچ  
 دیا کہ وہ جس سیاسی گروہ کو بہت انصافیت پسند کہتی ہے وہ شخصیت اس سے ملنا چاہتی  
 ہے۔ کارندوں نے اہم شخصیت سے ملوانے کے لئے اس دستہ کو گورنر ہاؤس تک لے  
 آئے۔ سرائی صوبائی وزیر کے بقول جب یہ دستہ گورنر ہاؤس سے اٹھی تو وہ پاگل  
 ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ان کی آخری ملاقات ایک قبرستان میں ہوئی تھی جہاں وہ  
 اپنی والدہ کی قبر پر چھٹی اپنی مصمت کے لئے یہ قیاد کیا تھی۔ اس صوبائی وزیر کا کہنا  
 ہے کہ "سب میں اس میں تھا تو میرا حیرت مرامت کرتا کہ میں خود اس لڑکی کو سب  
 گروہ اس کے لئے گناہ میں شریک تھا۔ آج میں اس عورت کو ناخوش رہا ہوں تاکہ اس  
 سے دیکھ لیں کہ عدالت کی لڑائی میں سمجھ کر اپنے گھر میں رکھوں۔ اور اپنے گناہوں کا  
 ثبوت۔ اور اسے جیل میں وہ مجھے کبھی نہیں ملتی۔ اور ضمیر کی غرض مجھے بے چین رکھتی  
 ہے۔ اس میں مجھے اس دستہ کی معصومیت اور دستہ لوگوں کی جنسی ورنہ کی یاد آتی  
 ہے۔ تاکہ اسے قاتل کی گھاس کے ساتھ ساتھ میرا دل بھی دوتا ہے۔ لیکن اب  
 مجھے اس سے کوئی بات نہیں ہے۔ تاکہ اسے کہہ دوں کہ میرا مقدر بن گیا ہے۔

### حجاب اسمبلی میں

حجاب اسمبلی میں ایک رکن اسمبلی نے یہ انکشاف کر کے حیرت زدہ نہیں  
 کیا کہ اسمبلی کے ماحول میں اراکین اسمبلی شراب پیتے ہیں۔ طوائف ان کے بستر  
 گرم کرنے کے لئے آتی جاتی ہیں۔ کئی اراکین اسمبلی نے نشے کی حالت میں ان کو  
 بھی پریشن کیا۔ اس ضمن میں حافظ اقبال خاوانی ایم۔ پی۔ اسے نے کہا کہ



"ایم۔ پی۔ اے" ہوسٹل میں ارکان شراب نوشی کرتے اور رات کو طوائف ہوسٹل میں آتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ امن و امان کا مسئلہ نہ ہو۔ پیکیٹر کو ایکشن لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ کئی مرتبہ شراب کے نشہ میں وحشت ارکان نے میرے دروازے پر دستک دی۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔ اس موقع پر اس وقت کے پیکیٹر جناب محمد حنیف رات موجود نہیں تھے۔ اس لئے ان کے فرائض ادا کرتے ہوئے قائم مقام پیکیٹر میاں افضل حیات نے کہا کہ آپ یہ مسئلہ پیکیٹر جناب میں اٹھائیں۔ ممبران اسمبلی کے محروم کردار کی یہ ایک معمولی سی جھلک ہے۔ نو ایک رکن اسمبلی نے دکھائی ہے۔ طوائف کوئی آہلنی مخلوق نہیں۔ اس سلسلے میں ایک بار نہیں بڑا ہمارا یہ بات منظر عام پر آ چکی ہے کہ وہ حرمیہ وادوں 'چالیہ داروں اور سیاحی گھراؤوں کی بی اولاد ہیں۔ میرا منہ ان کے ایک ترجمان کا کہنا ہے کہ "طوائف ایم۔ پی۔ اے ہوسٹل نہیں جائیں گی تو اور کہاں جائیں گی۔" اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ارکان اسمبلی کی اکثریت اور طوائفوں کی اکثریت کی رگوں میں ایسے ہی شیطانی خون گردش کر رہا ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے۔

کند ہم جنس با ہم جنس  
کیوتر بہ کیوتر بہ

شراب نوشی اور شباب لازم و ملزوم ہیں۔ شراب با حیل جنس پہنڈی ہے لیکن مراعات یافتہ طبقے کے لوگ اسے سرعام پیتے ہیں۔ ارکان اسمبلی ایم۔ پی۔ اے ہوسٹل میں بھی باز نہیں آتے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے قومی اسمبلی کے ارکان اور "معزز ترین" وفاقی و صوبائی وزراء اسے باہر سے لے کر منظر عام پر آچکے ہیں کہ وہ شراب و شباب کے رہنما ہیں۔ ممبران اسمبلی سے دست لینے کے لئے عوام کے پاس جاتے ہیں تو اپنی ٹیک ٹائی کے بلند بالک دھمکتے ہیں۔ انہیں یا کردار 'با اصول' دیانتدار اور جرات مند کہا جاتا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں میں لکھی کوئی عقلی موجود نہیں ہوتی۔ عوام سلامتی کے ساتھ نسل و نسل اپنے لوگوں کو اقتدار میں لاتے ہیں۔ جن کا کردار قاتل غریت ہوتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ارکان میں ایک شخص تو پیدا ہوا ہو کہ حق کی آواز بلند کر سکتا ہے۔ ہم پیکیٹر کے

کردار پر اعتراض اس لئے نہیں کر سکتے کہ اس طرح "معزز ترین" کا استعمال مجروح ہو جائے گا۔ یہ کیا استحقاق ہے کہ جب عوام کی بے حرمتی ہوتی ہے تو پیکیٹر کتابتہ کے اسمبلی میں بات کرے۔

جب ارکان اسمبلی کے وفاقی اور شرابی ہونے کی بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ پیکیٹر کے بند کمرے میں بات کرے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے سیاست دانوں اور ارکان اسمبلی حتیٰ کہ وزراء کی ایک بڑی تعداد شراب و شباب کی دیا ہے۔ ان کے ذرائع آمدن محروم ہیں۔ ان کی بد عنوانیاں نکلی ہیں۔ یہ عوام کا خون نکالتے ہیں اور شراب پی کر مغالوں کو نچراتے ہیں۔ صوبائی اسمبلی کے اسی ایوان میں جب ایک رکن اسمبلی نے ایک شخص سارہ خاتون کی آہواز پر پیکیٹر کی بات کی تو پیکیٹر نے یہ نہیں لیا کہ یہ بات پیکیٹر جناب میں کی جائے۔ جب ارکان اسمبلی کی شراب نوشی اور ایم۔ پی۔ اے ہوسٹل میں رات کے وقت طوائفوں کے آنے کا ذکر ہوا تو پیکیٹر کے "استحقاق اور معزرت" نے جو جس مارا اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ بات پیکیٹر

جناب میں کرے۔ "شب ہاں" پیکیٹر یا اس "ایم۔ پی۔ اے" ہوسٹل اور اسلام آباد کے ایم۔ این۔ اے ہوسٹل سے لے کر سرکاری مہمان خانوں تک تمام جگہوں پر اسمبلیوں کے اجلاس کے دوران طوائفوں اور چل گرلز کا رواج رہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے لڑکی اور لڑکے خصوصی ادارے قائم ہیں۔ جہاں سے صحت مند اور خور و شراب کی ساری چیزیں کے لئے مہیا کی جاتی ہے۔ جو نئی اسلام آباد یا لاہور اسمبلیوں کے اجلاس شراب دے رہے ہیں۔ قورہ لڑکیوں کے سوداگر کہتے ہیں کہ ہمارا "دھندہ" شروع ہو گیا ہے۔ اکلے اوقات میں ہی بھی پیش آ جاتی ہے۔ کئی ایسی دو شیرازیں بھی ہوتی ہیں جن کے شرم کے خیر باد ایک وقت ملی گئی ایم۔ پی۔ اے اور ایم۔ این۔ اے ہوسٹل ہیں۔ ان حالات میں جی سیال کی کہنے والے کئی بھانے بناتے ہیں اور ایسے لوگوں کو "مطلوبہ" کہتی ہیں۔ وہ زیادہ دولت مند یا با اثر ہو۔ اسلام آباد میں میڈم طاہرہ یہ دھندہ کرتی ہے جبکہ لاہور میں ایک نیا کردار "نورین" کے نام سے سامنے آیا ہے۔ نورین اس وقت لاہور میں تین کو تھیں کی مالک ہے۔ اس نے کئی گاڑیاں اور پاک نیل سیٹ رکھے ہوئے ہیں وہ عمر کے اعتبار سے اوجیز عمر کمزور







نئے میں وصت تھی۔ پولیس نے تمام ملازمین کو گرفتار کر کے تھانہ سیکرٹریٹ لے جایا دیا۔ بعد ازاں ڈائریکٹر ہاسٹل نے کارروائی کرتے ہوئے ملازمین کے زیر استعمال کمرے نمبر 95, 112, 52 اور 113 کو تھیل کر دیے۔ دریں اثناء ڈوڈیٹھل مجلس صلیب صلیب نے ایم۔ این۔ اے ہاسٹل میں رہتے ہوئے ہاسٹل کے والی وٹیم بوسیت 18 افسروں کو 14 روز کے رہائش پر اڑیاں چیل بھیج دیے۔ معلوم ہوا کہ شراب کی محفل کو سرکاری افسر فیم خان نے سبایا تھا۔ چھاپے کے دوران فیم خان فمشرے کے ہمراہ فرار ہو گیا۔

### طاہر سلطان ایم۔ این۔ اے

مول بیچ آغا انعام الرحیم نے بھنگ سے رکن قومی اسمبلی محمد طاہر سلطان کو 13 اکتوبر کو عدالت میں طلب کیا ہے۔ یہ طلبی ان کی الیہ شیعہ سیانی کی جانب سے گھر پر اعتراضات کی ادائیگی کے لئے دائر کئے گئے ایک دعویٰ پر کی گئی ہے۔ قومی میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ شیعہ جیلانی کی شادی 30 مئی 1988ء کو تحصیل نورکوٹ ضلع بھنگ کے محمد سلطان سے ہوئی۔ جس سے الیہ بیچ شرمین سلطان اور الیہ بیچ حیدر سلطان پیدا ہوئے۔ شادی کے پندرہ ماہ بعد تک محمد طاہر سلطان کا بیٹا نہ پیدا ہوا۔ بعد ازاں فریج نہ دینا اور اکثر گھر سے باہر دھنسا محمد طاہر سلطان کا بیٹا نہ دینا اور اسے گزارنے بسبب بھی احتجاج کیا تو محمد طاہر سلطان نے اس الزام میں سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں کے حکم کرنے کے لئے رہتا رہتا ہے۔ درخواست گزار و معلوم ہوا ہے کہ اس کے شوہر محمد طاہر سلطان کے غیر عورتوں سے تعلقات ہیں اور وہ اپنے تمام آمدنی شراب نوشی اور میاشی میں خرچ کر رہا ہے۔ درخواست گزار نے محمد طاہر سلطان کو بری عادات ترک کرنے کے لئے کہا تو 2 ماہ قبل اسے وہاں بچوں سمیت گھر سے نکال دیا۔ اس وقت سے درخواست گزار اپنے والدین کے گھر رہائش پذیر ہے۔ کچھ عرصہ قبل معلوم ہوا ہے کہ اس کے شوہر محمد طاہر سلطان ایم۔ این۔ اے نے بد کردار عورت شامک سے شادی کر لی ہے۔ شامک مالدار مردوں کی جائیداد چرپا کرنے کے لئے شادی کا ادارہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شامک نے محمد طاہر سلطان سے دو لکڑ روپے کی زرعی اراضی اپنے نام منتقل کرائی ہے۔ درخواست گزار کی بیٹی

شرمین سلطان ایسٹ فوڈ لائسنس میں فیکٹ لائسنس میں زیر تعلیم ہے۔ محمد طاہر سلطان اور گروہر سکول ایم ایم عالم روڈ لاہور میں زیر تعلیم ہے۔ محمد طاہر سلطان کی 4 کنکریں ایک گھر میں ہیں۔ اور 7 مربع اراضی سلطان باہو ضلع بھنگ میں ہے جس کی ملکیت لکڑوں روپے ہے۔ درخواست گزار نے کئی بار فریج 11 کہنے سے انکار کر دیا تھا اس نے بھنگ آکر لاکھ روپے ملے اور 24 لاکھ روپے معاوضہ خراج کی وصولی کے لئے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔

### بوسہ لیگ

مراد علی، جسٹس عارفہ فضل محمد نے 13 اکتوبر 1987ء کو ایک بیان میں کہا کہ نواز شریف کی مسلم لیگ اب "بوسہ لیگ" بن چکی ہے۔ شیخ رشید کے بعد اب بھنگ قومی اسمبلی میں پیش سامعہ میں اس میدان میں آئے ہیں۔ عارفہ فضل محمد نے کہا کہ نواز شریف کو بدعت اور بدعتوں کے اختیارات میں قومی اسمبلی کے پیکیج والی پیش سامعہ میں پیش سامعہ کے ساتھ تصویر لکھ کر اپنے انتخاب پر ضرور غور کرے۔ ان کی پیش سامعہ کو یہ رسید نہیں دیتا کہ وہ آرٹسٹس سے گلے مل کر بوسہ دے گا۔ اس لئے شامک نے انہوں نے کہا کہ نواز شریف کو چاہیے کہ وہ اپنی مجلس سامعہ کے ساتھ نہ صرف عدالت میں بلکہ ایسے شخص جس کو اپنی اسلامی روایات اور عادات سے وابستہ ہے اس طرح سے عدالت کا کوئی حق حاصل نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اپنی پیش سامعہ کی حرکات و سکنات دیکھی ہوں گی لیکن بتایا جائے کہ اس میں سے کچھ والوں نے یہ تصویر دیکھی ہوگی تو ان پر کیا گزری ہوگی۔ عارفہ فضل محمد نے کہا کہ ان کی پیش سامعہ کی تصویر افشاں شعیب سے لکھی گئی ہے اس لئے تصویر لینے والے کو نوٹز اور نوٹز صرف مبادیہ کے مستحق ہیں بلکہ انہیں اس طریقے سے ایسے رہنماؤں کے اصلی چہرے قوم کے سامنے لانے پر قصصی ایوارڈ بھی دینے چاہئیں۔ جمیعت کے رہنمائے کہا کہ دو مہری جماعتوں کو "فاشٹ" کہنے والے نواز شریف اس تصویر کے شائع ہونے کے بعد اپنی جماعت کے رہنماؤں کو کیا خطاب دیں گے۔ ابھی تو یہ سورج کی روشنی میں اپنی پیش سامعہ کی ایک بھنگ



نئے میں وصت تھی۔ پولیس نے تمام ملازمین کو گرفتار کر کے تھانہ سیکرٹریٹ لے جایا دیا۔ بعد ازاں ڈائریکٹر ہاسٹل نے کارروائی کرتے ہوئے ملازمین کے زیر استعمال کمرے نمبر 95، 112، 52 اور 113 کو تھیل کر دیے۔ دریں اثناء ڈوڈیٹھل مجلس سبکدوشیہ سے ایم۔ این۔ اے ہاسٹل میں رہتے تھے۔ محفل سجانے والی وہ شہیمہ سیت 18 اگست کو 14 روز کے رہنماؤں پر الزام چیل بھیج دیا۔ معلوم ہوا کہ شراب کی محفل کو سرکاری افسر فہیم خان نے سبایا تھا۔ چھاپے کے دوران فہیم خان فشرٹ کے ہمراہ فرار ہو گیا۔

### طاہر سلطان ایم۔ این۔ اے

مول بیچ آغا انعام الرحیم نے بھنگ سے رکن قومی اسمبلی محمد طاہر سلطان کو 13 اکتوبر کو عدالت میں طلب کیا ہے۔ یہ طلبی ان کی اہلیہ شہیدہ بیانی کی جائے سے گھر پر اعتراضات کی ادائیگی کے لئے دائر کئے گئے ایک درخواستی پر کی گئی ہے۔ قومی میں موقف اختیار کیا گیا ہے کہ شہیدہ بیانی کی شادی 30 مئی 1988ء کو تحصیل نورکوٹ ضلع بھنگ کے محمد سلطان سے ہوئی۔ جس سے اہلیہ بیٹی شرمین سلطان اور ایک بیٹا حیدر سلطان پیدا ہوا۔ شادی کے پندرہ ماہ بعد تک محمد طاہر سلطان کا بیٹا نہ پیدا ہوا۔ بعد ازاں خیرج نہ دینا اور اکثر گھر سے باہر رہنا محمد طاہر سلطان کا معمول بن گیا۔ اس پر درخواست گزار نے بسبب بھی احتجاج کیا تو محمد طاہر سلطان نے اس الزام میں سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں کے حکم کرنے کے لئے رہتا رہتا ہے۔ درخواست گزار کا معلوم ہوا ہے کہ اس کے شوہر محمد طاہر سلطان کے غیر عورتوں سے تعلقات ہیں اور وہ اپنے تمام آمدنی شراب نوشی اور میاشی میں خرچ کر رہا ہے۔ درخواست گزار نے محمد طاہر سلطان کو بری عادات ترک کرنے کے لئے کہا تو 2 ماہ قبل اسے وہاں بچوں سمیت گھر سے نکال دیا۔ اس وقت سے درخواست گزار اپنے والدین کے گھر رہائش پذیر ہے۔ کچھ عرصہ قبل معلوم ہوا ہے کہ اس کے شوہر محمد طاہر سلطان ایم۔ این۔ اے نے بدکردار عورت شہناز سے شادی کر لی ہے۔ شہناز مالدار مردوں کی جائیداد چاہے کرنے کے لئے شادی کا ادارہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہناز نے محمد طاہر سلطان سے دو لاکھ روپے کی زرعی اراضی اپنے نام منتقل کرائی ہے۔ درخواست گزار کی بیٹی

شرمین سلطان ایسٹ فوڈ اینڈ اینیمن میں فیکٹ لاکو میں زیر تعلیم ہے۔ محمد طاہر سلطان لاکو گر انٹر سکول ایم ایم عالم روڈ لاکو میں زیر تعلیم ہے۔ محمد طاہر سلطان کی 4 کتابیں ایک نو چھاپی فیکٹ لاکو اور 7 مربع اراضی سلطان لاکو ضلع بھنگ میں ہے جس کی ملکیت لاکو روپے ہے۔ درخواست گزار نے کئی بار خیرج 11 لاکھ سے لاکھ کروڑا فیکٹ اس سے تنگ آکر لاکھ روپے طلب کیے اور 24 لاکھ روپے معاوضہ خیرج کی وصولی کے لئے عدالت میں درخواستیں دائر کر دیں۔

### بوسہ لیگ

مراد علی، جسٹس عارفہ فضل محمد نے 13 اکتوبر 1987ء کو ایک بیان میں کہا کہ نواز شریف کی مسلم لیگ اپ "بوسہ لیگ" بن چکی ہے۔ شیخ رشید کے بعد اب بھنگ قومی اسمبلی والی مجلس سہمہ میں اس میدان میں آئے ہیں۔ عارفہ فضل محمد نے کہا کہ نواز شریف کو بددعا اور بدعادت کے اختیارات میں قومی اسمبلی کے سپیکر والی مجلس سہمہ کی مسودہ پیش شریعت کے ساتھ تصویب کیجئے کہ اپنے انتخاب پر ضرور غور کریں۔ ان کی مجلس سہمہ کو یہ رسید نہیں دیتا کہ وہ آرٹیکل 103 سے گئے مل کر پوس و کاز کے لئے حلف لے کر آئیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف کو چاہیے کہ وہ اپنی مجلس سہمہ کے خلاف صرف عدالتی آئین پر ایک شخص جس کو اپنی اسلامی روایات اور احکامات سے ملنے والے اس طرح کے عدالتی فیصلے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اپنی مجلس سہمہ کی حرکات و سکنات دیکھی ہوں گی لیکن بتایا جائے کہ اس میں سے کچھ والوں نے یہ تصویر دیکھی ہوگی تو ان پر کیا گزری ہوگی۔ عارفہ فضل محمد نے کہا کہ ان کی مجلس سہمہ کی مسودہ پیش شریعت سے گئے ملنے والے تصویر لینے والے نوٹ اور فوٹو صرف مبارکباد کے مستحق ہیں بلکہ انہیں اس طریقے سے ایسے رہنماؤں کے اصلی چہرے قوم کے سامنے لانے پر قصصی ایوارڈ بھی دینے چاہئیں۔ جمیعت کے رہنمائے کہا کہ دو مہری جماعتوں کو "فاشٹ" کہنے والے نواز شریف اس تصویر کے شائع ہونے کے بعد اپنی جماعت کے رہنماؤں کو کیا خطاب دیں گے۔ ابھی تو یہ سورج کی روشنی میں اپنی مجلس سہمہ کی ایک بھنگ







سے راشہ کی حالت غیر ہو گئی تو اسے ہسپتال لے گئے اور علاج کیا کہ اسے دوا دیا  
سے اسے سنبھل گیا ہے۔ وہ اس حالت میں مر گئی اور اس کے والد کو خوف زدہ  
کر کے اس کی لاش کرم اللہ چوک کے نزدیک قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ ہسپتال  
کے دیکار کے مطابق

Medical Examination No. 1759

Dated: 7.9.1989

Cause of death: Coma Shock

Admitted at 01.45 P.M.

Died at 2.40 P.M.

رپورٹ میں ممدی حسن بھٹی کی ایک واردات کا بھی ذکر ہے۔ ———  
تھی۔ وہ ناجائز تعلقات کے شہساز میں حاملہ ہو گئی۔ مذکورہ ایسا والدہ کے ہمراہ پیش  
ہوا۔ ایم۔ بی۔ اے صاحب اسے لیڈی ولنگٹن ہسپتال لاہور لے گئے۔ ہسپتال  
کے حملے کے انکار پر انہیں اپنی عزت کا واسطہ دے کر ریٹائر پاکستان کی وطن پرست  
کرنے کے لئے چھوڑ گئے اور والدہ کے مطابق موت کرنا آئے۔ ———  
فیصل آباد لے گئی مذکورہ کی اسقاط حمل کے دوران موت واقع ہو گئی۔

رپورٹ میں مزید لکھا گیا کہ ——— ممدی حسن بھٹی اور اس کے لواحقین  
نے سرگودھا چناب اور راکھ پراچے سے ٹھکر انار و ہنگامات کی معاہدہ سے لگاؤ  
روپے مالیت کے درخت چورنی کروا لئے۔ یہ درخت چورنی اکثر ———  
الطاف حسین ایم۔ این۔ اے کا خاص آدمی ہے اس کے توسط سے وہ پولیس اور ایسٹ  
میں فروخت ہوتے۔ مورخہ 3-9-7 کو ممدی حسن بھٹی کے معتمد خاص قنبر کے  
قبضے سے مسروقہ درخت شیشم ٹرائی پر اوڑھ کر لے گئے۔ جس پر مقدمہ 379/411  
جرم 379/411 ت پر تھانہ صدر حافظ آباد رجسٹر ہوا۔

لیاقت عباس کی گرفتاری کے بعد سیدہ طور پر ممدی حسن بھٹی  
ایم۔ بی۔ اے نے اپنا تمام ناجائز اسلحہ بخٹور کے برادر سہیل لیاقت ولد بھٹوں کے گھر  
منتقل کر دیا۔ ایس۔ ایچ۔ او سکسکی نے بخٹری پر ڈیرہ سلطان چڑھایا اور مندرجہ ذیل

ناجائز اسلحہ بحیثیت میں دفن کر دیا۔

1. ایک شہید رائل۔ 7 ایم ایم مع 37 ضرب گولیاں۔
2. ہاتھ بلیکٹریں — 24 ضرب گولیاں۔
3. چین ہٹل مع 8 ضرب گولیاں۔

ایک صدقہ اطلاع کے مطابق ریلوے کھل طور پر کامیاب نہ ہوا اور پولیس  
کے چلے جانے کے بعد 6 کلا شکوف 3 ماؤں اور 1400 گولیاں (کلا شکوف) کی لیاقت  
مذکورہ ممدی حسن بھٹی کے کسی اور معتمد کے گھر منتقل کر دیں۔  
مختلف تفتیشی ایجنسیوں کی رپورٹس کے مطابق ممدی حسن بھٹی ہ

1. حافظ آباد میں ایک کارخانے سے 80 بوری چاول چور کیا اور پانچھ کر حرق  
کئے گئے۔ پولیس نے ملین گرفتار کر لئے تو ایم۔ بی۔ اے مذکورہ نے ممدی  
کو ذرا دھمکا کر صلح نامہ پولیس کو پیش کر دیا۔
2. تھانہ صدر حافظ آباد کے علاقے میں ممدی حسن بھٹی کے چنول پاپ کے  
نزدیکی گھاتوں لکھن کرال میں کچھ لوگ ڈیپٹی کی نیت سے داخل  
ہوئے۔ لوگوں نے چھپا لیا اور ایک آدمی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے  
کر دیا۔ جس کو اسی وقت ایم۔ بی۔ اے کا بھائی لیاقت عباس چھڑا کر لے  
لیا۔ ——— اس آدمی ممدی حسن بھٹی کا گن مین تھا جس کو ایم۔ بی۔ اے  
نے یہ نالی سے بچنے کے لئے پولیس کو پیش کر دیا۔

3. اشتہاری جرم 'سبف' اور 'سبف' عرف سبزو کو ایم۔ بی۔ اے نے پناہ دی۔ رات  
کو اس سے 11 کے ڈالاسے ہاتھ اور سبج اس سے گن مین کا کام لیا جاتا۔  
اس نے یہی بھیاں حافظ آباد روڈ پر مقدمہ 11 کے ڈالاسے
4. کلا شکوفوں سے مسلح چار پانچ آدمی ہر وقت ایم۔ بی۔ اے کی بیپ میں سفر  
کرتے جن اور اسلحہ کی لیاقت کرتے رہتے ہیں۔
5. جمائیکیری انسپلر تھانہ صدر حافظ آباد ہوتے تھے انہیں دھمکیاں دیں ہے  
عزتی کی۔ جس کی رپورٹ افسران پلا کو کی تھی ایم۔ بی۔ اے نے آئندہ بہتر



طرح عمل کا وعدہ کیا۔  
بجلی چوری کا وعدہ کرتا ہے 'اپنے ثوب و مل کو ڈائریکٹ کنکشن سے رکھا  
ہے۔' واپس آئے تقریباً 10 لاکھ روپے اس کے ذمے واسب الاداء ہیں۔ واپس  
کے اہل کار 'بجلی کٹے جائیں' تو انہیں ڈو کوپ کیا جاتا ہے۔

6- سرکاری "سولہ" کے تقریباً اڑھائی لاکھ روپے اس سے واسب الوصول  
7- محکمہ مال کا کوئی افسر یا اہل کار وصولی کا تقاضا کرے۔ تو اس کی سہ  
موتی کی جاتی ہے 'یا تیار کر دیا جاتا ہے۔

8- اپنی مرضی سے خاتون افسروں کو مختلف محکموں میں تعینات کر دیتا ہے۔ کوئی  
خوبصورت لڑکی نظر آجائے تو اس کا تیار کر دیتا ہے اور پھر پیسہ بھجواتا  
ہے کہ اس سے ملو 'عام ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ عام بیاد ہے مگر عظیم کی  
ایک خاتون افسر اور اس کے شوہر کے بارے میں کہتا ہے کہ اس کے ساتھ ان  
دونوں اس کے تعلقات بظاہر ٹھیک نہیں۔ اس کو کہتا ہے "کم۔ بی۔ ایس۔ لی  
تواہشت کمال تک پوری کر دوں۔"

9- ایک وکیل۔۔۔ کو اپنا قوت بنایا ہوا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس سے ہم یہ پیسے  
بڑھتا ہے۔ رقم دونوں آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔

10- یہ بات بھی عام ہے کہ ایم۔ بی۔ ایس۔ کے تدارک و لکھنے والے لا فائدہ  
ذریعے رشوت حاصل کرتا ہے۔ 'مندان کو اس سے اس کے لئے کیا جاتا  
ہے اور پھر ان سے بھاری رقم وصول کی جاتی ہے۔

11- یہ بھی مشہور ہے کہ اس نے سلیسکی میں اندازاً 10 لاکھ روپے کا قوت بنایا ہوا  
ہے۔ وہ کھلے بندوں سرکاری ملازمین کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ رشوت  
حاصل کرتا ہے 'ہنگامیں وصول کرتا ہے۔ اس سے تمام خاتون کیمپل وصول  
کر کے خود 'ضم کر جاتا ہے اور کہتا ہے "یہ وہ اس کی ہے۔"

12- حافظ آباد میں تمام محکموں کے ٹھیکہ چات اپنے عمارتوں 'کارکوں اور خطیہ  
پتوں پر کم ریت پر حاصل کرتا ہے 'کسی دوسرے ٹھیکیدار کو جرأت نہیں  
کہ ٹینڈر داخل کر سکے۔ نیز ناقص میسرمل استعمال کر کے ملکی دولت کو لوٹ

دہا ہے 'دوسرے ٹھیکیداروں سے ہنگامیں وصول کرتا ہے۔

13- یہ مشہور ہے کہ اس نے ایک شوگر مل کا این۔ ایس۔ی دلائے کے لئے 25  
لاکھ روپے رشوت کے طور پر حاصل کئے۔

14- یہ بھی مشہور ہے کہ اس نے میونسپل کیمپل حافظ آباد کی سرکاری ملکیت  
جانبدار 'وٹانیں وغیرہ واقع ستارہ مارکیٹ 'فیصل مارکیٹ انکم ٹریوں پر  
دولت کے لئے 'لانڈا روں سے اس لاکھ روپے رشوت لی۔

15- گزشتہ دنوں میونسپل کیمپل کے کوئسٹر یا سین کو ایکشن جتانے کے لئے  
وصالہ لی کی اور محکمہ تعلیم کی خاتون افسر۔۔۔ کے ذریعے جعلی ووٹ ڈالوا کر  
یا سین کو کامیاب کر دیا اور اس کے عوض بھاری رقم وصول کی۔

16- جسٹس مقدمات درج کر کے 'انہیں خارج کرانے کے عوض بھاری  
معاوضہ وصول کرتا ہے۔

17- وضع بلو تحصیل حافظ آباد میں سردار ثانی شخص کی دس مربع اراضی پر  
تاجپا۔ قرضہ کرانے کی کوشش کی 'بلو نامہ بندی۔

18- گزشتہ دنوں راجہ اشفاق الہم۔ بی۔ ایس۔ جملہ کے ایک عزیز کو گرفتار کر دیا  
اور اس کی رہائی کے عوض بھاری رقم حاصل کی۔

19- ان سے گن گن سے وہ کھو بیرونی برآمد ہوئی 'وہ جیل میں ہے۔

20- سرکاری جیلوں سے حاصل کردہ قرضہ پات واپس نہیں کرتا۔ جیلوں سے  
حاصل کردہ قرضوں سے کیا لہ بارود سر خریدے 'کنکشن شیج بھنگ کی

طرف سے قاتی کی اور رہائی پر عمل درآمد نہیں ہوتے دیتا۔

سرکاری رہنما۔۔۔ ان میں اعلیٰ میں سرروں کے گیارہ اذوں کی تفصیلات بھی  
موجود ہیں۔ وہ بیسٹ طور پر مددی حسن یعنی لی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔ 'ہوٹا۔

سولٹ ایبھ ٹھرا اور سوڈانی سرسٹ کھرا میں "کمال" آتا ہے اور فروخت کے لئے کسی  
کو 10 فیصد 'کسی کو 50 فیصد اور کسی کو 80 فیصد پر سپلائی کر دیا جاتا ہے۔



## خواتین کو نسلرز

بلدیہ عظمیٰ لاہور کی 22 خواتین کو نسلروں سمیت 93 رکنی وفد کی سرپرستی  
پر مشتمل قاتل بھی کھل گئی اور ایڈیشنل سیکریٹری نے سرکاری خزانے کی سب سے  
لوٹ کھسٹ کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ خواتین کو نسلرز کی "مری یا تر" کے  
دوران بچوں کی آڑ میں ان کے قریبی رشتہ دار اور سیاسی دوست بھی ساتھ تھے جس  
کے باعث ٹرانسپورٹ کم پڑ گئی اور بہت سے لوگ کھڑے ہو کر مری پہنچے۔ خواتین  
کو نسلرز کے دورے کے دوران انتہائی شرمناک واقعات بھی رونما ہوئے جس سے  
نہ صرف بلدیاتی اداروں کی ساکھ متاثر ہوئی بلکہ کو نسلروں کی ایک ٹائیپ بھی حرف  
آیا۔ سب سے بڑھ کر قوی خزانے کا غیر قانونی استعمال کیا گیا۔ عسکر کی قیادت کی  
ہدایت پر اس دورے پر انھیں والے اخراجات کی تفصیلی رپورٹ طلب کر لی گئی ہے۔  
معلوم ہوا ہے کہ خواتین کو نسلرز کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے خاوند اور بچے سال  
سے کم عمر بچوں کو ساتھ لے جا سکتی ہیں۔ مگر خواتین کو نسلرز نے نہ صرف اپنے  
والدین، بھائیوں اور بچوں کو ساتھ لیا بلکہ ایک خاتون کو نسلر خانہ سعید نے مسلم علی  
رہنا مہاجرانی اور فیصل آباد سے آئی کزن کو بھی ساتھ لے لیا اس طرح بعض  
کو نسلروں نے اپنے محلے والوں کو فلی ش کر کے مری کی سیر کی۔ 93 رکنی وفد جب  
مری پہنچا تو آدھی رات ہو چکی تھی اور میزبان انتظار کر کے جا رہے تھے۔ جس پر وفد  
میں افراد تقریباً چھل گئی اور سرکاری میزبان لاہور میونسپلٹی کی سیکرٹری مس شینہ اور چیف  
کارپوریشن افسر کی سیکرٹری عبداللہ نے لاہور رابطہ کیا جس پر انتظامات کروائے گئے۔  
مری ہوٹل میں 21 کمرے بک کروائے گئے۔ قیام کے دوران ایک شرمناک واقعہ  
بھی ہوا "دو شرابی ایک خاتون کو نسلرز کے کمرے میں گھس گئے اور غل غپانہ چھپا  
شراب کر دیا۔ معلوم ہوا کہ دونوں شرابیوں کا تعلق بھی متعلقہ کو نسلرز کے محلے سے تھا  
اور ان کی بیٹیوں کے جاننے والے تھے اس دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ ایک  
خاتون کو نسلرز اکثر رات کو غائب ہو جاتی اور بلدیہ مری کے چیف افسر کے ساتھ دیکھی  
جاتی۔

مری ہوٹل میں بلدیہ لاہور کو 33 ہزار روپے کاٹل بھجوا دیا جس پر افسران  
پتھر لگے تھے کیونکہ دورے سے قبل کہا گیا تھا کہ بلدیہ مری تمام خرچہ اٹھائے گی۔  
بعد ازاں بلدیہ افسران نے بھی فی۔ اس۔ ڈی۔ اسے مانگ لیا تھا۔ کشتہ لاہور نے بلدیہ  
حکام سے وضاحت طلب کی ہے کہ اس دورے کی منظوری کس نے دی تھی اور  
اخراجات کس حد میں رکھے گئے۔

امیر عبداللہ روکڑی (نامور مسلم لیگ)

سینٹر امیر عبداللہ روکڑی نے گزشتہ روز ایک تقریب سے خطاب کرتے  
ہوئے کہا کہ میں اسلامیہ کالج کا تالاف ترین طالب علم تھا۔ میری کوئی قابلیت نہیں۔  
دوست میرے پرے کرتے تھے۔ میرے کمرے میں دوست شراب پیتے تھے۔ یہ  
میرے پڑھنے کا طریقہ تھا۔

(4 دسمبر 1992 روزنامہ جنگ لاہور)

ملک سلیم اقبال صوبائی وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ

حسن مری کھڑی ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور سیکرین اخباریو 22 تا 28 نومبر 1991ء)

## سپلائر

آصف علی زرداری کے قریبی ساتھی شون گروپ کے رکن ڈاکٹر اعظم  
بلکہ سے عمری ملو، جان دیا کہ وہ ناصر حسین کے ذریعے سابق وزیر اعظم محترم  
بے ظلم بھٹو کے شوہر آصف علی زرداری کو لڑکیاں سپلائی کرتا تھا جن میں ملک کی  
مشہور فلمی اداکاراں بھی شامل تھیں۔ "میرا" "نرنا" "عندلیب" "ساندھ" "بھٹی" "جلی"  
"ماروی" "نہاشا" اور "لائٹ" شامل ہیں۔ اس نے اعترافی بیان میں کہا ہے کہ جیٹو یارانی  
کے سیکرٹری جنرل پروہری احمد مختار، وزیر اعظم سیکرٹریٹ کے سابق ایڈیشنل سیکرٹری  
ظفر ہالائی، "ویم بی عباسی" کو بھی لڑکیاں سپلائی کی باقی تھیں۔ آصف بیل کے ترجمان  
نے بتایا کہ شون گروپ کے جن 7 افراد کو ہم نے پکڑ رکھا ہے ان میں سے ایک ڈاکٹر



عظیم بیگ ہے جس کے پاس بخاری پاسپورٹ ہے جبکہ اس کا سوا گھم کارہ فارسی حسن کا شہر اشتیاق بیگ ہے جس کے پاس مراٹھ کا سفارتی پاسپورٹ ہے۔ ترمہلی نے کہا کہ ڈاکٹر اعظم بیگ نے اس صفت کا اوقالی بیان دیا ہے۔ جو اس نے رضا کارانہ طور پر دیا۔ جس میں اس نے اعتراف کیا ہے کہ وہ شون گروپ کے ناصر حسین کے ذریعے آصف علی زرداری کو لڑکیں چلائی کرتا تھا اور جو اداکارائیں اس نے چلائی کیں ان میں رضا، مدیحہ شاہ، ریشم، میرا، نیلی، منیرا، بھٹی، منیرا، لکھنوی، ماروی، نیشا، فرما اور لاشانہ شامل ہیں۔ ترمہلی نے کہا کہ ڈاکٹر اعظم نے اپنے اعتراضی بیان میں کہا ہے کہ ان کے علاوہ دیگر بہت سی لڑکیاں چلائی گئی تھیں۔ اس نے کہا کہ وہ یہ لڑکیاں لاہور کی ٹانگہ شمیم مرزا، شریا خانم اسلام آباد، مسٹر لیمہ اللہ، مسٹر اقولی یوسف (پارو) گراچی، عدنان (اسلام آباد)، کاشف راجہ (لاہور) اور شمس الدین راسٹ لیتا تھا اور یہ عورتیں ان کے بچے رول پر تھیں۔ ڈاکٹر اعظم نے بیان میں کہا ہے کہ جب سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری اشتیاق بیگ کے ساتھ جاتے تھے تو ہم پروگرام بنا کر ان لڑکیوں کو لے کر وہ روز قتل جاتے تھے اور ہمیں مختلف پارٹمنٹس میں رکھتے تھے "جہاں آصف (زرداری) آجاتے تھے۔ اعظم نے بتایا کہ اسلام آباد میں میرا کوڈ ایم شاہد خان تھا اور وہاں میرا بہت سی لڑکیاں تھیں۔ وہم بہت کرنا تھا اور آصف زرداری چاہتا رہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ آتا اور وہاں سے سوئنگ ہل جانے کے بجائے ایگزیکٹو رومز میں غائب ہونے کی لڑکی کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔ اعظم بیگ نے بتایا کہ آصف زرداری سے عداوت اس سے لڑکیاں حاصل کرنے والوں میں سابق ایڈیشنل سیکرٹری پی ایم کے سابق عقلمانی 'اداء شاہ' صدر پروڈنشل بینک 'ایم بی عباسی سابق صدر پروڈنشل بینک' سابق ڈی جی بینک نائل کوہ، منجمنٹ، پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل یو احمدی، اندر اور ایس ایم حید شامل ہیں۔ ڈاکٹر اعظم بیگ نے بیان میں کہا ہے کہ ناصر حسین کے 500 سے زائد لڑکیوں سے تعلقات تھے اور ان میں طالبات بھی شامل ہیں۔ استیلاہ میل کے ترجمان نے اخبار نویسوں کو ناصر حسین کی رضا، بخاری اداکارہ مداحوری، کاشف اور دیگر اداکارائیں کے ساتھ تصاویر بھی دکھائیں اور ان اداکاروں کے پاسپورٹ کی

فائیاں دکھائیں اور کہا کہ ان پر ان کی تاریخوں کے ویزے ہیں جن میں آصف زرداری باہر کے اسی ملک میں ہوتے تھے۔

(روزنامہ خبریں لاہور 16 مئی 1999ء)

### ریما اور پنجاب اسمبلی کے مسلم لیگی لوٹے

"پاکستان مسلم لیگ ق" کے سربراہان، عمران، شہید عظمیٰ اور چشتی کے سندرمین اڈا ہوا تھا۔ پنجاب مسلم لیگ کے صدر چوہدری پرویز الہی کی قیادت میں اسلام آباد صوبہ میں سیاسی بیچ لینے والے مسلم لیگی لوگوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ سناٹا اس دیکھنا چاہتے ہیں۔

ان لوگوں کی ان حرکات پر سب سے سختی ہوئی عمر انہوں نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ یہ دیکھ کر چند مختلف اوقات میں تفریح میا کرنے کے لئے قوالی اور دیگر آٹھم و قیہ پیش کیے گئے تھے۔ ان کا اصرار تھا کہ وہ یہاں میں رہنا کا واپس دیکھیں گے۔ انہوں کو بتایا گیا کہ ان لوگوں میں اور پھر کسی صورت میں بھی منع نہیں ہو سکتا۔ صفائی آپ کی حرکت پر کڑی نظر رکھے ہوتے ہیں۔ لہذا احتیاط کریں۔ عمران کی ایسی ہی خطہ تھی کہ ہم یہاں آج آجائیں گے۔ وہ سب لوگ یہاں سے چلے جائیں گے۔ یہ فورس لاہور اسلام آباد کے F/B میں پھرا سیشن کا اہتمام کیا گیا۔ اور تمام لوگوں کو وہاں سے دیا گیا۔ اب یہاں شریف کے خصوصی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے رضا شہزاد اور سب سے بڑے وائٹ کے ساتھ آئی۔ اور ان لوگوں کے سامنے وائٹس کے لیے ایک چارہ آئی کا اظہار کیا۔

(پاکستان ڈو، پلس اسلام آباد 8 جولائی 1999ء)

### اداکارہ ریما اور سفارش

سکندر مرزا کے زمانے میں شاہد مرزا کا حکم چلتا تھا۔ نجی کے زمانے میں نجی کی داشتہ "مرانی" کا حکم چلتا تھا اور مسلم لیگی دور میں حکومتی حلقوں میں اداکارہ ریما کا طوطی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی گلیڈی عہدے پر فائز کسی بڑے افسر







کاغذات ہمارے حقدور کر لئے تھے ہیں۔ درخواست میں مزید کہا گیا ہے کہ جی افسانہ دار کو  
اسب پولیس تھانے لے کر آئی تو اس وقت انہوں نے صرف دھوکے پہن کر بھی تھی  
انہوں نے شر کے باہر ہمت سے کمرے ہوا رکھے ہیں وہ غلط مقاصد کے لئے استعمال  
کرتے ہیں۔ عدالت عالیہ کے استعجلی فریضہ مل نے درخواست سلامت کے لئے منظم  
کرتے ہوئے مزید سلامت 5 جنوری تک ملتوی کر دی ہے اور سابق رکن اسمبلی کو  
نوش بھی دے دیا ہے۔

روزنامہ خبریں لاہور 3 جنوری 1997ء

### ارشاد میتلا (ایم۔ پی۔ اے)

"ہفتاب کے ایک سابق ایم۔ پی۔ اے ارشد میتلا نے دو سال پہلے میری  
سات سالہ بیٹی کو جو اس کے گھر میں ملازم تھی 'غائب' کر دیا۔ جس دن میری بیٹی  
غائب ہوئی 'اسی صبح ارشد میتلا کا ایک پالتو پرانے مکان کی چھت سے گر کر زخمی ہو گیا۔  
ارشاد میتلا نے میرے پانچ سالہ بچے کو اس واقعہ کا باعث قرار دیا اور اس کے لئے

سزا تجویز کی کہ جتنی بندی اور ناچھت سے اس کو بھاریا جان کر اسے لوہوں سے  
اس 'معلوم' بچے کو بھی گرایا جائے۔ بچہ جو صبح سے ارشد میتلا کی 'بہن' میں قید تھا  
اس کو شام کے وقت چھت پر لے جا کر بے دردی سے مارا جاتا تھا۔ بچے کی  
ہانگ اور بازو ٹوٹ گیا۔ اسی حالت میں میرے معصوم بچے کو ارشد میتلا نے ملازم  
میرے سامنے سجن میں پھینک گئے۔ رات گزارنے لگی لیکن میں جی گھر واپس نہ  
پہنچی تو مجھے فکر لاحق ہوئی۔ میں ارشد میتلا کی کوئی بھی نہ سمجھتی تھی کہ بچی تو آج آئی  
ہی نہیں۔ اگلے روز میرے شوہر کے خلاف ایک بھڑکا ہوا مقدمہ چلایا گیا اور ارشد  
میتلا کے آدمیوں نے ہمیں گھوس سے نکل دیا۔ وہ ان آنے والے ہیں ہمیں ہماری  
معصوم بیٹی نہیں ملی۔ مجھے عمل یقین ہے کہ اسے زیادتی کے بعد آئی کر دیا گیا ہے۔"  
یہ ہولناک انکشاف دوں سال پی۔ پی۔ پی۔ کے ایک پروگرام "واکے نام"  
میں اس معصوم لڑکی کی والدہ نے کیا، واضح رہے کہ ارشد میتلا جی بار اعلیٰ عدالتوں  
میں یہ وعدہ کر چکا ہے کہ اس کو اگر کچھ سلسلہ دی جائے تو وہ لڑکی کو واپس کر دے گا

لیکن یہ وعدہ بھی پورا نہیں ہو سکا۔ کوئی بھی عدالت اور پولیس اس سے لڑکی کو برآمد  
نہیں کر سکی۔ وجہ یہ ہے کہ ارشد میتلا ایک پارٹی سیاست دان اور بہت بڑا زمیندار  
ہے اور ماضی کے واقعات کو دیکھتے ہوئے یہ آسانی کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس  
کے اثر و رسوخ کے سامنے عدالتیں اور دیگر انتظامی ادارے ہلے نہیں ہیں۔

### راجہ بشارت سابق صوبائی وزیر

باقی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سابق صوبائی وزیر اطلاعات و نشریات  
راجہ بشارت نے ٹی وی آرٹس کونسل سے فطیر شادی رچائی ہوئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ  
راجہ بشارت نے اسلام آباد میں انہیں کروڑوں روپے مالیت کی کوٹھی لیکر دی ہے۔  
"پینٹان" کی رپورٹ کے مطابق لاہور سے اسلام آباد کے ٹکٹ بھی ادا کرتے  
ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک نئی لکڑی گاڑی اور منگیا ترین موبائل سیٹ بھی  
انہیں تحفے میں دے رکھا ہے۔

### یوسف رضا گیلانی

یوسف رضا گیلانی بطور چیئر مین قومی اسمبلی میں کیا کرتے رہے، اس کی مختصر  
تفصیل اس طرح ہے۔

ایک خاتون جو کہ پی پی پی میں گریڈ 17 کی ملازم تھی 'سلیمن فاروقی صاحب  
اسے گریڈ 19 میں سرکاری سیکرٹریٹ میں لائے اور پھر اس خاتون نے جب قومی اسمبلی  
میں بطور ایگزیکٹو فراہم کر دی تو چیئر مین نے تمنا چاروان میں ہی خوش ہو کر اسے  
گریڈ 20 لے دیا۔ چیئر مین قومی اسمبلی نے کچھ عرصہ پہلے کنیئرڈ کالج کی ایک تقریب  
میں شرکت کی اور پی پی پی کے طلبہ یگم رمضان جو مقابلوں میں اول آئی تھی کو آخر کی  
کہ آپ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ میں کام کریں 'وہاں آپ کی صلاحیتوں کی بڑی  
ضرورت ہے۔ چیئر مین نے واپس آکر اسلام آباد سے یگم رمضان کو اس کے گھر گریڈ 17  
کا تقرر نامہ بھیج دیا۔ یگم رمضان کچھ دنوں بعد اپنے والدین کے ہمراہ اسلام آباد آئی  
اور اسے والدین کی موجودگی میں ہواٹن کر کے اسی دن ایک سال کی چھٹی لیکر واپس



[illegible]

ملاوٹا سے ختم ہے جسے واسے سابق وفاقی وزیر نواز شریف کے بیٹے اور  
 جس کی بیگم نے امراد سیر و تفریح کے لئے لیون گئے۔ اس سیر و تفریح کے اخراجات  
 سب کے انہوں نے ظاہر یہ لیا کہ میری بیگم بیمار ہے۔ اور حکمت اپنے خرچہ پر اس

میں نے یہ سب دیکھا۔ یہاں کو مہمان نوازی کا بہت موقع ہے اور یہاں  
مہمان میں قسطنطنیہ "ہاں ہے ان" میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو

2002011  
 Arrived Date 11/1/70  
 Departure Date 12/1/70  
 Name JOSEPH F. FARMER  
 Company Name W.D. & H.O. WILLS  
 Home Address 1000 1/2 1st St. N.E. Atlanta, Ga. 30309  
 Purpose Trip Business  
 Reasoning Business  
 Leaving Time 11:00 AM  
 Hotel Deposit None  
 The Management regrets it cannot accept any liability for valuables left in your Room.  
 HOTEL BY PATIENTS  
 1. Cash ☒  
 2. Credit Card ☐  
 3. Check ☐  
 4. Travel Agency ☐  
 5. Other ☐  
 CHECKOUT TIME 11:00 AM  
 ROOM NO. 120  
 RATE 7.00  
 Local ☒ Crawl ☐  
 Foreign ☐ Group ☐  
 Child ☐ 11:00 ☐  
 RESERVATIONS BY W/S  
W.F. Farmer Com. (mrs) D. Farmer



کا علاج کر رہے۔ اور خود کو انہوں نے بیمار وار کے طور پر ساتھ جانا ظاہر کیا۔ اسی طرح حکومتی خزانے سے بھاری تعداد میں زرمبادلہ حاصل کیا اور بیمار کی سہولت کے لئے لاکھوں روپے سیر و تقریب پر خرچ کر ڈالے۔ کتنے ہیں قدرت پس کسی سے انتقام لینا چاہتی ہے تو انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ اس واقعہ کی دلچسپ بات یہ ہے کہ وزیر موصوف نے کائنات میں اپنی بیوی کو لاشعری میں بیماری کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ "میری بیوی کی سچے دانی ٹیڑھی ہو گئی ہے۔"

## چودھری شیر علی سابق میئر فیصل آباد کارپوریشن و

ایم۔ این۔ اے

چودھری شیر علی سابق میئر فیصل آباد کارپوریشن، میاں محمد نواز شریف کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اپنی ملازمتوں پر عموماً ان کے ساتھ ہی فیصل آباد کے تمام مسلم لیگیوں میں شہر وں ہیں۔ ان کی داستانیں سنی ہوں تو فیصل آباد کے کسی بھی رشتے والے سے سن لیں تو آپ کی عقل و قلب نہ بچے گی۔ شیر علی نے اپنے دور میں اپنے بڑے بیٹے کی شادی بڑی مہم و عہد میں کی۔ ان موقع پر خاص خاص لوگوں کے لئے ایک بھرپور پروگرام ترتیب دیا گیا۔ میاں شریف صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ اس طرح سے میاں شریف شریف کا ایک صوبہ میں طوطی بولتا تھا۔ میئر چودھری شیر علی نے میاں شریف شریف کی راجدات سے اداکاروں و گلوکاروں کو اس خاص فکشن میں بلایا۔ جہاں اداکاروں نے میاں شریف کی تعریف اور شہید احمد پر شہریت سے دھت میزبانوں کے سامنے بالکل نکلا ڈانس کیا اور ایک عدد پلاٹ کے علاوہ لاکھوں روپے کی ویلیں وصول کیں۔

چودھری شیر علی نے امیرپٹے کے بعد دوسری شادی بھی کی جو اس قسم کے کیسوں میں ہمارے ہاں بہت عام ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ چودھری شیر علی ابتدا میں سے



چودھری شیر علی کی اہلیہ عشرت چودھری



عام شیر علی نئے کی حالت میں ڈانس میں شریک ہیں۔







ہوئی جلتے کا حکم دیا اور کہا کہ انکار کیا تو کوئی ماروں گا۔ میٹھا نے بتایا کہ انہوں نے  
 کچھ آگے جا کر پولیس کی سکوڑا دیکھ کر اس کے پاس گاڑی روک دی مگر اس نے غم میں  
 نے گاڑی روک دینے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں واقعی دوسرے کا بیٹا ہوں۔

(روزنامہ الزم) لاہور 12 مارچ 1999ء

شہد خاقان عباسی اور اداکارہ ریشم

اور انکار و ریشم نے اپنے جیون ملک کے دور سے کے بعد ان سے صرف بقیہ



مولانا قاضی خرمی جی کے لکھنؤ سے قریش میں استعمال ہونے والا قیمتی حجر اور دیگر  
لکھنے والے مسلمان جی پاکستان منگوا دیے۔ یہ مسلمان اسے رشیم کے دوست اور  
بی۔ آئی۔ اے کے سابق ذبیہ میں طاقتور عباسی نے عذوق رشیم سے قریشی دربار سے  
معلوم ہوا ہے کہ رشیم نے کچھ عرصہ قبل گھرانہ لکھنؤ میں اپنی رہائش کے ساتھ قحطی  
خانہ ہاؤس کے لئے خریدا ہے جس میں انہوں نے ایک آبشار اور بیرون ملک  
سے اسے والا قیمتی حجر بھی لکھا ہے۔ دریں اثنا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مجدد طاقتور  
عباسی کی طرف سے اسے لوگوں کی ملاقاتیں عظیم حجاز کے لئے ہوتی رہی ہے۔ رشیم  
کے قریبی دربار سے لکھا کہ رشیم فلم ویاٹری میں آئے سے قبل اپنا بڑی بہن کے  
عزیزا کاتیا جان میں عظیم حجاز کی رہائش کا یہ مخصوص جھنڈوں میں شریعت کیا کرتی  
تھی۔ بعد از چھری رودار میں اور پیسے والے لوگوں سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ اب  
وہ تعلقات رشیم سے (۱۹۸۰ء) کے بعد عام آئے ہیں۔

[illegible]

پیچہ بنیاد میں رخصتی کے کارنامے

وہاں سے عاتق ملاح علیق وڈ پر پیر تھامین رضوی کے تھوڑے اور غلی  
ہوئے لی بظاہر ان کی رہائی کے واسطے سے چھٹکارا حاصل کر کے انہی کے چچا اسی سے محبت  
کی تھی۔ چالی اور پیر تھامین جلد دیکھتے رہ گئے۔ تصبیحات کے مطابق پیر تھامین  
رضوی چالیہ ضلع منڈی صادق الدین کے رہائشی ہیں۔ ان کے والد پیر محمد یعقوب بہت



نیک اور بزرگ تھے اور اہل علاقہ ان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انہوں نے  
 بی بی عائشہ رضوی کی شادی ان کی بہنوں زاد زہرا بی بی سے کر دی۔ جن سے ایک لڑکا  
 فاروق یعقوب پیدا ہوا۔ فاروق کی پیدائش کے بعد بی بی عائشہ رضوی اور بی بی  
 ہو گئے اور سکندر بلاک صاحب اقبال ٹاؤن میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں پر کتابوں کی  
 چھوٹی سی دکان کھولی۔ بی بی صاحب کی وہیں پر سکندر بلاک کی رہائشی لاہور ریلوے سٹیشن  
 خواجہ کی ایک طالبہ غزالہ سے ملاقات ہوئی اور غزالہ کے بقول بی بی نے اپنی چچی  
 چچی باتوں سے اس کا دل موہ لیا۔ یوں یہ دو ماہیں شروع ہو گیا۔ غزالہ کے عشق میں  
 مبتلا ہو کر بی بی نے اپنی خاندانی بیوی اور شریف عورت زہرا بی بی کو طلاق دے دی  
 اور غزالہ کے گھر پیغام بھیجا۔ غزالہ کے گھر والوں نے شروع میں تو پیغام مسترد کر دیا  
 لیکن آخر کار غزالہ کے اصرار اور بغاوت کی دھمکی نے گھر والوں کو پیغام منظور کر سنے  
 پر مجبور کر دیا۔ غزالہ سے شادی کے بعد بی بی عائشہ رضوی کے گھر میں دو بیٹیاں شہناز  
 اور اقصی پیدا ہوئیں۔ غزالہ کے بقول دونوں بیٹیوں کی پیدائش سے بعد بی بی نے اس پر  
 باہار تخی شروع کر دی۔ بات بات پر تشدد کرتا اس کا معمول بن گیا اور خلیج لگایا کرتا  
 اور کردار پر انگلی اٹھاتا ان کا معمول بن گئے۔ غزالہ کا کہنا ہے کہ وہ یہ جانتے سے بعد بی  
 نے راتوں کو گھر سے باہر رہنا شروع کر دیا۔ بی بی کے حلقہ میں لوگ اس کا احتمالی شہ  
 کے نام سے پکارنے لگے۔ غزالہ کا کہنا ہے کہ سبیل ضیاء اور اشرف پور کے  
 ذاتی دوست ہیں جن کے ساتھ بی بی کی محفلیں ہوتی لگیں۔ بی بی نے اپنی بیوی کو قید خانہ  
 میں ڈال دیا۔ وہ اسے کسی تقریب میں بھرا نہ لیکر جاتے۔ حتیٰ کہ کئی فون آرڈر کو  
 ہدایت کی گئی کہ وہ ٹیلی فون پر بھی غزالہ کو نہ بلوایا کریں۔ وہ یہ جانتے سے بعد بی بی نے  
 ٹھکر سوشل ویلفیئر کے ملازمین کو اپنا ذاتی ملازم بنا لیا۔ وہ جس کو چاہتے تھے اس میں ڈیوٹی  
 کے لئے بلواتے۔ میڈیکل سوشل ویلفیئر آفیسر سینٹرل ہسپتال کے وقت میں تعینات  
 چچا سی جمیل احمد کو بھی بی بی نے اپنے گھر ڈیوٹی پر بلوایا تھا مگر جمیل احمد نے بی بی کے گھر  
 اگر خدمات انجام دینی شروع کیں تو اس نے دیکھا کہ بی بی کا رویہ اپنی بیوی غزالہ سے  
 بہت خراب ہے چنانچہ جمیل احمد کو بی بی کی بیوی سے بعد دی ہوئی اور وہ اس کی دلجوئی  
 کرنے لگا۔ بی بی کے معاملہ سے شک اور تنہائی کی ماری ہوئی غزالہ کو اور کوئی تہہ در تہہ

وہ خود پر قابو نہ رکھ سکی اور بچوں کی ماں ہونے کے باوجود جمیل کے عشق میں گرفتار  
 ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ عشق پروان چڑھ گیا اور غزالہ کے دل میں بی بی سے نفرت بڑھتی  
 گئی۔ ایک روز بی بی نے کسی معمولی بات پر غزالہ پر بہت تشدد کیا اور گھر سے نکل دیا۔  
 غزالہ بی بی کے گھر سے اپنے بھائی کے گھر چلی گئی اور بی بی سے طلاق کا مطالبہ کیا۔ بی بی نے  
 عزت کے خوف سے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور ٹل ٹل مٹوں سے ٹام لیا لیکن غزالہ  
 اصرار کرتی رہی۔ اس مسئلے کو حل ہونے میں ایک سال گزر گیا۔ آخر کار بی بی نے اسلام  
 پر لکھ کر طلاق دے دی اور بذریعہ عدالت طلاق دینے سے انکار کر دیا کہ اس طرح  
 بات چیل جاتے گی اور ایک وزیر ہونے کی حیثیت سے اس کی بدنامی ہوگی۔ بی بی نے  
 غزالہ کو دھمکی دی کہ اگر اس نے کسی جگہ بی بی کے بارے میں کچھ بتایا تو وہ ان کو قتل  
 کروا دے گا۔ غزالہ نے طلاق حاصل کرنے کے بعد سبزہ زار جمیل ٹاؤن میں نکاح  
 خواں جان محمد کے پاس جا کر جمیل احمد سے نکاح کر لیا۔ غزالہ کو گھر سے نکالتے وقت  
 بی بی نے بیٹیاں بھیج لی تھیں۔ اس وقت غزالہ چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ بعد ازاں اس نے  
 بی بی کے بیٹے حسین یعقوب کو جنم دیا جو آج کل جمیل اور غزالہ کے پاس ہے۔ غزالہ  
 بھتیجی میں ایک مرتبہ بڑی مشکل سے مستحلاتہ کر کے اپنی بیٹیوں سے ملاقات کرتی  
 رہتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو پھر سے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ آج کل  
 جمیل لاہور کی ایک آبائی خیم ٹاؤن میں رہائش پذیر ہے جو سبزہ زار میں واقع ہے۔  
 وہاں کراہے ہوئے۔ اس کا گھر اب سولہ سو روپے ماہوار ہے۔

بی بی عائشہ رضوی کی ساری زندگی غزالہ سے بتایا کہ اس کو اپنے کئے پر کوئی شرمندگی  
 نہیں ہے۔ اس کے ساتھ کراہے ہوئے دن ایک بھیانک طواب لگتے ہیں۔  
 غزالہ سے بتایا کہ بی بی صاحب شروع میں اپنی شیفٹنگ ٹانج میں ٹھکر گئے تھے اور پارٹ ٹائم  
 کتابوں کی پھولی کی دوکان چالی تھی۔ بی بی نے خاندان کی مخالفت کے باوجود بی  
 صاحب کو اپنا لگا اس سے ایمر ہوتے ہی آنکھیں بدل لیں اور مجھ پر شک کرنا شروع  
 کر دیا۔ بات بات پر بھانہ بنا کر مارنا بی بی نے معمول بنالیا۔ وہ بچوں کی بھی پروا  
 نہیں کرتا تھا۔ غزالہ نے بتایا کہ اس نے ساری زندگی بی بی کو نماز ادا کرنے یا قرآن  
 پڑھنے نہیں دیکھا اور وہ بہت بڑا بھروسہ ہے۔ وزیر تو سوشل ویلفیئر اور دو من







میں جھگڑنے کے لئے بایا۔ بعد میں میرا فضل خان نے ان کے والد سے رابطہ کر کے شادی کا پیغام دیا جس پر نکاح ہو گیا۔ میرا فضل خان نے انہیں مردانہ اور دیگر باتوں پر رکھا۔ تاہم شادی کو ابھی تک نہ کیا گیا کہ تک ان کے خیال میں اس سے سیاسی کیریئر کے تہہ ہونے کا خطرہ تھا۔ 1980ء میں میرا فضل خان نے انہیں طلاق دے دی جس پر انہوں نے آقا غنی محض کے ساتھ شادی کر لی۔ میرا فضل خان میری دوسری شادی پر خوش نہ تھے جس پر خلیج نکاح کا دعویٰ کیا اور طلاق ہو گئی۔ مارتی 1988ء میں مولانا کوثر نیازی مرحوم کے گھر واقع ایف سکس میں میرا فضل خان کے ساتھ ان کا دوبارہ نکاح ہوا۔ یہ نکاح مولانا کوثر نیازی سے پر صابا۔ میرا فضل خان کا اول

مرحوم کی بیوہ شمیم جان نے اپنے اولین انگریزوں میں ایک سے - میر افضل خان  
مرحوم کی وفات کے بعد ان کے اہل خاندان نے ان کے گھر سے ان کے اہل خانہ سے ہندو  
دیئے۔ اب ان کی وحمکیں دی جا رہی ہیں۔ میں نے اپنے لیے یہ کہنے پر مجھے اس  
سوج کے بعد میں زبان کھولنے پر مجبور ہو گئی ہوں کہ میری بیوی جس نے اس کے متعلق معلوم  
ہو رہی ہوں گی جو شخص اپنی بے کسی اور خوف کے باعث غلطی سے میری بیوی سے  
ہیں۔ مجھے قتل کی وحمکیں دی گئی ہیں۔ میر افضل خان سے وہ کہی - ان کے اہل خانہ  
دار مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر نہ ان کو اسے مجھے چاہ دیا تو ان کے اہل خانہ سے ایسا  
ہے کہ وہ معاملہ کو ختم نہ ہونے دے۔ شمیم جان سے کہو کہ میر افضل خان ایسا ہندو  
دل اور شریف النفس انسان تھے۔ انہوں نے اپنی روایتی شہرہ دار روایت سے باعث  
شادی کو عوام کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔ میں ایسا نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی  
افضل خان کے ہمراہ لندن 'امریکہ' اور ہانگ کانگ گئی۔ میر افضل خان نے اپنی  
ڈانگی کے آخری دو سال لندن میں گزارے تھے اور ان ۲ سال میں ان کے ساتھ

آخری عمر میں میر افضل خان نے میرے ساتھ شادی پیمانے کی کوئی  
تواختش نہیں کی۔ میر افضل خان مرحوم کی زندگی کی آخری رات کا ذکر کرتے ہوئے

نسیم جان نے کہا کہ جب ان کے شہر کو اسے الفیہ آئی۔ اسی داخل کر لیا گیا تو درزی سر فرار بھی وہاں آئی وہیں۔ مفید بیڑا وہ کائیلی فون بھی آیا جنہوں نے مجھ سے میر افضل خان کی صحت کے بارے میں دریافت کیا۔ اسی رات کا ذکر ہے کہ جزل ضیاء الحق کی بنی زین ضیاء الحق کو بھی ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ اسی رات محمد اعجاز الحق بھی افضل خان کی قبریت معلوم کرنے کے لئے کمرے میں آئے۔ میں کمرے میں موجود تھی۔ میر افضل خان نے ان کا اٹھ کر استقبال کرنے کی کوشش کی جس پر اعجاز الحق نے انہیں آرام کا مشورہ دیا۔ اعجاز الحق اور ان کی اہلیہ بھی اس بات کی کوئی دے سکتے ہیں کہ آخری رات میں افضل خان کے ہمراہ کون خاتون کمرے میں تھی۔ نسیم جان نے کہا کہ صبح پانچ بجے کے قریب خان صاحب نے مجھے کہا کہ میرے سر کو اونچا کر دو۔ اس کے کچھ دیر بعد میر افضل خان نے دم توڑ دیا۔ مجھے باہر کمرے میں آرامیہ افضل کے ڈرائیور جاتی ہو وہ خان نے اطلاع دی۔ نسیم جان نے کہا کہ اب مجھے احمکیاں مل رہی ہیں لیکن اب میں نے اپنے حق میں اور دیگر مظلوم نور توں کے حق میں لڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

(8 جولائی 1997ء)

بازار حسن اور حیات

[illegible]

(روزنامہ پاکستان لاہور 26 جولائی 1993ء)

﴿ طوائفوں نے آئندہ انتخابات میں ملحقہ 96 سے مسلم لیگ (انوار شریف گروپ) کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ روزنامہ خبریں کے انتخابات کے سلسلے میں ایک سروے کے مطابق ان طوائفوں کا کہنا ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں انھیں





بیٹا وائٹ نے اپنے جان میں کیا تھا اور کہا تھا کہ جب عمران خان اسے میرے لئے مری لے کر گئے تو ان کے ساتھ ان کے جگہری دوست یوسف صلاح الدین بھی تھے جو اپنے ساتھ بیٹا وائٹ سے "گڈی" نامی ٹال گرل کو لائے تھے۔ مشاہد حسین کے گھبرائے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انہیں شاید گڈی نظر آئی ہو، ویسے ان کی تصویر سے یوں تاثر ملتا ہے جیسے وہ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بہر حال میرا خیال ہے کہ میاں شہباز صاحب نے مشاہد حسین کو ساتھ لے جا کر غلطی کی کہ وہ شرماتے ہی رہے۔ اگر وہ بالکل غلطی نہ کرتے تو ساتھ لے جاتے تو میاں



بازار حسین کے دورے کے دوران شہباز شریف کے ساتھ میاں شہباز شریف اور ان کے بچے

صاحب کی بیواہ منڈی کی نامی صورت دوسری نامی صاحب کو دیکھ کر شہباز حسین کے یہ کہیں کھڑے ہیں بگ بات تو یہ ہے کہ ہم جو منڈی میں میاں شہباز شریف کے پہنچے اور بعد ہوش استقبال کی خبریں پڑھ کر بیک وقت حسد اور نفرت کی آگ میں جلی رہے ہیں۔ عینقت سے سنتے آتے تھے کہ امراء آں بازار میں جاتے ہیں اور جیسے غلطی کر کے آتے ہیں لیکن میاں صاحب کتنے نڈش قسمت ہیں کہ وہ آں بازار میں گئے اور ان کی تمام دونوں لے انہیں دیکھ کر اپنی جھپٹا لے دیتا اور ان کے اس طرح دوپٹوں کی پادش کر دی جس طرح ان کا کاندھ من لیا ان کا دامن دیکھ کر تمنا میں "دوسرا" ان کی دوپٹوں کی وارن کر کے ہیں۔ بعض تو خیر زندگی بھر کی دولت لٹا بیٹھے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ میاں شہباز شریف نڈش قسمت انسان ہیں اور دولت ان پر عاشق ہے۔ کتنے ہیں کہ جب بھاگ اچھے ہوں تو انسان مٹی کو بھی ہاتھ لگاتے تو وہ سوتا مین جاتی ہے۔ اگر مشاہد ہے کہ مٹی تو سوتا مین جاتی ہے لیکن اس بازار کی حسین ایملی ملتی کسی پانچواں نہیں آتی۔ میاں صاحب نے اس اصول کو بھی لحاظ ثابت کر دیا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر اپوزیشن میں یہ حال ہے کہ دولت ان پر عاشق ہے اگر وہ اقتدار میں آس تو کیا حال ہوگا، یقیناً دولت ان کے پیچھے پیچھے اور وہ آگے آگے آئیں گے لیکن انہیں ہم سب کو یہ عقد دولت واحد شے ہے جس سے انسان کی جھوک

سوجھ بوجھ سے است اور اقتدار بھی عجیب شے ہے کہ انسان جس طرف جاتا ہے اس طرف استقامت آتی ہے اور ایسے طرفہ ہمیں خالی تو دوسری طرف ہمیں بھر جاتی ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ میاں شہباز شریف نے لکھ گیا ہوں اور اب سوچ رہا ہوں کہ آخر میاں شہباز شریف ان ادارے سے تھکے ہو کر ان کے کون سے مسائل حل کریں گے اور ان کے کون سے تعذبات پورے کریں گے خیر یہ تو بعد کی بات ہے۔ اس وقت سوچنے کی بات یہ ہے کہ بیٹا وائٹ کے حلقے میں غاص طور پر میاں شہباز شریف جیسے شریف "گڈی" پانچواں اور نیک انسان کا اس قدر ہوش استقبال کیوں ہوا اس کی ایک ہی وجہ میری سمجھ میں آتی ہے کہ شاید برسوں بعد کسی شریف انسان کا



اس بازار سے گزر رہا تھا اور لوگ یہ دیکھنے کے لئے الٹ پلٹ تھے کہ دیکھیں یہاں شریف لوگ کیسے ہوتے ہیں جس طرح انگریز کسی گاؤں میں چلا جائے تو سارا گاؤں اٹھ اٹھ جاتا ہے کہ دیکھیں جلا وطن کیسے ہوتے ہیں۔

و آتے رزم میں اتنا تو سب نے دیکھا میر  
پھر اس کے بعد چرائوں میں روشنی نہ رہی  
بعد ان شاید کاظم روزنامہ خبریں لاہور 18 جولائی 1994ء

### پڑھتا جا، شرماتا جا...

سیاسی مخالفین پر الزامات لگانے اور ان کی کردار شکنی کرنے والے حکمرانوں کی توہ افلاقی حالت یہ ہے کہ وہ ہائیوں کی دلدل میں گمراہ ہو جاتے اور انہیں اپنی اپنی پستیوں میں پلٹتے ہوئے ہیں۔ شیشے کے گچہ میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکتے والے ان وزیروں، مشیروں اور ارکان اسمبلی سے ہمارے میں ہر قسم کی غیر اذیت میں جو کچھ شائع ہو رہا ہے اور آف دی ریکارڈ اقتدار کو توڑنے والا ہر معاملہ سے روکنا زیادہ ہے کہ حکمرانوں کی بجائے عوام کی گردنیں انی تھم سے پلٹنے سے بچنے والی ہے۔

○ لندن کے ایک ہوٹل میں وفاقی وزیر شیخ رشید احمد کی سٹیج پر رچو نہیں آکر پیر میں اخبارات میں شائع ہوئی کہ ان کے پاس ایک گھڑی ہے تو بھی حکمران جماعت فتح جنگ سے اپنے ایک رکن اسمبلی ملک احمد صاحب سے ہارٹ میں کیا گئی جس کے لئے لاہور کے ایک اخبار نے آئینہ کی ۔ اسے میں تیار تھا کہ وہ وزیراعظم کو از شریف کا قریبی دوست اور مسلم لیق سے ملنے ملاقات سے ملا رہے۔ اس نے دوسری حکیموں سے زیادہ جیسا کہ تقریرات کے لئے قائم کر رکھے ہیں۔ وہ اپنے گرو کے ذریعے نہ صرف ہمارے ہمارے ملک پر بھی کسی اور قوموں کا کاروبار بھی کرتا ہے۔ اس نے ریاست کے اندر اپنی ریاست قائم کر رکھی ہے اور یہ سب کچھ وہ اسلام آباد کے پادوں میں کر رہا ہے مگر کوئی پوچھے والا نہیں۔ قتل کر دینا اور مخالفین کو اغوا کر کے مارچ کرانا اس کے پاس ہاتھ پاکیں اور محبوب مشغلہ

ہے۔ اس الزام کی تصدیق تو اس بات سے بھی ہوئی کہ جس اخبار نے رچو دے شائع کی تھی اس کے مطابق تمام ممبران کو قتل کر دیا گیا ہے اور مقدمہ بھی درج نہیں ہوا بلکہ وہ عا سے معاوضہ "کم کے" کی بات لی جا رہی ہے اور اخبار کے دو سرب ملے ہو بھی، محکمہ کی جا رہی ہیں۔

○ حکومتی وزراء اور ارکان اسمبلی کی افلاقی حالت ایسا ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے بھی یہ مثالیں ہی کافی ہیں جو سیاست و ثقافت کے مطابق 1993ء کے وزیراعظم کے دور میں اور بعد ازاں اس کے صوبائی وزیر اعلیٰ حریف سب سے متعلق سامنے آئی ہیں۔ 10 جولائی 1993ء کو تحصیل میں سیاست و ثقافت کے صوبائی وزیر غلام قادر مغل کے بھائی کی شادی تھی جس میں باقاعدہ شراب نوشی اور تانی رنگ کی محفل کا بھی اجراء تھا۔ اس موقع پر معززین شہر واجی سرکاری نظام کے ساتھ بعض اسکالرز اور دانشوروں کو بھی شہریت کی دعوت تھی۔

"تہذیب و ثقافت" کی اس محفل میں اس شہزادہ عظیم نامی رہا جس نے اپنے غن کا خاص مظاہرہ کر دیا تھی تو وہاں سے اس نے باوریک بدنام اسکالر شمس میں وصت کر کے اٹھائے قابو ہو گیا کہ اس نے محفلوں کے سامنے "قاصد شہزادہ کو پکڑ لیا اور اس سے است و ادا کی شہر گزری، شہزادہ کے ساتھیوں نے مداخلت کی کہ شیش کی تو داؤد است کے ہاتھوں کن لیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر غلام قادر مغل اپنے دوست کو سمجھانے کے لئے اٹھے تو وہ ان سے بھی اٹھ گیا اور وزیر موصوف کی سب کے سامنے اچھائی کر دی۔

تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کی سب سے بڑی قوم بھی وہاں مدعو تھے "مداخلت" تو وہاں سے ہی لیا گیا اور اس سے کام نہ لیا کہ شہزادہ کی اس تقریب کے لئے شہزادہ واپس کی غیر ملکی تقریب ان نے مفت فراہم کی تھی لہذا قاصد شہزادہ پر اس کا یہ دھوکہ تو کھڑا ہے اس سے ایک بازاری عورت کے پیچھے میری ہے عورت کی ہے۔ اس بلکہ آرائی کو دیکھ کر وہاں موجود اہم اعلیٰ سرکاری افسران خاموشی سے ٹھٹھک گئے۔

اس تقریب کی خاص بات یہ بھی تھی کہ وزیر موصوف کے محلے کا سرکاری



فوق اور فوری تقریب کی وجہ سے علم ہوا تھا اور اس نے اپنے وزیر کی پہلی اور شاندار  
سے دست برداری کے واقعے کی قید ہی بھی کر لی تھی مگر صوبائی سیکرٹری ایکسٹرنل  
کی رہنمائی کے قرائن میں شراب نوشی کی ہونگ قیام بھی ہے ورنہ کسب سے علم  
نکل کر نظام قدر مہاشی کے حوالے کر دی جس پر انہوں نے صوبائی سیکرٹری کا حکم یہ  
ادا کیا۔

○ ج ورنہ ہی امور کے صوبائی وزیر الحاج ضیف سولہ سے متعلق روایت  
ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے 88ء کے باب صدر کے چھوٹے چھائی نے ایما  
دعوت دیگر کے سلسلے میں گورنر ہاؤس سے متصل پارلیمانی میں ایک عشاء اور  
رقص و سرور کی محفل کا اہتمام کیا مگر ضلعی انتظامیہ نے یہ کہہ کر اجازت دینے سے  
انکار کر دیا کہ باہری مسجد کے واقعہ کے باعث شہر میں مسئلہ مسکاتہ بر تاج رکھ لی  
اجازت نہیں دی جا سکتی بالخصوص گورنر ہاؤس کے ساتھ ایسی محفل کی اجازت دینے  
کا ریسک تو بہت کم نہیں لیا جا سکتا۔ ہر طرف سے مایوس رہا اور راستہ نکالنے پر  
پارٹی کے ساتھ حوالے سے صوبائی وزیر ضیف سولہ سے رجوع کیا اور اجازت  
دلوانے کے لئے سفارش پر زور دیا۔ ضیف سولہ نے ان کی نسبت ہر عمل سے پیش کیا کہ  
وہ خود محفل میں شریک ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ رہیں گے۔ ان کی ہوا کے فضا  
نہی کو مداخلت کی جرات نہ ہوئی تھی۔ جو شہر قویہ کیا گیا۔ وقت احتیاط پر ضیف  
سولہ تاج رنگ کی اس محفل میں شریک ہوئے۔ جس کے لئے ان کے ہاؤس آج رات بھر  
بیٹھے مدبوش ہوتے رہے اور فجر کی آذان کے وقت باہر آئے۔ ان دنوں بعد یہ ٹھکان  
عالم آباد میں انہیں وزیر مذہبی امور کی نشست سے ایک دن کے لئے بھی افتتاح کرنا  
تھا چنانچہ جب وہ اس افتتاحی تقریب میں پہنچے تو اس وقت ان کی طبیعت سے  
ہویدا تھا اور زہریلی ہری طرح سے ٹکڑا رہی تھی چنانچہ یہ ان کی خدمت کی اور ان کی  
بعد فوری طور پر وہاں سے واپس ہو گئے۔

اہمیت روزہ پائیشیا / اپنی عمر مارتے آئے ان کے اہل خانہ

### رانا حیات ایم۔ این۔ اے

مکرمون آئی ہے آئی کے ایک رکن قومی اسمبلی اور وزیر اعظم کے ذاتی  
دوست "رانا حیات ہیں۔ ان کا خاندان "پہلی پھیرو کے رانا" کہلاتا ہے اور اس  
خاندان کے بعض افراد طلبات کے سرکاری اسکول میں کھس کر ایک طلبہ فرزند  
سے زیادتی کے الزام میں غاصی شہر سے پانچے ہیں۔ کادہ ترین الطاف یہ ہے کہ ان  
کے خاندان کے چند بد معاش اپنے خلاف آواز اٹھاتے پر ایک ڈاکٹر اسحاق علی کے  
تعلیمک میں کھس گئے اور توڑ پھوڑ کے بعد اسلحہ کے زور پر ڈاکٹر کو نکال دیا۔ اپنے کو  
زور و کوب کیا اور ایک لاکھ روپے کا ان کی مراد کی شرط پر نذر و پیشو کر گئے۔ اس حکم  
کی اطلاع جب اخبارات کو ملی تو رانا حیات اسمبلی میں اخبارات پر گہرے ہستے رہے  
اور وزیر اعظم کو از شریف سے آئی ہے آئی کے پارلیمانی اجلاس میں بھی اٹا چور  
کو توڑ کر لاش کے صدق احتجاج کیا کہ اخبارات جموں کی خبریں چھاپ رہے ہیں۔  
ان کی تعلیم پر وزیر اعظم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا آپ فکر نہ کریں میں جاننا  
ہوں آپ لوگ شریف آدمی ہیں آپ کا کچھ نہیں ہو گا وزیر اعظم کی اس یقین دہانی  
کے عہد میں پہلی پھیرو کی شہر کی انہیں لے گا کہ اگر رانا خاندان کے بدست  
کو دھماکا ہو گا ان کی تو سیکورس لڑائی خود کو آگ لگا کر جاک کرے پر مجبور ہو جائیں  
گے۔ ان کا کہنا ہے کہ حکمران جماعت کا ایمر این۔ اے رانا حیات جموں کا شخص ہے۔  
اس نے انہیں کو لہذا دی استعداد ہیں جن میں انہوں نے اپنے ہاؤس "مارچر جیل چلانے  
کا کاروبار ہے لہذا وہ حیات کے اہل کی سرپرستی اور ایک طرز کو تھانے کے لاک  
اپنے سے زیادہ اتنی پکڑا لے لا مقدم بھی قتال ہے۔

انہوں نے اطلاع دی کہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایم۔ این۔ اے رانا حیات کے  
سے بچا اور ضلع پولیس کے ذمہ رانا باغ کے ایک بے سارا عورت کی 28 ایکڑ  
زمینی اراضی جموں جہاں سے اسیاں اور مقدم کرنے پر اسے لکھ کا پیغام بھجوایا۔ یہ  
عورت دو پہلے انہوں میں تعلیمی تھی آج کل اپنی دو لہو بان لڑکیوں کے ساتھ جموں سے  
سے مکان میں پناہ گزین ہے اور اس کا ذریعہ آمدنی بھی کوئی نہیں کہ مقدمہ بازی



کرتے۔ اسلامی جمہوری اتحاد کے رکن اسمبلی سکندر یونس کے بارے میں انھوں نے  
 کہا کہ وہ مجرموں کو عمارت اور پتلا فراہم کرنے کے شوقین ہیں۔ حال ہی میں سکندر  
 یونس کے باڈی گارڈ عجب عرف مجسما اور عباس عرف عباس کے مکان کے کواچیوں کو  
 جھوک ویش میں رہائش پزیر ایک پشیمان حرازم کے گھر میں گھس کر اس کی ما  
 لوانہ بیوی کی گھر والوں کے سامنے آکر بیٹھ گئی۔ ان طرح کی دھوکوں کو  
 شادیاں ہونے والی تھیں۔ پولیس نے مجرموں کو ایم ایس ایس سکندر یونس کے گھر  
 سے گرفتار کیا مگر ایم ایس ایس کے خلاف مجرموں کو زیادہ سے زیادہ نہیں چلا گیا  
 کہ وزیر اعظم نے متاثرہ خاندان کو ایک لاکھ روپے اور ایک تہائی دسے لاکھ روپے  
 دے کر کہا کہ مجرموں کو خصوصی عدالت سے سزا دی جائے گی۔

اہلقت روزنامہ پائیشیا کو ایک کپی دینے پر 1993ء

### مدیحہ شاہ اور وزراء کے بیٹے

امجد پور شرق کے کوچی کا ایک شخص جس نے سسرال میں قلمی اداکار اور  
 رقصہ مدیحہ شاہ کے نیم ہرٹ لیا جس میں سسرال کے ایک اور شخص کے پوتے کے پوتے  
 ہلویڈ پولیس نے کسی بھی قوم کو گرفتار نہیں کیا۔ اسے قتل کا الزام ملنے والی ایک  
 وزیر مملکت شہزادہ سید ارشد عباس کے بیٹے کے ساتھ ساتھ ایک دیگر شخص کے ساتھ  
 اور مقامی ایمر نے اسے لے لیا۔

روزنامہ پائیشیا کو ایک کپی دینے پر 1993ء

### سیف الرحمن اور شرمیلا فاروقی

ترہن میں موت پانچویں تہائی کے ساتھ ساتھ شرمیلا فاروقی کی بیٹی  
 شرمیلا فاروقی نے احتساب میں کے چار میں سسرال کے ایک شخص کے ساتھ ساتھ  
 الزام لگایا۔ سسرال کے چار میں سسرال کے ایک شخص کے ساتھ ساتھ شرمیلا فاروقی کی بیٹی  
 باج کے روز شرمیلا فاروقی کے ہونٹوں کی بیٹی کے ایک شخص کے ساتھ ساتھ شرمیلا فاروقی کی بیٹی



"ملکہ جذبات" سیف الرحمن

چنا کے دور و خفیہ بیان ریکارڈ گرایا۔ بیان کے وقت شرمیلا فاروقی کے علاوہ انصار برنی  
 وٹفیر ٹرسٹ کے چیئرمین انصار برنی اپنی اہلیہ شاہین برنی کے ساتھ ساتھ کی مشیت سے  
 سونچا۔ شرمیلا فاروقی بیان دیتے ہوئے روٹی رہی اور اس کی بھلی بندھ گئی۔  
 شرمیلا نے اپنے بیان میں الزام لگایا کہ دوران حراست اسے اسلام آباد لے جایا گیا  
 جہاں اس کے ساتھ کسی نہ کیا گیا۔ مذکورہ بیان 3 گھنٹے تک بند کمرے میں قلمبند کیا  
 گیا۔ شرمیلا کا بیان اور دیگر بیانات کی بیٹی کے دائرہ کمرے کے سربراہ کے چپ  
 جسٹس کو بھیج دیئے ہیں۔ انصار برنی ٹرسٹ کی شاہین برنی نے شرمیلا فاروقی کے  
 اخباری بیان پر بیٹھ جسٹس کو فیل لکھا تھا کہ حراست میں اس کے ساتھ زیادتی کی گئی  
 ہے۔ اس کا فیصلی بیان قلمبند کر کے عدالت عالیہ الزور معاملے کا نوٹس لے چنانچہ  
 گزشتہ روز یہ ساری کارروائی عدالت عالیہ کے حکم پر ہوئی۔

انصار برنی وٹفیر ٹرسٹ کے چیئرمین انصار برنی نے کہا کہ میری "قوم کی









### حاجی مقصود بٹ سابق ایم۔ پی۔ اے

ڈینس پولیس نے سیاسی دہوکے تحت 915 زیدہ بلاک میں لیجی ایم۔ پی۔ اے۔ حاجی مقصود بٹ کی تحلیوں سمیت رنگ ریلوں کے لئے سیالئی کی محفل کو "میر علی پارٹی" قرار دے کر باعزت طور پر مقدمہ درج کئے بغیر تھانہ سے باعزت دلچسپی اور دیگر افراد کے روزنامہ میں حاجی مقصود احمد بٹ ایم۔ پی۔ اے اور دیگر افراد کے بارے میں تفصیل سے ذکر کر کے رپورٹ تحریر کر دی تھی ہے کہ اور قانونی طور پر واقعہ کا ریکارڈ تیار کیا گیا ہے۔ گزشتہ رات ڈینس پولیس نے روزنامہ خبریں اور صحافت کے ہمراہ زیدہ بلاک میں چھاپہ مارا اور لاہور کے حاکم فی لیڈ 123 میں کامیاب ہونے والے مہر صوبائی اسمبلی اور آل پاکستان انجمن تاجران کے صدر حاجی مقصود احمد بٹ اور 9 خوبرو تیلیوں اور 7 افراد کو گرفتار کیا۔ پولیس نے سب گرفتار کئے کی کوشش کی تو مزاحمت کرنے پر ان کی تحشیروں سے مزاحمت کی اور حاجی مقصود احمد بٹ کو تمام افراد سمیت تھانہ لے آئی۔ یہاں واقعہ کی حاجی مقصود احمد بٹ کی سفارش کے لئے سیاسی کاروں کا تانا باندا کیا۔ دیکھتے ہوئے ان کی قیادت اگلے دن ڈینس پولیس کے سب انسپکٹر نفی شاہ نے وہ سے بغیر شخص کے روزنامہ میں واقعہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے رپورٹ نمبر 35 میں تحریر کی ہے۔ ڈینس پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ 915 زیدہ بلاک میں دو اشتہاری افراد آئے ہوئے ہیں انہیں پولیس نے چھاپہ مار کر کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن گھر سے حاجی مقصود احمد بٹ ایم۔ پی۔ اے ظفر اقبال اور شاہد احمد اسماعیل جو ان کی "مختار سید محمود" مظفر آباد "ناصرہ" روٹی خسرین "چاندنی" عمر شاہد "شور" یونین اور شہزادہ وغیرہ اونچی آواز میں ڈیک لگا کر جھوم رہے تھے۔ اسی دوران پولیس کو دیکھتے ہی تمام افراد گھبرا گئے اور وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن سوچ سے کسی کو فراوان ہونے دیا گیا۔ ڈینس تھانہ کے روزنامہ میں تمام واقعہ کا تفصیل اور اسکے قانونی طور پر ریکارڈ میں حاجی مقصود احمد بٹ ایم۔ پی۔ اے کا نام تو تحریر کر دیا گیا ہے لیکن سیاسی دہوکے تحت پولیس نے انہیں اور دیگر افراد کو باعزت شہری بنا کر مقدمہ درج کئے

بغیر رات گئے وہاں سے بری کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ تھانہ میں حاجی مقصود احمد بٹ کے سفارشی افراد کا تانا باندا کیا اور وہ موقع پر ہی پولیس اہلکاروں کو بھیجنے تکلیف دینے لگے۔ پولیس نے پورا تھانہ معطل کرانے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ جس کے بعد آخر کار ڈینس پولیس نے صرف کوٹھی کے مالک ناصر نامی شخص کے خلاف صرف شراب رکھنے کا مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(روزنامہ صحافت لاہور 22 جنوری 1999ء)

### معروف صنعت کار عرفان پوری کے انکشافات

قومی احتساب بیورو کیس کی حراست میں ممتاز صنعت کار خانہ "پوری" کے عرفان پوری نے دوران تحقیق انکشاف کیا کہ بے نظیر بھٹو کے دور حکومت میں وفاقی وزیر پیویم انور سیف اللہ اور پھر نواز شریف اور کے وفاقی وزیر پیویم چوہدری غار علی خان سے اس کے قریبی تعلقات تھے اور اس نے مذکورہ افراد کی تعلیمات کو کروڑوں روپے کی شہادت کرانے کے عوض جہلی فرنیس آئل فورسٹ کے بھاری منافع کمایا۔ ذرائع کے مطابق عرفان پوری جس کے والد مظہر پوری 1956ء میں لاہور میں پیدا ہوئے والے الیکشن میں صدارتی امیدوار بھی تھے "نے کراچی کی پیر چھوٹی کی ایکسچجک میں شپ کے تفتیشی افسران کو اپنا تفسیلی بیان دیا جس میں "منشی خیر انکشافات کئے گئے۔ روزنامہ "نوائے وقت" کے مطابق عرفان پوری نے بتایا کہ اس نے پیویم انور سیف اللہ اور پیویم چوہدری کے ایک ایسے سمیت انسانی قیامت برپا کر دی اور سونے کے سیٹ فراہم کرنے کے علاوہ ان کے دوران ملک بھر انکشافات کے لئے خطیہ رقم فراہم کیں جس کے بدلے ان دونوں وزراء نے ان کی ہر ایک حرکت کو سرے سے نظر انداز کر دیا۔ ذرائع کے مطابق عرفان پوری نے اعتراف کیا کہ ان نے انور سیف اللہ کو 100 کروڑ جبکہ پیویم چوہدری غار علی خان کو 200 کروڑ روپے کے لگ بھگ نقد رقم فراہم کی اور دونوں وزراء اور ان کے قریبی دوستوں کے لئے لاہور اور کراچی کی متعدد قلمی ادارہ کاروں کے علاوہ طوائفوں کی خدمات بھی حاصل کیں۔



یہ لڑکی مل کلاس کی ہے، اشدود سے لہا کے اس حویلی میں لا رہے ہیں اس لئے  
محتاج ہوگی اور دوگ لونگ نہیں کرے گی۔ مجھ سے ایسی اقدار کی توقع کی گئی ہے  
کسی بھی پاکستانی لڑکی کے لئے مشکل ہے، میں نے کما میری اپنی اقدار ہیں، میں مل  
کلاس سے ہوں اور مجھے اپنی اقدار پر فخر ہے، میں حویلی کے اندر رہی اور بے سارا  
خواتین کی مدد کرتی رہی۔ میں ان خواتین کو حویلی میں رکھتی جن کے سر پر پردہ والا  
ہوتا لیکن یہ لوگ ایسا بے سارا خواتین کو رکھتے جن کی بھوری سے بعد میں ان  
لوگوں نے پایاؤں قائمہ افتادہ ہوئے۔ میں اور میرا شوہر بالکل مخالف سمت پر چل رہے  
تھے۔ پھر انسانی حقوق کے کئی کس آئے، سینکڑوں لوگ امداد حویلی کے باہر آئے،  
لے پکار رہے ہوئے، عمران خان روزانہ آتا اور اس نے بھی یہ نہ بچھا کہ یہ لوگ  
کیوں مردہ ہیں۔ جیسے مسائل تھے میرے لئے تھے اور جتنی عیاشی تھی وہ ان کے  
لئے تھی۔ عمران کی شادی کے بعد مجھے میرا گھر ملا۔ اس سے قبل تو میرا گھر ہی نہ تھا  
بلکہ یوسف اور عمران خان کی لڑکیوں کا میٹھ گھر تھا۔ پھر یہ مسئلہ صلاح الدین نے  
میریری پورٹی جنرل سیکرٹری شپ پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ میں دوا احمد قادری نے  
ہیڈ پورٹی کے خلاف ریفرنس دائر کیا اسی دن یہ مسئلہ صلاح الدین سے مجھے کھاکر  
استغنی وہ میں نے کہا تم استغنی وہ میں کہیں دول میں سے سیاست میں شامل رہنا  
سے، 'عوام کی خاطر الیکشن لڑنا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ان کے پاس آسہ ہیں۔ ہم  
مل کلاس والوں کی قدر میں ان بڑے لوگوں کے نزدیک پوسٹ میں اس کی نقل ہم  
پیسے کے پیچھے پارٹیاں نہیں بدلتے، اگر کبھی بی کے لئے وہ آئے ہیں تو آتے ہیں۔  
انہوں نے کہا کہ یوں میرے اور یوسف صلاح الدین سے اختلافات رہتے تھے۔  
فکرات ایک تھے نہ قدریں۔ جہاں تک اولاد کا معاملہ ہے تو جیسا کہ اسے نہیں  
دیتا تھا۔ انہوں نے استغنی وہ بھرے کعبے میں بتایا کہ یہ مسئلہ ہے۔ میں چلتے اپنی  
سہایت بیوی میں انہیں الدین کی بیٹی کو طلاق دی تھی۔ اس سے وہ بچے لایا، ایسا بھی  
میں لیکن یہ بڑے لوگ ہیں، اس لئے طلاق دینے کے باوجود اس نے طلاق  
ہیں۔ انہوں نے کہا یوسف کا کیا کیا اسے سہایت بیوی بھی ملتی ہے اور (۱۱) بھی جو کچھ  
تفصیل اور میرا دوا۔ اس کی تو منت میں بیوی اچھی نہیں ملتی، تو میں بھی لڑی اور

چھوڑ بھی دیا۔ انجیل کے گما جس روز بھاری شادی ہوئی تھی۔ درانی کے گھر رات  
بڑے بڑے بیگ لٹا دیے۔ یوسف اس وقت پاگل ہو رہا تھا۔ صبح تک اٹھاڑ نہیں کر سکا تھا۔  
کھانا نہ کھاؤں گا۔ عمران غلام وہ آدمی تھا جس کے درپے توہلی میں عورت آئی  
تھی۔ یوسف کھانا کچے اس کے گھر اسے دیتا تھا اور ہر سادے دوست انجیل کے کرتے تھے۔  
ایک دن کا دوست کو گندی ہے۔ شاید وہ سونے کی سرنگٹ کرتا ہو۔ ایک دوسرا غلام ہے  
جو آج بھی عمران کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک دن کا دوست مونی تھا وہ باہر چلا گیا ہے۔  
دوسرا دوست ہے کہ میں کیا کیا تھا۔ یوسف کی زندگی میں غلام لگانے والی بھی ہے۔ غلام  
میں بھی ملتی تھی لیکن کہ میں بھی پوچھتا تھا۔ یوسف کے گھر میں کچھ تھے تو  
دوسرے 200 کچھ تھے لیکن میں نے گھر کی خاطر کوئی سکیڑا نہیں لیا۔ اچھا، غلام میری ماں  
سے بھی بدی عمر کی عورت ہے۔ اسے میں کیا نہیں وہ آج میرے گھر میں رہتی ہے۔  
مریم اور سونیا نام کی دو ماؤں گھر ہیں۔ ایک عورت جو ہے اٹھ بیٹوں کے ساتھ گھٹا  
کھائی تھی قرآن آج رہی ہے لوگوں کو بتاتے ہوئے اس کامیاب فخر محسوس کرتا  
ہے۔ توہلی میں غلام لگانا کی دیتے والی ایک ماؤں گھر مریم ہے جس کے ساتھ  
یوسف سلطان الدین شادی کرنا چاہتا ہے۔ میں یہ صورت حال پہلے دیکھ رہی تھی۔  
95ء تک دہلی تھی دہلی۔ 96ء میں میں نے یوسف سے صاف صاف کہا کہ  
اب مجھے بھی کوئی دھڑکتی تھی۔ میں بھی جس کے ساتھ چاہوں چاہوں توہلی چاہے  
کریں۔ مجھ سے کہ شادی ایک دھڑکتی تھی میرا شوہر مدھر جانتے۔ آج مجھے افسوس ان  
شادیوں کے ہے کہ وہ ایک شادی ہوئی تھی۔ دہلی شادی لڑکیوں تین بچے یوسف کے گھر  
رہیں۔ دہلی شادی اور ایک بھائی میں بیٹے کے دو لوگ جتنا ہم چلے جاتے  
ہیں۔ دہلی شادی لڑکی تھی دہلی میں اور یوسف درمیان میں ہوتا ہے۔ ایک سال اور  
دوسرا سال۔ ایک لڑکی تھی دہلی شادی ہوئی ہے۔ ایک چیتا پوچھ رہی ہوئی  
ہے۔ یوسف سلطان الدین اب امرتسری سے نہیں ملل کلاس کی لڑکیوں سے دوستی کا  
شوہن ہے۔ اس کی کو شش ہے کہ اب اب امرتسری سے نہیں ملل کلاس سے دوستی کا  
طوائف بنائی چاہتے۔ انجیل نے کہا کہ یوسف سلطان الدین نے مجھے کہا تھا کہ 27  
نوکریں اور چار نوکرانیاں گاڑی، ایئر کنڈیشنڈ گھر اور دیگر سہولتوں کے بغیر تم مر جائے



گی۔ اس نے یہ سب کچھ اس لئے کہا کہ یہ اب جلے گی لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ  
میں گولن ہوں اور میں کیا چیز ہوں۔ کسی سے عشق ہو جانا اور بات ہے کسی کا چہرہ کہا  
جاتا اور بات۔ میں یوسف صلاح الدین نے مجھے بھی کچھ نہ دیا۔ مسلم ہی ایسا تھا کہ وہ  
یہاں سے لے لو۔ سفید کرت پتو سفید شلوار قمیض پہنو سونا آؤ گھر و غیرہ تو  
یوسف کو پسند ہی نہیں۔ میں صراحوں میں ملیشیا پہنتی تھی۔ سات سال غلطی میرا  
لباس رہا۔ تصاویر اٹھا کے دیکھ لیں بھی کھار سیلیوں یا رشتہ داروں کے سامنے  
ہوئے کپڑے پہن لیتی ورنہ میرے ہاتھ پر انہوں نے بھی خریداری کے لئے چوڑا  
دکھا۔ اب یوسف لڑکیوں کے لئے سونا خریدتا ہے اسے تو سونا بدلتی ہے تو خریدنے  
جب ہمارے تعلقات کشیدہ ہوئے تو محترمہ بے اختیار بھٹو کے یوسف کو بلایا اور کہا تم  
بڑے بد قسمت آدمی ہو۔ انجمن کو نہ چھوڑنا ورنہ سیاسی اسلامی طور پر تادیب ہو گے۔

اس کے علاوہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے مجھ سے کبھی میری حالت سے اسے بات  
نہ کی۔ ایک بار کہا کہ تم بدنی افسردہ نظر آ رہی ہو میں نے کہا  
'Give me a smile' اور پھر محترمہ نے مجھے Smiles دینے شروع کر دیں۔ ان کے ہاتھ  
لگی۔ انجمن مطلوب الرحمن نے کہا کہ انعام کسی بھی شے کے لئے دے دے انعام تو وہ  
ہو جاتا ہے کیونکہ آپ کا انعام انعام کی غارت ہو جاتا ہے۔ انہوں نے چاہا ہے کہ  
آپ کو ٹھوس مار کے لگا جائے پھر آئیے کو مزید اس سے یہاں تو اب 2000 روپے  
مزید ٹھوس آپ نہ چاہیں آپ پھر کتنا افسردہ رہتے ہوئے ہیں۔ اس نے میں اور  
جب مورت غلط ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ پہلے کی غلطی تھی۔ اب اس سے کہا کہ میں  
گلاس کی لڑکیوں کے لئے میرا پیغام ہے کہ اپنے یہ قصے سے جان بچاؤ۔ ابھی آپ  
گلاس کی چمک دیکھ رہے ہیں۔ آئینہ علی آباد دہلی میں جس سے اسے اسے  
انجمن سے کہا دیکھا وہ یہ کہتی ہیں کہ ہم پال صرف تینا میری لڑکی سے تھیں بھی  
ریکا دولت والوں کے لئے اتنی آسانی سے دستیاب نہیں۔ اب صرف صلاح الدین کی  
جو بی بی میں عمران خان اور یوسف کے دیگر دوستوں کی مدد ملی ہیں ان تک مسلسل  
قص کرتی رہی تھی اور اس دوران صرف ایک لکنا کہتا تھا کہ "کیا کیا" جتنا رہا۔

پھر 90ء سے 93ء تک ان صارتی اداروں کے دست بدمعے تھے پھر ان کے دست  
گرنے لگے۔ بیٹلور پارٹی حکومت کو اس وقت سے پہلے دستیاب اور انتقالی  
تاریخ ہو چکی تھیں۔

یوسف اولاد پیدا کرنے کے تحت مختلف تھے۔ انہوں نے میری خواہش کے  
بہ نکل چار بار میرا انتقال عمل کر دیا۔ ایک بار جڑواں لڑکے تھے گھر انہوں نے انتقال  
کر دیا۔ انجمن سے لگا کر میں یوسف کو اپنا بیٹی بیوی سے طلاق کے بعد بھی  
عزت رہی۔ انہوں نے مال بات یہ ہے کہ ان کے اپنا بیٹی بیوی سے بعد میں بھی تیار  
مراجم ہے۔ ان کا انجمن مجھ پر اچھا نہیں ہوا۔ جب ایک دن میں نے یوسف کو  
مواہش پر فون کیا تو دراندوز نے اٹھایا۔ میں نے دراندوز سے پوچھا تو اس نے علی  
مواہش کی جب ذرا سختی سے پوچھا تو اس نے کہا ہم مل دوں یہ ایک گھر میں ہیں میں  
سے پوچھا تو تم اقبال لکھا کے گھر ہو جس پر اس نے انہیں میں جواب دیا۔ میں نے  
صحافی ان اس سے بدووم کے فون پر فون کیا تو اس کی بیٹی بیوی نے فون اٹھایا۔  
اس سے ان سے کہا میں صاحب سے ملاؤں جس پر یوسف نے فوراً فون اٹھایا کیا  
اور میری آواز سن کر کہہ گئے اس واقعے کے بعد ہمارے تعلقات کشیدہ رہنے لگے۔  
انہوں نے مجھ سے گھر کو قاشی کا لہجہ رکھا تھا جس میں بدداشت نہیں کر سکتی میری  
طلاق سے پہلے وہاں آئی مگر ان نے اپنے دوستوں کی محفل میں کہا تھا کہ اس (انجمن) کا  
ناجائز لہجہ اس کا ہے لہذا یہ چند روز کی مسکن ہے واقعی چند روز بعد مجھے طلاق  
ہو گی۔ اس کے بعد وہاں سے کہ یوسف کے ساتھ شادی سے ان کے خاندان کی  
بہتری والی ہے اور ان کی بات سچی ثابت ہوئی ہے۔

انہوں نے فوراً میرا یہ کہنا چاہا کہ یہ تو عیاشیوں کا لہجہ ہے۔ میری عمر  
نہاں میں سے پوچھ رہی تھی اس لئے میں انہیں چاہو کہتی تھی اور دوسری وجہ  
اس لئے چاہو کہتی تھی کہ میں عمران کی نظروں کو پہنچوں گئی تھی۔ عمران کو  
مست آدمی کی حالت ہے اور وہ سرے کے پٹے سے عیاشی کرنا یہ اپنا حق سمجھتا ہے۔  
میرے کہنے پر مگر عمران خان لاچھڑے تھا۔ جس گھر میں میرا ولید ہوا تھا وہاں عمران خان



اپنے دوستوں کے کھانے کرتا تھا۔ طوائفوں سے بھرا کرداتا تھا۔ ہر رات لڑکیاں لیکر میرے گھر آجاتی۔ نوکروں سے کہتا کہ یہ بستر لگا دو اور یہاں کھانا لگا دو کوئی حساس اور شریف عورت اپنے گھر کے تقدس کی انکی پابلی برداشت نہیں کر سکتی اور نہ ہی میرے سے یہ برداشت ہوتا تھا۔ اپنی عزت کی فکر رہتی تھی کہ محلے والے میرے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے انہیں کیا پتا کہ میں ان آوارہ لوگوں کے ساتھ بیٹھی ہوں یا اپنے کمرے میں ہوں۔ لیکن جب میں اس کی شکایت یوسف صاحب سے کرتی وہ کہتے تھو اس بند کرو۔

عمران سے پوچھیں کہ اس کے سسرال والے جب پاکستان آئے تھے اور شراب نوشی کے لئے ہمارے گھر آتے تو یہ سارا پروگرام خفیہ کیوں رکھا ہوتا تھا جس دن زمان پارک میں نصرت فتح علی خان کی قوالی تھی اس کے بعد ہمارے گھر میں جو پارٹی رکھی گئی تھی اس میں انکی کیا بات تھی کہ صحافیوں کو گھر میں آگئے نہیں دیا گیا۔ اب عمران مگر جانتے کہ کریشینا بکھر نہیں تھی ایسا دات حسین تھی یا پاکستان میں اس کے لڑکیوں کے ساتھ تعلقات نہیں ہیں لیکن میں تو اس کی فہم تو اس کی فہم دید گواہ ہوں۔ میں اس وقت حوام میں نہیں بولی تھا وہ قس دی تو اب کہہ دیتے تھے بے پیر بھی اس نے تیار کر دیا تو اب میں اس کا پردہ کس لئے۔ صورت میں ملاقات کے بعد پانچ چھ ماہ بالکل خاموش رہی وہ بھی اس لئے کہ یوسف صاحب کو اس کی تھپی کو احساس ہو جائے لیکن عمران اور یوسف صاحب سے اس کا علاوہ مطلب سمجھ کر اپنے فحوا کوں پر رکھ لیا۔

طوائف ہمارے طبقے کی سب سے مظلوم مخلوق ہیں۔ ان کی مرستی سے ان گند میں پیدا نہیں ہوتیں۔ لیکن وہاں رہنے والی اپنے وجود پر شرمندہ ہوتی ہیں اور جو وہاں سے نکلتی ہیں وہاں سے تعلق کا اعتداف نہیں کرتیں۔ اب سنا وہاں سے اپنے تعلق کو بے شک تسلیم نہ کرے لیکن ایک دنیا اس حقیقت سے واقف ہے اس لئے میں نے ریٹلائٹ ایریا میں ایک ادارہ بنانے کا سوچا ہے اس مقصد کے لئے میں نے ایک گھر بھی وہاں دیکھا ہے لیکن ابھی تک کوئی سپانسر نہ ملنے کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کر سکی۔ پروگرام یہ ہے کہ پہلی منزل پر سارے طلبہ نوازدوں اور ہارمونیم

والوں کو یہ آلات ہانپنے پر لگا دیا جائے۔ دوسری منزل پر موسیقی کی شاخیں منڈلی جائیں اور تیسری منزل پر سیاحوں کے لئے ہوٹل بنا دیا جائے۔ یہاں سے حاصل ہونے والی ساری آمدنی ان طوائفوں کو دی جائے جو زیادہ عمر کی وجہ سے اپنے کام کے قائل نہیں رہیں لیکن ابھی یہ صرف منصوبہ ہی ہے سپانسر مل گیا تو اس پر عمل درآمد ہوگا۔ غلطی میں بھی جو ممنوع تھی وہ غلطی میں بسمارت ہونے لگی (اہلیت روزہ نمائے ملت لاہور 8 جنوری تا 14 جنوری 1998ء)

## اس بازار میں

شیع نامی ایک قسم سٹار بھی اس بازار سے ہے اور وہ بھنو دور کے ایک صوبائی وزیر کی بیٹی ہے۔ اس سابق صوبائی وزیر نے بیٹی کو شش کی کہ اس کی بیٹی بازار حسن میں تہ بیٹھے گھر وہ ناظم رہا کیونکہ شیع کی ماں کا کہنا تھا کہ ہم اپنے رسم و رواج سے نہیں ہٹ سکتے۔ ہماری بیٹیاں بھی پیشہ کرتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح طوائفیں اپنے آئینوں سے انتقام لیتی ہیں کہ خود ان کی بیٹیوں کو بازار کی جس نظامت ہیں۔ شیع کی ماں نے لاکھوں روپے وصول کر کے ایک امیر شخص سے اس کی تھ تھوالی اور اس کا ہاپ تھلاتا رہ گیا۔

اس بازار کی ایک لڑکی عمر القاری خالد ان کی ایک اہم سیاسی شخصیت کی بیٹی ہے۔ عبدالستار صاحب سید خالد ان کی بیٹی ہے۔ شاہینہ بیٹی کے راجہ خاندان کی بیٹی ہے۔ یہ لڑکیاں لکھ طوائف کے طبقے سے پیدا ہوئیں اس لئے ان پر کبھی توجہ نہیں دی گئی۔ اللہ کے واسطے کہ انہیں بھول گئے بلکہ وہ انہیں اپنی بیٹی کی بجائے محض ایک کالی سمجھتے ہیں۔ کوئی شخص ان کی بیٹیوں کا رقص دیکھے یا ان کی تھ کھولے انہیں اس سے قطعاً کوئی سروکار نہیں۔ اس بارے میں اتنی منفی فیز معلومات موجود ہیں کہ انہیں جان کر لوگ لرز اٹھیں لیکن معاشرہ میں ان معزز شرفا کو بنگا کرنا اور پھر خود کو پچانا ایک امر محال ہے۔ ان شرفا میں ایسے ایسے حضرات شامل ہیں جو قوم کی تقدیر ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا کسی نہ کسی انداز میں طوائفوں سے تعلق بھی رہا اور اب ان کی اولاد پیشہ بھی کرتی ہے۔ گویا یہ طوائفیں بڑے خاندانوں









نورجی نے اب اس بازار کو تیرا کہہ دیا ہے لیکن اس کی ازدواجی زندگی شدید ٹکامیوں اور المیوں کا شکار ہے۔ حد یہ ہے کہ اسکی بیٹیوں کو بھی ملاقاتی کا رشتہ کرنا پڑا چنانچہ وہ شہروں سے الگ ہو کر واپس ماں کے پاس آگئی اور اب اپنے بوجیک قسم کے کاروبار چلا رہی ہیں۔ نورجی کی زندگی جیسے تو ایک طویل موضوع ہے جس کے اکثر باب سب کے سامنے آچکے ہیں۔ اور ان سے لوگ تو سب آگاہ ہیں۔ نورجی کے ماضی اور اس کے مشفقوں کی تعداد اگرچہ اور سنوں سے تجاوز کرتی ہے لیکن اہم معنی لے اپنی کتاب "نورجی اور میں" تو اس ماضی کی روشنی کی زبانی ان ماضیوں کی تعداد صرف "پودہ" بیان کی ہے۔ ماضیوں سے کہ شوکت صاحب کے علم میں یہی پودہ مرد آئے ہوں مگر نہ نورجی تو آج بھی عشقِ عاشقی سے نہیں چوکی۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا حلیہ میں ایسے صحن و معانی کا مملو رکھنے کے لئے وہ اپنے ہار مونہ بھی تبدیل کر دیتی ہے۔

نورجی کے ماضیوں کی اس فہرست کے ساتھ ساتھ شہر سے سنسنی و تھوپی کے لئے یہ رہائے بھی دی ہے کہ نورجی جس ٹاپ کی شاہ ہے۔ ایسے شہر میں یہ بھاری ہوتی ہے۔ یہ عورت جس کی بھولی ہے۔۔۔ یہ رات۔۔۔ اور صبح۔۔۔ ان کے ہندو بخوبی لیگل لکس ریڈی سے شوکت رضوی کا وہی تھی اور وہ تو ان کے ان علاقے کو کہتا ہے تو اسے جرمی کے جائیں وہاں یہ علاقہ ہوتا ہے۔۔۔ اسے کتاب کی تیرا بھول کسی حد تک کم ہو جاتی ہے مگر یہ علاقہ تو ہوا تو ان کی جگہ سے یہاں کی کم نہیں ہوگی۔

شوکت حسین رضوی قلم شاہ اعجاز و روانی کا ذوق رکھتا ہے اور ان سے ان سے بھی نورجی نے عشق کا اصرار کیا تھا اور بعد ان اس سے ان کے اپنے اپنے رشتہ سال تک اس سے وہی پیٹری لیا اور جب اس سے وہی بھر گیا تو اسے علاقے سے وہی مزہ میں انہوں نے چیف مارشل لا و ایڈمنسٹریٹو جی خان کا قلم لکھیں یا حالانکہ نورجی میں تم ہو کہ یہ صدر صاحب پاکستان کو بھی فراہم کر دیتے تھے۔

آج کی مشہور ترین رہنما جی ملک کے بازار حسن سے الٹی سیدہ ملک کی

بہت سی طوائفیں اور رانچ کر فوجی تھیں۔ گلوکارہ عابدہ انور کی ملک سے تعلق رکھتی ہے۔ رہنما کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک ریڈیو انکم لکس امریکی بیٹی ہے لیکن الٹی ولایت سے تعلق ہے وہ اپنے طوائفوں کا نام لکھتی ہے۔ یونکہ اس کا ایک افسانہ خان اسے اپنے لئے تیار کریں۔

بازار حسن کے ایک شخص میاں محمد اکبر کی بیٹیوں سے بھی رقص اور گلوکاری میں بلا عام پیدا کیا اس کی بیٹی بیٹیوں روینہ، مجیدہ، سہنا، انشا اور قرین بیٹی نور اور سرفراز لکھن ان کے ملاقاتی رہ چکے ہیں۔ یہ لوگ کاناٹھ جاتے رہے ہیں میاں اکبر کی بیٹی بیٹی روینہ نے قلم "جانی کر" اور "پیکوری" میں مختصر علمی اکرار بھی ادا کئے ہیں۔ لیکن وہ کوئی خاص شہرت حاصل نہ کر سکی۔ روینہ ایک طو قلم نگار، گھم گھم کے چارٹے پر رات کو "نام" لکھتی تھی اسی دوران لاہور کے ایک دیگر ریکارڈنگ اسٹیشن شہر سے اس کی ملاقات ہوئی۔ شور ایک ویسٹ اور خوبصورت لڑکی تھیں اور ان کی کوئی حریف نہ ہو کر کاناٹھ آگئے تھے۔ کاناٹھ کے دوران ہی وہ روینہ کو ال کے جیلے بند روینہ کے لئے اس کی کالہ میں تھی کہ کوئی ماہر انسانی سے تو وہ اس سے شادی کر کے گھر بٹالے اس کے باوجود اس



گلوکارہ و رانچ کر









رقص کے علاوہ اور بہت کچھ بھی ہوتا یا ہو جاتا ہے۔ مگر کسی کی خیال نہیں ہوتی کہ ان بہت بڑے سرکاری افسروں کی طرف الٹی بھی اٹھائے کیوں؟ بازار حسن کے لوگ تو اپنی قوی خدمات کا بھی شکار رہا کرتے ہیں 1965ء اور پھر 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں ہم لوگوں نے یاد کیا۔ سرحدوں پر مورچوں پر جا کر ملی لگے اور قوی دھمکے لگائے کیا اس وقت یہ سب کچھ گنہگار نہیں تھا

ان سے دریافت کیا گیا کہ پولیس سب بھی اس بازار پر چھایہ مار رہی ہے۔ نافع لگانے والوں کو چکراتی ہے تو آپ لوگ ان کو میٹ کے پودے یا دھڑکتے ہیں کہ ہم شرفاء کو نکالیں گے اور تانیں گے اس بازار میں ان کی تشریف خانہ ان کی بیویاں بیٹیاں ہیں لیکن آپ نے بھی ان وحشی کو محلی جامہ نہیں پہنایا آپ نے اپنے بچوں کو بھی نکالنے کی زحمت نہیں کی اور تو اس بازار میں لوگوں کے ہاتھ ہیں اس آپ بھی ان شرفاء کو منظر عام پر نہیں لاتے جو اس بازار کے سب سے بہتر مہربان ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ آپ یہ وحشی صرف پولیس کیل کر کے لئے دیتے ہیں محمود احمد نے کہا "ہم ٹیکہ میٹنگ کے لئے ان کو بلایا نہیں دیتے، ہمارے پاس اس امر کے قصوں ثبوت موجود ہیں کہ وہاں سب سے شرفائی بیٹیاں موجود ہیں"

سوال: آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ شرفائی بیٹیاں ہیں۔ جہاں ایک شخص بچہ لئے آتا اور چلا جاتا ہے۔ آپ ہو دعویٰ کرتے ہیں کیا آپ نے ان لوگوں کی قوی تصدیق بنا رکھی ہے کہ یہ لوگ میں نکال دیتے آئے اور راستہ پر آتے۔

جواب: نہیں ہم تلاش بیٹوں کی تصدیق نہیں جانتے لیکن وہ خود انہی کے طوائفوں سے مشتق لڑائے پائیں داشت (Keep) رکھتے ہیں یا ان سے متعلق یا کچھ کرتے ہیں ان کے بارے میں ہمارے پاس قصوں ثبوت موجود ہوتے ہیں جو کہ ان تلاش بیٹوں کے بارے میں ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے لڑی سے ان کا دل بھر جائے گا تو وہ اسے چھوڑ کر چلتے ہیں گے اور پھر مڑ کر پیچھے بھی نہیں دیکھیں گے

چنانچہ جن طوائفوں کے پاس ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں ان بچوں کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لئے ہم ایسے ثبوت اپنے پاس رکھتے ہیں جو تصدیق دینے پر قیام ثبوت کی صورت میں ہوتے ہیں۔

سوال: آپ ان شرفاء کے نام بتائیں جن کی بیٹیاں یہاں دھندل کر رہی ہیں جواب: آپ مجھ سے یہ سوال نہ کریں ایسے انکشافات اس "پیشہ کے آداب" کے خلاف ہیں آپ مجھ سے یہ پوچھیں کہ کسی کی بیٹیاں یہاں نہیں ہیں اس مقام میں ابھی تک ہیں کچھ وہ تو وقت کے بعد محمود احمد نے کسی کام لئے بغیر کہا گھرات کے ایک دست بڑے شریف انصاف سیاست دان جن کی شرافت اور غیرت کے بارے میں سچے ہیں ان کے یہاں بھی طوائفوں سے تعلقات رہتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کی پارلیمانی کے ایک بہت ٹیک اور صلاح حضرت کا بھی اس بازار سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بلوچستان کا ایک بہت بڑا سردار بھی ان بازار میں دھندلے کھاتا رہا ہے۔ ایسے وہ ان کی قوم کا ایک بڑا ہیرو ہے۔ محمود احمد نے ان فرست میں ایک پیکیج کا نام بھی لیا پھر کہا "میں تو استحقاق کا حقدار ہوں لیکن آپ وہ سب کچھ چھاپ نہیں سکتے۔"

انہی کے ساتھ کہ میں حکومت پنجاب کے ایک بہت بڑے افسر کو چاہتا ہوں وہ مجھ سے اپنی ایک شہرت رکھتے ہیں۔ انتظامی امور میں وہ خاصی سخت گیری کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن ان کے پاس وہ بڑے پیرے آتے ہیں اور بھرتے ہیں بھرتے ہیں ان کے ساتھ وہ کی "لی" لے لیتے ساتھ لے جاتے ہیں۔ ان کے اہلے میں وہ پھر سب سے سختی کے ساتھ سختی کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ کیا شرفاء اپنی اولاد کو ان بازار میں رکھتے ہیں ان سے پوچھا جاتے ہیں کہ ان کی عزت و شرافت کا بھرم نہ مل جائے محمود احمد سے جواب دیا "عزت و شرافت کا تو انہیں اتنا زیادہ احساس نہیں ہوتا جتنا کہ اس لئے اپنی بیٹیاں کو بازار میں چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ اولاد جاننا یا جاننا ان کی ہستیاد میں حصہ دار بن جائے عزت تو ان کے نزدیک محض ایک دستور کی غول ہے اصل حقیقت جاننا یہ ہے جس سے وہ اپنی سگی بیٹیوں کو بھی محروم







کلام کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے اس معاشرتی نظام کو بھی ختم کرنا ہو گا جو طوائفوں کو ختم دیتا ہے۔

سوال: کیا آپ انجمن چلانے کے لئے ان فنکاروں سے کوئی مالیت پندہ وغیرہ لیتے ہیں

جواب: ہم کوئی مالیت پندہ نہیں لیتے لیکن جو طوائفیں بازار سے باہر ہجرا کرنے جاتی ہیں اس سے ہم دو سو روپیہ لیتے ہیں۔ ہر ہجرا کرنے والی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ محمود احمد سے "راہداری" حاصل کرے۔ اس سلسلہ میں ہمارے رجسٹر میں ان کی آمد و رفت اور انہیں لے جانے والے شخص کا باقاعدہ اندراج ہوتا ہے۔ محمود احمد نے کہا کہ یہ راہداری اس لئے ضروری ہوتی ہے کہ راستہ میں پولیس انہیں ٹھکرتے کرے ان سے پوچھا گیا کہ گوری نے پچھلے دنوں پولیس آپریشن کے سلسلہ میں یہ بیان دیا تھا کہ وہ بڑے بڑے شرفاء کو بنگا کرے گی کہا جاتا ہے کہ گوری بہت بڑے باپ کی بیٹی ہے؟

محمود احمد چند لمحے خاموش رہے اور پھر انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا "میں بھی یہی پتہ چلا ہے کہ گوری کا باپ واقعی بہت بڑا آدمی ہے لیکن ان کا صحیح نام تو "دلی" کی ماں ہی آپ کو بتا سکتی ہے۔"

سوال: پولیس عام طور پر یہاں کی عورتوں اور ان کے آشنائوں کو روک کر ان کے تحت گرفتار کر لیتی ہے آپ بتائیں کہ کیا پولیس کی یہ کارروائی صحیح ہوتی ہے؟

جواب: پولیس غیر قانونی طور پر یہ زیادتی کرتی ہے۔ حدود آرڈیننس کے تحت لاکو ہوتا ہے اور اس کے تحت کارروائی ہو سکتی ہے جہاں چارہ متعلقہ شخص کا وہاں کے موقع پر یہ فعل ہوتے ہوئے دیکھا ہو۔ لیکن پولیس محض اپنی کارروائی دھمالے کے لئے اس آرڈیننس کے تحت بلا جواز کارروائی کرتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں پولیس نے بیٹے لوگوں کو پکڑا تھا۔ عدالت نے ان سب کو چھوڑ دیا۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ ہر طوائف پولیس کو ایک ہزار روپیہ مالیت دیتی ہے؟

جواب: یہ بازار فنکاروں کی ایک ہی چیز ہے۔ فلم انڈسٹری کو بھی بڑی بڑی فنکارائیں اسی بازار سے لیتی ہیں۔ ان میں پاکستانی فلم انڈسٹری کی ماہرہ شریف، ماہرہ نقوی، فردوس، عظیم آراء، چنا، رلیا، صابرہ، ترنس، عینا، مبار، عالیہ، انجمن، زہرہ اور گوری وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ بھارتی فلم انڈسٹری کی معروف اداکارائیں بھی اسی بازار سے آتیں۔ ان میں کجلی بانی، ترنس، انجمن، وحیدہ رحمان، ممتاز، اندورہائی، تسرن، منور سلطان، شمشاد بیگم، گلوکارہ شریا اور مہیا بیگم وغیرہ شامل ہیں۔ خود میڈم نور جہاں 1941ء میں اس بازار کے ایک مکان A-14 چیت رام روڈ پر قائم لگاتی رہی ہیں۔ میرے بھائی کی شادی بچہ انہوں نے بھرا بھی کیا تھا۔ آج بھی ہم ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ بڑے احترام سے خوش آتی ہیں۔ فلم شاد رانی بھی اسی بازار سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا والد اسے قریب خانم کے سپرد کر گیا تھا۔ یہاں اس نے رقص کی تربیت حاصل کی "بولی بلیس" میں۔ وہ یہاں قائم بھی لگاتی رہی۔ ملکہ پکھراج کا تعلق جوں و کشمیر سے ہے، لیکن وہ اس بازار سے وابستہ ہیں۔

محمود احمد نے اس معاملہ کو دیکھ کر اٹھارہ کیا کہ یہ معاشرہ ایک طرف تو انجمن کو دے گا تاج چلاتا ہے اور دوسری طرف ان کی ماں گوری کو دفعہ 294 کے تحت گرفتار کرے گا۔ یہاں وہ سنا بھی کرتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کیا کہ مریم راسے اور مس لکس اور فلم انڈسٹری کی دیگر ماہرہ شریف، ماہرہ نقوی، فردوس، عظیم آراء، چنا، رلیا، صابرہ، ترنس، عینا، مبار، عالیہ، انجمن، زہرہ اور گوری وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ بھارتی فلم انڈسٹری کی معروف اداکارائیں بھی اسی بازار سے آتیں۔ ان میں کجلی بانی، ترنس، انجمن، وحیدہ رحمان، ممتاز، اندورہائی، تسرن، منور سلطان، شمشاد بیگم، گلوکارہ شریا اور مہیا بیگم وغیرہ شامل ہیں۔ خود میڈم نور جہاں 1941ء میں اس بازار کے ایک مکان A-14 چیت رام روڈ پر قائم لگاتی رہی ہیں۔ میرے بھائی کی شادی بچہ انہوں نے بھرا بھی کیا تھا۔ آج بھی ہم ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ بڑے احترام سے خوش آتی ہیں۔ فلم شاد رانی بھی اسی بازار سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا والد اسے قریب خانم کے سپرد کر گیا تھا۔ یہاں اس نے رقص کی تربیت حاصل کی "بولی بلیس" میں۔ وہ یہاں قائم بھی لگاتی رہی۔ ملکہ پکھراج کا تعلق جوں و کشمیر سے ہے، لیکن وہ اس بازار سے وابستہ ہیں۔

سوال: ٹی۔وی پر اس بازار کی جو فنکارائیں کام کرتی ہیں۔ وہ اس بازار سے نکل کر







ہوئے بل اور وعدہ وعید خود پارسے کرنا پڑ جاتے ہیں۔ 13 جولائی 1993ء کو اس سے  
اداکارہ کو دو لاکھ روپے کی ایک رقم کی ادائیگی کی۔

اس امر کو آپ شیخ رشید کی قسمت کسے سمجھتے کہ اس رقم کی ادائیگی کے  
صرف پھر دن بعد اس وقت کے وزیراعظم میاں نواز شریف کو اپنے اقتدار سے باقی  
وہوٹا پڑا اور وہ 19 جولائی کو وزارت عظمیٰ کے عہدے سے استیفاء ہو گئے۔ تعلیمات  
کے مطابق سچی کارپوریشن آج بھی اتنی خوشحال ضرور ہے کہ نیشنل فلم ڈسٹریبیوٹ  
ایوارڈ کے نام پر بھاری بھر کم رقم بطور عطیہ دے سکے۔ اسی سے رہا تو بھی رقم کی



روشنی

ادائیگی کی جو قیمت طور پر ملنی تھی سچی کارپوریشن کو اس رقم کے نام سے گزرا  
نواز شریف کے لئے دن بھر شدید "محنت" اٹانے والی تھی۔ رات آرام سے  
گزارنے کا موقع ملنا چاہیے تھا تاکہ وہ تازہ دم ہو سکیں۔ "محنت و مشقت"  
کے لئے تیار ہو سکتے۔ جس چیک کے تاریخ رونا ہوا۔ اس کی رقم اس کا  
نمبر 82447124 ہے اور یہ چیک یونائیٹڈ بینک کی دیوالیہ شاخ سے پیش کیا گیا۔ خیال  
رہے کہ اس چیک میں سچی کارپوریشن کے اکاؤنٹس جمع ہیں۔ اس پر اثابہ دینے ایک

ایمان میں کہا کہ ان دنوں میں اس امر پر شبہ کی سے غور کر رہی ہوں کہ فلموں کی  
رات کی شوٹنگ میں کام کرنا بڑے کمزور ہیں۔ اس فیصلہ پر عمل درآمد میرے بعد ممکن  
ہو گا۔ رہا صرف دن کی شوٹنگ کو کیوں ترجیح دینے لگی ہے اور اسے رات کی شوٹنگ  
سے کیا خوف محسوس ہوتا ہے یہ کوئی نفسیاتی مسئلہ نہیں بلکہ خالص نامانی مسئلہ ہے۔  
رہا اگرچہ یہ اہم ہی کرتی ہے کہ ایک تو دن رات شوٹنگ میں حصہ لینے سے صحت پر  
بہا اثر پڑتا ہے دوسرے معاشرتی طور پر انسان سب سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔ دن  
رات کام کی مصروفیت کے باعث ملتی سرگرمیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ کہیں آنا جانا ممکن  
نہیں رہتا۔ لیکن رہا رات کی شوٹنگ سے صرف "ملتی سرگرمیاں" کے لئے  
استیفاء نہیں ہو رہی۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ راتوں کو کسی شوٹنگ کا ماحول  
اتن حد تک نہیں پہنچتا جیسا کہ ایک رات کی مصروفیت سے دو لاکھ روپے مل جاتے  
ہیں۔ اس شرح سے دیکھا جائے تو رہا صرف 50 راتوں میں ایک کروڑ روپے کمائی  
یا کمائی سے پہنچے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ راتوں کو فلموں کی شوٹنگ میں  
سوالی مادی چھوڑے اور رات کی "محنت" کو ادا نہ کرے۔ پھر یہی نہیں کہ اس کی بعض  
ادائیگیوں سے "چیت" ثابت ہوتی ہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ راتوں کو گلیوں اور بنگلوں  
میں کا بھروسہ ہوتے ہیں ان کی آمدنی بے انداز رہتی ہے۔ ان بھروسوں میں اس پر  
بڑا اثر ملتا ہے کہ کسی ٹوٹ جاتے ہیں۔ چونکہ اسے مدعو کرنے والے امیر کبیر  
اسے لے جاتے ہیں اس لئے وہ راتوں میں کوئی جھگڑا محسوس نہیں کرتے۔ اب  
اس کے بعد اس کے لئے ان کے لئے تو بھروسوں کا "زرخیز" کاروبار ہی طرح متاثر  
ہو گا۔ اسے اسے واقعی شبہ کی سے یہ طے کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنی  
ادائیگیوں کی تو شک میں اتنے کی بجائے بھروسہ اور ماحولوں سے ایک  
نئے اور نئے "محنت" روپے حاصل۔ انکم ٹیکس والوں کے لئے یہ ایک قابل غور پہلو  
ہے۔ یہ کہ دنیا کی شہرت و دولت کا آغاز فلموں سے ہوا ہے اس لئے وہ انہیں  
کھلی طرح پسند ہے۔ اس کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس کا کہنا ہے کہ رات کو  
شوٹنگ میں کام کرنا ہی پڑا تو میں اپنے روپے میں چیک رکھوں گی اور امیر جمعی کی  
صورت میں رات کو بھی کام کروں گی۔



رہا ان دنوں تو بہت مصروف ہو گئی ہے۔ لیکن جب مصروف نہ تھی تو اس کا یاد ملے سارنگی اور ہارمونیم والوں کا ملائکہ ایک یا سوا لاکھ روپے لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر جایا کرتا تھا۔ کراچی والوں نے ان دنوں جب رہا کی بچک سارے ہی رنگوں میں رنگی اٹھ رہی تھی 'بے پتلا' 'بھرتے' 'کرا لے'۔

رہا ایک دن بھرتے کے اور دو دن تھے خریدنے کے نام پر تین دن لگا کر لاہور لوٹتی تھی۔ رہا جی کو 'گود' 'بھر کر تھے لینے اور پائے کا رواج اس شہر سے صحیح معنوں میں ملا۔ اب وہ جب بھی آتی ہے پہلے شاپنگ کی بات ملے کر لیا کرتی ہے۔ اس شہر میں 'گود' اور یوں کہا پورا ہو جاتا ہے جیسے سلون کے دنوں میں بال ادا کر آیا اور

سابق حکومت کے ایک مزاحیہ دور والے وزیر نے جب موقع ملتا تو رہا کو یاد کرتے اور اگر وہ خود کسی ایسی محفل میں دیر سے آئے جس کی صدارت وہ کرتے ہوں تو اسے "بھارت" بھی دیتے کہ ایسے لوگ اتنی تاخیر کے باوجود اللہ کی راہ دیکھتے ہیں۔ دراصل ان دنوں حکومت ہائے ملک وزیر صاحب اور رہا کی کو اس وقت بھی بھر کر چلی تھی۔ دنوں ایک دوسرے پر ہوا دار کرتے تھے وہ ایسا معلوم ہوتا کہ ہوش ملے شدہ ریسرسل کے بعد کئے گئے ہیں۔ یہ سلسلہ رواں ہوتا رہا تھا۔ رہا کی خواہش قیمتی کیے کہ نہ صرف وزیر صاحب بلکہ ان کی حکومت بھی رہی تھی۔ اس وقت وہ اب بھی "رہا" کی تصویریں ادھر ادھر اوپر کی جیب میں رکھتے تھے۔ اسے یہ سب ہر کوئی تو ایسا ہے نہیں کہ ان کو قریب پانے کے لئے قلم پونے کا اصل استعمال کرے اور دس تیس لاکھ داؤ پر لگا دے اس لئے تھکے والے لوگوں کی تعداد بڑھتی ہے۔

دروازوں تک کچھ بہت زیادہ ہو نہیں پاری۔

رہا کی ثانی کی طرف سے رہا کو اجازت ہے کہ بے نی غریب چاہو اصل نسل آدمی دیکھ کر شادی کر سکتی ہو۔ اصل نسل آدمی وہ ہوتا ہے جو نہ اس کو دیکھ کر یا صنعت کار ہو۔ ویسے کئی صنعت کار صرف دعائے تمنا رہا ملک سے اپنے بھی لیکن ثانی نے رہا کو یہ بات اصول کے طور پر بتا دی کہ ان لوگوں سے شادیاں عارضی ہوں

کرتی ہیں سال دو سال تین سال اور پھر وہی یقینی ہے۔ البتہ بات 'میریٹ' ہو جائے جتنے سال رہو کی اتنی ہی زیادہ لے کر آؤ گی۔ اولاد کے یہ لوگ قائل نہیں اس لئے یہ مسئلہ تم کو تنگ نہیں کرے گا کیونکہ وزیر زمیندار جس کی ہو کر جاؤ گی 'نہ پٹے' ہی خاندانی بیوی رکھنا ہو گا۔ اس خاندانی بیوی کو بچانے کے لئے وہ تم کو اپنی سارے خاندان والوں سے الگ رکھے گا پھر ایک دن یہ ساتھ لوٹ جائے گا ایسا ہوتا ہی ہے۔

رہا کی ثانی نے ہر طرف سے ہوشیار خبردار کر دیا ہے۔ اس لئے وہ بچک رہی ہے۔ نہ انک رہی ہے 'بھرتے' جاتی ہے 'تھوڑی طرح پار ہو جاتی ہے۔ اس کی امان بھی لگتی ہے کہ اڑتے اڑتے من چاہے تو پر تین لو آسمان میں کھو جائے اس نے اپنی امان سے سیکھا ہی نہیں۔ ثانی کہتی ہے۔ "پتلا وہ اچھا کہ جہاں چاہے بیٹھے اور اتار لکے ایک لے اور پھر اپنے ہی بھرتے کی طرف لوٹ آئے۔"

رہا نے کچھ تو ہر شب چلتے ہیں۔ اگر کسی بھرتے میں جو رہا کے خاندان والوں کی طرف سے لیا گیا ہو اور اس میں رہا موجود نہ ہو تو وہ لفظوں میں بتا دیتے ہیں کہ یہ لی شاپنگ پر ہیں جیسے ہی وہاں شات اوکے ہو فوراً ادھر آجائیں گی۔

### ملکہ شاہ

روٹی رضا عرف ملکہ شاہ عرف ملکہ کے بارے میں ایک صنعت کار سید احمد علی نے ایک بار گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ دراصل حیرت میں ڈال دیا۔ سید واجد علی شاہ سے تعلق ہے۔ ان کی پہلی ملاقات بی بی کاٹا کے ساتھ ان کے ہاں ایک "تھوڑا سا" ہوئی۔ ان ملاقات کے بعد ملکہ میرے پیچھے پڑ گئی اور میرے ساتھ یہ قسم کے تعلقات برپا رہے۔ ملکہ نے جس کا اصل نام روٹی رضا ہے مجھے کہا کہ میں شہزادہ کی نام کی اختیار کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس کی خواہش کو صرف "بچپن کی سوچ" کے انداز میں لیا۔ لیکن اسے لفظ "شاہ" کی بے حرمتی کرنے کی اجازت نہیں دینا۔ کار ملکہ آج جن حالات میں ہے۔ جسے وہ عزت سمجھتی ہے یا شہرت۔ میں اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔



فلمی حلقوں میں سید واجد علی شاہ کے بیان سے اٹھنے والے سوالات کا جواب دیتے ہوئے سید واجد علی شاہ نے کہا کہ آپ اس حقیقت کو جاننے میں کہ پاکستان میں صرف ایک فیصد افراد اعلیٰ قسم کی تلاش جی کے متحمل ہیں۔ مجھے اکثر یہ پتہ چل رہا ہے کہ اس وقت مدیجہ کس ہوٹل میں کس وزیروں کے ساتھ ہے۔ اس ایک فیصد طبقہ میں میرے دوست ہیں۔ اگر میں نے مدیجہ کو بدنام یا پریشان کرنا ہوتا تو میں اس کے دوستوں اور لاکھوں کی فہرست بلکہ انتہائی طویل فہرست البارات و اشاعت کے لئے جاری کر دیتا۔ سید واجد علی شاہ نے کہا مجھے تو یہ علم نہیں کہ شہر ہال کی دنیا میں تماشائی صرف "کنواری" و "شیزاؤں" کو پسند کرتے ہیں۔ میں تو یہ بدھا ہوا کہ شوہر نس میں آجائے والی لڑکی بھی کنواری نہیں رہتی۔

### "جن" اندر..... "پریاں" باہر

تاہم ہندوگان سیاست دانوں کے فلمی ہیروینوں سے تعلقات اور تواناقتات نے اپنی احتساب آرڈیننس 1999ء یارمی ہو چکا اور قومی تہذیب سے ان کے تعلقوں کے ناہندگان سے رقوم کی واپسی کا فعل جی شروع ہوا۔ ان کے لئے جج کراویں کچھ پکڑے گئے "باقی بھاگ گئے جن کی پکڑ" کے لئے رقوم کے لئے جن میں ہیں مگر ایسے لوگ ہیں جنہوں نے یہ دولت بھی ہار دیا۔ ان کے لئے ان کے عیاشیوں پر اثراتی اور فلمی دنیا کی چیزوں پر تواناقتات کی بارش میں رقوم کے لئے ان کے لئے ان کی یہ رقوم تو پریوں کے عالی شان گھروں کی خریداری اور ان کے لئے ان کے زبورات و ملبوسات اور نئے گاڑی کی کاروں پر خرچ ہو گئی۔ ملک و قوم کے لئے "جن" احتسابی شکلیں میں آئے اور اندر ہو گئے "ان" کے مال و دولت و اشیاء پر دوسرے بے وقوفوں کی تلاش شروع کر دی۔ شاید انہیں کوئی اور مل گیا۔ ان کے لئے اپنا سرمایہ اب ان فیرید اواری قیظروں سے واپس نہیں لکھ سکتے۔ وہ سب جج سرکاری خزانے میں روپیہ جمع کرائیں گے تب ہی خلاصی ہوگی۔ انہوں اور پریوں کے درمیان ہونے والے لین دین کی کوئی رسید نہیں کوئی Deed نہیں اس لئے پریاں

آزاد ہیں۔

آئیے یہاں کچھ ایسی ہی ذرا دواکاراؤں کا ذکر کر جائیں جن کے ہاتھوں ذرائع کے مطابق ایسے سیاست دانوں سے بے گھر اور قریبی تعلقات رہے جو اس وقت گتے احتساب کی زد میں ہیں۔

رہا کوچہ محمد نبیوان رہنے کا تجربہ فلمی دنیا سے تھا۔ "بلندی" نے انہیں بلندیوں پہنچایا اور پھر وہ میدان کی ہر بلندی پر چڑھنے کی عادی ہو گئیں۔ چند روزہ..... انہیں رہنے کے بیان دیا تھا کہ انہوں نے باجی احتساب ہونا چاہیے تو انہوں نے انہی سے کہتے ہیں۔

رہا انوش سے بی مسلم ایسی رہنمائی کی پائی منہور نظر رہیں اور فلم نگری کے لئے انہوں کو گولہ لگایا ہے کہ رہا کے شیخ رشید سے بے گھر تعلقات اس وقت استوار ہوتے ہیں وہ ثقافت کے وزیر تھے۔ بعد ازاں ان کی جیل بندی یا کسی دوسری وجہ سے ان عوام میں دواکاراؤں کی اور رہا ایک پورے صوبہ کے "مالک" بن گئی اور اعلیٰ کو بچا لیں اور وہ تو تھا بھی صوبہ کا مالک۔ دل والا بلکہ کھلے دل والا۔ 70 اجیت جاکہ بالکل ناممکن اسی کھلے دل کی ترجمانی کرتا ہے۔ اگر رہا اس امر سے انکار کرتی ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کو اس وقت ہر معاملہ ملتا تھا وہ ان کے لئے سب سے بڑا ہوا۔ انہوں نے تھا تو اسے معاوضے سے اگر ایک پائی بھی خرچ نہ کی جات تو وہ کتنے "کوتل" میں ایسا ممکن نہ ملتا ہے اور اس میں لاکھوں روپے کا خرچہ ہوتا۔ ان کے لئے اس سال مزید درکار ہوں گی لیکن رہا نے تو لاہور کے لئے اپنے "ہاؤس" میں ان کے 54 کمرے بھی بنائے ہیں۔ انہیں کچھ وہ کسی کو نہیں بتائی البتہ بدلتی سنی کے لئے رہا نے نہت جاکہ والے گھر کو فروخت کر کے لاہور لیا ہے تاکہ "ان" رہے گا ہاں اور نہ بچے کی پائرسی "حالات" شوٹنگ کے دوران رہا چند گھنٹوں کے لئے اس مکان میں ٹھہرتی ہے۔ اس وقت رہا کے پاس تین گاڑیاں ہیں جن میں اس کے زیر استعمال نئی ہنڈاوی فی آئی ہے۔ رہا کی آج تک بننے والی فلموں کے پورے کے پورے معاوضے اگر جمع کئے جائیں تو بھی اس کا عشر عشر نہیں بنتے۔ بھتی پر اپنی کی وہ مالک ہے۔ اب رہا بتائیں کہ احتساب ہونا







# ماخذ

## تکالیفات

- |                |  |
|----------------|--|
| قدرت اللہ شہاب | ○ شہاب ہمار                            |
| تمیذہ درانی    | ○ سیدہ صالحہ                           |
| احمد سلیم      | ○ سیاست افروز کی جہلی ۱۶ جلدوں         |
| عسیر احمد      | ○ تہذیبی لحاظ سے شخصیت اور سیاسی کردار |
| سید ظفر بھٹو   | ○ لکھنؤ مشرق                           |
| مہمان دہپ      | ○ مہمان دہپ                            |
| سیدان کاشمیری  | ○ سیدان کاشمیری اور ان کی              |
| وی ایس بیپال   | ○ وی ایس بیپال                         |
| منیر احمد منیر | ○ منیر احمد منیر                       |
| شیخ رشید احمد  | ○ شیخ رشید احمد                        |
| احمد منیر      | ○ احمد منیر                            |
| شورش کاشمیری   | ○ شورش کاشمیری                         |
| سلطان شاہد     | ○ صورت نگار کی سولہ جلدیں              |
| ایم ایس رانا   | ○ تک وطن                               |

○ معاشقے

○ بازار حسن

○ عمران خان سیاست کے میدان میں

○ شرمیلا فاروقی اور احتساب ڈرامہ

○ پاکستان کے متنازعہ سیاست دان

○ ولی خان جواب دیں

○ لوح ایام

○ چوراہہ

ماہنامہ

○ لباس انٹرنیشنل

○ نئی دنیا

○ اردو انجسٹ

○ قومی ڈائجسٹ

○ مون ڈائجسٹ

ہفت روزہ

○ نوز ویک

○ ہائم

○ ایشیا ویک

○ فریڈے اسٹیل

○ پس

○ تجبیر

○ قیصر زیدی

○ مسعود احمد

○ شہناز وقار

○ سید اظہر فرید

○ میا پد سنسن

○ نسیاء شاہد

○ مختار مسعود

○ حسن شاہ

○ زندگی

○ اخبار جمیل

○ فیملی

○ زنجیر

○ وہود

○ پاکیشیا

○ حرمت

○ احوال

○ سیاسی لوگ

○ فخریشیا

○ الرشید

○ میڈیا مائٹرز

روزنامہ

○ اعلیٰ دیکھیں

○ زلمی سیکل

○ دشمن

○ آئینہ آئینہ

○ آج والا

○ علی گڑھ

○ پاکستان ٹک

○ پاکستان ٹائمز



محکم دلائل سے مزین  
مکمل متن پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## پارلیمنٹ سے بازارِ حسن تک

پاکستان کی سیاست میں ایک نیا دور کا آغاز ہو رہا ہے۔ پارلیمنٹ سے بازارِ حسن تک

نیکی قانون پر مبنی اور فتنہ شناسی کا دور ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔  
اس کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس دور میں ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔

قانون کی رو سے ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔  
اس کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس دور میں ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔

یہ سچائی ہے کہ ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔  
اس کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس دور میں ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔

یہ سچائی ہے کہ ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔  
اس کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس دور میں ملک میں امن و امان کا دور شروع ہو رہا ہے۔

نوجوان صحافی گلبرگ  
وہاڑی قلم سے